نیوایرا میگزین
New Era Magazine
کسب حیات
از ضوء ساطع
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناول. کسبِ حیات

از. ضوء ساطع

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

فاتحہ (beginning)

ناجانے کتنے زخم کھائے روح پر

ہر اک اپنی ہی داستان بیان کرتا ہے

****

ماہ کامل کی شب کھڑکی سے داخل ہوتی روشنی شلیف میں ترتیب سے پڑی کتابوں کو روشن کررہی تھی...... غور سے دیکھیں تو کتابیں آپس میں محو گفتگو تھیں......ایک کونے سے آواز آئی ہم آدم ذات کو بادشاہت کرنا سکھائیں گے دوسری طرف سے نفی کرتی آواز آئی صرف بادشاہت.... پھر ٹھہر کر کہا گیا...... چلو میں تاریخِ صحفات کو الٹاتا ہوں تم مجھے بتاؤ آج تک کس کی بادشاہت نے عبرت کے قصے درج نہیں کیے...... چاہے وہ بہادر شاہ ظفر ہو یا سیاست کے حکمران کس نے عبرت کے صفحات پر نشان...... دروازہ کھلا کتابوں نے سر اٹھا کہ دیکھا کوئی داخل ہوا اور کمرے کی لائٹ جلائی...... کمرا روشنی میں نہا گیا...... کتابیں اس لڑکی کو دیکھ کر خوش ہو گئیں...... اس نے سیاہ فراک پہن رکھی تھی, بالوں کو پونی میں مقید کیے ایک ہاتھ میں بھاپ نکلتی کافی کا مگ پکڑے آہستہ قدم اٹھاتی کتابوں کے شلف تک آئی......

سرخ کتاب کو باہر کی طرف کھسکایا تو ایک دراز نمودار ہو.......اس میں ایک کالی غلاف والی کتاب پڑھی تھی...اس نے باہر نکالی تو دراز بند ہو گیا اور سرخ کتاب اپنی جگہ پر ہو گئی......کتابیں اسے دیکھ کر مسکرا دیں........وہ سیاہ غلاف والی کتاب کو ہاتھ میں پکڑے کھڑکی کے ساتھ رکھے صوفے پر بیٹھ گئی کافی کا مگ میز پر رکھ دیا...... محبت سے ہاتھ پھر کتاب پر لکھے سنہرے حروف پر اور زیر لب پڑھا.....

"کسبِ حیات" ....

کتابوں نے ایک دوسرے سے کہا اب آئے گا مزہ اور تجسّس سے کان لڑکی کی طرف مرکوز کر لیے.......

اس نے اگلا صفحہ کھول اس پر اَبیض حرف میں **فاتحہ** لکھا تھا........اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی اور پڑھنے لگ گئی.......کتابیں سب بھول گئیں کہ کچھ دیر پہلے کس چیز پر اختلاف رائے کر رہی تھیں بس اس کے سنگ کتابی دنیا میں کھو گئیں.......

****

چوکنا انداز میں ارد گرد کا جائزہ لیتا محتاط قدم اٹھائے لفٹ کا بٹن دبایا.....اندر داخل ہوا اور تیسرے فلور کا بٹن دبایا یک دم لفٹ رو کی دروازہ کھلا.....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ آگے بڑھ گیا......

لومڑی کی طرح طائرانہ نگاہ دوڑائی اور روم کا دروازہ نوک کیا......

اندر سے بیزارت بھری آواز آئی کون....

اس نے پیشہ ورانداز میں کہا فوڈ پانڈہ آپ کا پارسل ہے......

دروازہ کھلا لڑکے نے سروس بوئے پر ایک نظر دوڑائی جس نے فوڈ پانڈہ کا یونی فارم پہنا ہوا تھا چہرے پر ہلکی ہلکی مونچھے تھیں, سر کو پی کیپ سے کور کیے ہاتھ میں پرسل پکڑا ہوا تھا جو اس کی طرف بڑھائے کھڑا تھا......

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جیب سے پیسے نکال کر لڑکے کو تھمائے اور پارسل پکڑا.....

اس نے کہا ایک گلاس پانی ملے گا پلیز....

لڑکے نے لٹ مارے انداز ہ میں بولا "روکے میں لے کر آیا" اور مڑا...

اس نے یک دم انجکشن اس کی گردن میں چبو دیا لڑ کا لڑ کھڑا کر ایک قدم پیچھے ہوا اور زمین پر گر گیا....

وہ اسے گھسیٹتے ہوا اندر لے گیا اور بیڈ کے پاس چھوڑ اور سر اٹھا کر دیکھا بیڈ کے کنارے پر ڈری سہمی ایک لڑکی بیٹھی تھی....

وہ اس تک آیا.... مخصوص انداز میں کہا......"آپ گھبرائیں نہیں میں آپ کو گھر چھوڑ دو گا آپ چلیں میرے ساتھ...."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن اسے اسی پوزیشن میں بیٹھ دیکھ کر اس کا دماغ کھول گیا....

مگر افسوس اپنا غصہ دباتے ہوئے اسے کہا "دیکھیں آپ نے نہیں جانا اس درندے کی درندگی کے بھٹ چڑھنا ہے شوق سے چڑھیں میں جا رہا ہوں اب آپ کو کوئی بچانے نہیں آئے گا اللہ حافظ اور مڑ گیا..."

اس نے سٹپٹا کر کہار و کیے اور جلدی سے زمین سے چادر اٹھ کر اپنے ارد گرد لپیٹی اور اس کے ہمراہ ہولی.....

وہ ارد گرد نظر دوڑاتا محتاط انداز میں اس لے کر فلیٹ کا بیرونی گیٹ عبور کیا اور سامنے کھڑی گاڑی کی طرف بڑھ گیا.....

ان کے گاڑی میں بیٹھتے ہی وہاں موجود لڑکے نے گاڑی آئے گاڑی بڑھادی......

وہ بس یہ سوچ کر رہ گئی یہ لوگ کون ہیں اور اس کی جان کیوں بچائی.....

وہ اپنی سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی...

اس انجان شخص کی آواز ابھری سنو جو ہاتھ سے پی کیپ درست کرتا کہہ رہا تھا "ہر کسی پر بھروسہ نہیں کر لیتے کہ وہ آپ کا محافظ ہو گا...."

روکا اور بولا "ہر کسی کے پر اندھا اعتماد نہیں کر لیتے اور ساتھ نہیں چل پڑھتے ...." اس بار توڑا نرمی سی کہا "کیونکہ ہر کوئی آپ کے بھروسے اور اعتماد کے لائق نہیں ہوتا"

ایک بات اور "آج تو میں آپ کو بچانے آ گیا لیکن اگلی مرتبہ کوئی نہیں آئے گا....اس لیے مجھے امید ہے آپ واپس ایسی غلطی نہیں دہرائیں گی یقیناً...."

وہ گاڑی سے اتر گئی.....

تو وہ لوگ گاڑی بھگا لے گئے.....

****

تاریکِ شب میں جہاں ہر طرف خاموشی کاراج تھا.........اس میں راہگزر کے دونوں طرف لگے درخت ہوا کی لہروں سے اپنی من موج میں تاروں کے سنگ رقص کر ہے تھے........رقص کا سر گم اس قدر معنویت سے بھرپور تھا...صدیوں سے جو باب در باب وقت کی دھول میں کھو گے تھے.........ان کی تصویت کر رہا تھا............

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

راہگزر کے آخر میں چمک کرتا گھر تھا...

جو باہر کی نسبتاًروشنی سے منور تھا...

ایک خوبصورت خاتون جس نے سر پر اسکاف باندھ ہوا شہد رنگ آنکھیں گوری

رنگت اٹھتی ناک جس میں نوز بین کی موجودگی نہایت دلکش بنا رہی تھی...دونوں ہاتھ بیلن گھماتے روٹی کو گول کرنے میں مصروف تھے...

لب سامنے بیٹھی پچیس سال لڑکی سے محو گفتگو تھے....

اس کی ہیزل آنکھیں توے پر پکتی روٹی پر مرکوز تھی ناجانے کس بات پر ہنسی تو اس کی گال پر ڈمپل نمایا ہوا جو اس کے خوبصورت نقوش کو مزید دلچسپ بنا رہا ہے اس پر بھورے بال جو چوٹیا میں گوندھے پشت پر لہلہا رہے تھے ایک ہاتھ میں سیکا پکڑے روٹی کو سیک رہی تھی دوسرا ہاتھ چنگیر میں پڑی روٹیوں کو درست ترتیب دینے میں مصروف تھا....

دفعتاً ایک نو عمر بچہ آیا جو اپنی عمر سے بڑا لگ رہا تھا اس کے ماتھے پر کالے سلکی بال گر رہے تھے... شہد رنگ آنکھیں ہو با ہو روٹی بیلتی خاتون سے مشابہت رکھتی تھی...

اس نے معصومیت سموئے انداز میں کہا "ماماما روٹی دیں..."

روٹی بیلتی خاتون نے پیار بھرے انداز میں کہا "ماما کی جان پھو پھو سے لو میر.."

لڑکی نے ایک روٹی چنگیر سے اٹھا کر آدھی کی اور مٹی کے چولھے میں لگی لکڑیوں میں سے باریک سہ ٹکرا توڑا...اس میں روٹی پھنسا کر میر کی طرف بڑھا دی "یہ لو پھو پھو کے شہزادے..."

اس نے اسٹک پر لگی روٹی میں ایک لقمہ میں ڈالا اور ساتھ لڑکی منہ پر بوسہ دیا...

****

وہ کھڑی الماری سے کپڑے آگے پیچھے کر کے دیکھ رہی تھی.... کبھی ایک نکالتی پھر دوسرا نکالتی وہ رکھ دیتی اسی الجھن میں تھی کون سے پہنے کچھ سوچ کر ایک سوٹ نکال ہی لیا.....

واش روم چلے گئی کپڑے تبدیل کرنے کے بعد آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی......

(اس کا سراپا نمایا ہوا کندھوں تک آتے کالے اور بھورے بال سانولی رنگت خوبصورت نین نقوش کی مالک اور ان پر ہیزل آنکھیں اس کے سراپے کو دلکش بنا رہی تھیں)

فون کی چنگارتی ہوئی آواز سنائی دی.....وہ اس طرف متوجہ ہوئی.....

اسلام وعلیکم!!!

(دوسری طرف سے اس کی دوست کی آواز سنائی دی)

"وعلیکم اسلام!!!زر مجھے یونی پک کرتے ہوئے جانااور وقت پر آنا یار ہمیشہ کی طرح لیٹ نہیں ہونا......

"اچھا وفا جانی میں نے سن لیا ہے اگر آپ کی اجازت ہو تو تیار ہو جائوں"

(وفا کی آواز ابھری)"اچھا جلدی آنا میں انتظار کر رہی ہوں......"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فون بند ہو گیا.....

زر تیار ہوئی.....

بیگ میں کتابیں رکھی.....

ناشتا کرنے آئی....

(لاؤنج کا منظر اس طرح تھا سامنے کھانے کی میز پر اس کے بابا اخبار پڑھ رہے تھے اور اس کی امی

کچن میں ناشتا بنا رہی تھیں....)

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس خاندان کی طرح انکے گھر کی سجاوٹ نہایت خوبصورت اور آلہ ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھی"

زر نے پیچھے سے اپنے بابا کی گردن میں باہیں ڈالیں

"صبح بخیر بابا جانی!"

"میری پیاری ڈول صبح بخیر اِدھر بیٹھو مجھے زریبٹا بات کرنی ہے..."

اسنے ادب سے سر ہلایا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی.....

"جی بابا جان"

(اخبار کو میز پر رکھ کر زر کی طرف متوجہ ہوئے)

آپ اور زریاب کس مشن پر ہو.....ان کی بات سن کر اسے ایک دم کھانسی کا دورہ پڑھا.....ہارون صاحب نے پانی کا گلاس اس کے سامنے کیا....اس نے جلدی سے تھام کر ایک ہی سانس میں پی گئی....

وہ بس اس وقت تک غور سے اس کا چہرہ دیکھتے رہے....

جس پر گھبراہٹ کے تاثُرات نمایاں تھے.....

اس نے پانی کا گلاس واپس میز پر رکھا اور ان سے کہا" بابا بات یہ ہے کہ اور سارا ماجرا ان کی گوش گزار دیا انہوں سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا...."

تو اس کی جان میں جان آئی....

ہارون صاحب نے اس کی طرف سوالیہ آبرو اچک کر پوچھا "بیٹا جانی!!! آپ اتنا گھبرا کیوں گئیں تھیں...."

شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا"میں نے آج سے پہلے آپ کو کبھی منا کیا ہے جواب کروں گا بس اپنی حفاظت کرنا"..... مسکراہٹ دبا کر......"جہاں بھی مشکل آئے میرے پاس روتی ہوئی مت آنا بلکہ رولا کر آنا...."

اس نے خوشی سے سر اثبات میں ہلا دیا..

ہارون صاحب تھے ہی ایسے انہوں نے کبھی بھی اپنے بچوں کو منا نہیں کیا بلکے ہر جگہ ان کے ہم قدم ہوتے تھے.....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کا ماننا یہ تھا...."آپ سو سال بھی پنچھی کو پنجرے میں قید کر لو لیکن جب بھی آزاد کرو گئے وہ اپنے اڑان بھرے گا ضرور اور اپنے مالک سے بد ظن ہو کر کہیں دور ہوا کی لہروں کے سنگ چلا جائے گا....اسی طرح بچے ہیں اگر آپ ان کی رائے کو اہمیت نہیں دیتے ان کو بے زبان پنچھیوں کی طرح قید کر کے رکھنا چاہتے ہیں تو وہ کبھی بھی آپ کی پکڑ امیں نہیں آئیں گے بلکہ آپ کی پہنچ سے بہت دور نکال جائیں گے....اس لیے انہیں کے سنگ پرواز بھر لو اور بھروسہ کرو...."

زر نے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا" بابا مجھے SUM اکیڈمی میں جاب کرنی ہے....
"

ان کی طرف دیکھا..... جن کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی "اچھا وکے....."
ساتھ فکرمندی سے دعا دی "اللہ تمھاری حفاظت کرے..... آمین'

اس نے بھی ان کے ساتھ آمین کہا....

انہوں نے ڈھسر کر کہا "اللہ تمہیں کامیاب کرے مجھے آپ پر بیٹا بہت ناز ہے....."

وہ لاڈ سے بولی " بابا مجھے آپ پر بہت فخر ہے کہ آپ میرے والد ہیں...."

وہ دونوں باپ بیٹی ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرادیے

قسمت ان پر رشک کرتی مسکرادی....

جب تک زر کی ماما ناشتہ لے کر آ گئیں.....

اجالا (زر کی ماما) نے کہا "جلدی سے ناشتا کرو 7:40 ہو رہے ہیں لیٹ ہو جائو گئی...."

وہ ناشتا کرنے لگی.....

اسی وقت زریاب (زر کا بھائی) باہر سے آیا اور با آواز بلند اسلام کیا......

زر کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا....اس حکم صادر کیا"اجالا بیگم میرا ابھی ناشتا لادیں...."

ہنستے ہوئے جواب دیا"لا رہی ہوں......"

تبھی ہارون صاحب (زر کے بابا) کہا"شرم کرلو تمھاری ماں ہے"

زریاب نے ہنستے ہوئے کہا"ماں اتنی جوان اور خوبصورت ہوں تو (دل پے ہاتھ رکھتے ہوئے کہتا ہے) کیا کر سکتے ہیں"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچن سے آواز آئی"ابھی بیلن لے گا تو ساری عقل ٹھکانے پر آجائے گی...."

زریاب نے بات کا مفہوم سمجھ کر جلدی سے کہا

"ماما ناشتا لے آئیں"

اس کی بات پر ہارون صاحب اور زر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی.........

اجالا نے ناشتہ لا کر زریاب کے سامنے رکھا اور زر کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئیں

.....

زریاب نے پوچھا "ماما یہ چھوٹی چڑیل کہاں ہے....."

زبور جو خاموشی سے ایک ایک قدم اٹھاتی اس کے پیچھے آ کھڑی ہوئی اور سب کو چپ رہنے کا اشارہ کیا ساتھ ہی زریاب کے آگے سے ناشتہ اچاک لیا.....

لاؤنج کا منظر کچھ اس طرح تھا......وہ زریاب کے آگے آگے زریاب پیچھے پیچھے.....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زریاب کی رونی والی آواز سنائی دی....

"دیکھیں ماما یہ مجھے ناشتہ نہیں دے رہی....."

کرسیوں پر بیٹھے نفوس کے چہروں پر ایک دم مسکراہٹ چھا گئی........

(وہ دونوں تھے ایسے ہر کسی کو مسکرانے پر مجبور کر دیتے تھے)

جب وہ کچھ دیر اسی طرح لڑتے رہے تو اجالا نے کہا"اب بند کرو یہ چوہے بلی کا تماشا آ کر ناشتہ کرو ورنہ میرا....."

(بات ادھوری رہ گئی)

دونوں نے بیک وقت کہا....."نہیں ماما ہم آئے"

دونوں شرافت سے آ کر ناشتہ کرنے لگے"

زرہاتھ دھونے کیلئے کچن میں گئی.....

فرج سے چوکلٹ نکال لائی

(جورات کو زریاب نے لا کر رکھی تھی)

کمرے میں آ گئی......اپنا موبائل,بیگ اور چابی لیے لاؤنج میں آئی.....

"ماما بابا میں جا رہی ہوں وفا انتظار کر رہی ہےOk byeبابا,ماما"

(اجالا بیگم کا رخسار چوم کر دعا لے کر یونی کے لئے روانہ ہو جاتی ہے)

****

آسمان پر سرخی پھیلی ہوئی تھی سورج اپنی سفر کی اختتام کو لوٹ رہا تھا.....پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے ایسے میں وہ گم سم سی بیٹھی ساحل سے ٹکراتی لہروں کے سرگم میں کھوئی اپنے آپ سے بیگانہ لگ رہی تھی.....

یہ ساحل کا پر سکون گوش تھا جس وجہ سے یہاں بہت کم لوگ دیکھائی دے رہے تھے.....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سمندر کے شفاف پانی میں کالے پتھر چھوٹے چھوٹے پودے جو ہلکے ہلکے ہل رہے تھے ان کا عکاس صاف نمایا ہو رہا تھا.....جہاں ننھی مچھلیاں جھنڈ کی شکل میں پتھروں کی پاس سے گزرتی اور گہرے پانی میں کھو جاتی.....

دور سے دو آنکھیں اسی سمندر کی مانند گہری آنکھیں میں دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی

تھی انکی تہہ میں ناجانے کیا کچھ سمایا ہوا ہے.....نہ جانے کتنے غم....

لیکن وہ ہر چیز کو فراموش کیے سمندر کی لہروں کا سرگم کو سننے میں محو تھی.....جو ایک دکھ بھری داستان رقم کر رہا تھا.......

ناجانے کون تھی.....

ناجانے کیا غم تھا.....

ناجانے کوئی ناجانے......

****

شہر کے مشہور علاقے میں سفید بنگلے کے باہر گاڑی روکی......

اس میں موجود نفوس نے ہارن پر ہارن بجانا شروع کر دیا....

آس پاس سے گزرتے لوگ اس طوفان سے پہلے سے ہی واقفیت رکھتے تھے اس لیے بغیر کسی تاثر کے اپنے راہ پر کامزن رہے....

گھر کے اندر کا منظر اس طرح تھا کہ صوبر سی خاتون پاس بیٹھی لڑکی سے کہہ رہی تھیں.....

"وفا بیٹا!!! جلدی کر لو اس آفت نے آس پاس والوں کا جینا محال کر رکھا ہے"

وفا نے جلدی جلدی اپنا بیگ پہن کر باہر کی طرف دوڑ لگادی.....

گزرتے ہوئے مالی بابا کو سلام کیا اور بیرونی گیٹ عبور کر گئی.....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مالی بابا نے کہا...."اللہ وفا بی بی کی سہیلی کو ہدایت سے نواز دے"

پیچھے سے سمرین بیگم (وفا کی ماما) جو کسی کام کے لئے آرہی تھیں....

باآواز بلند آمین کہا.....

دوسری طرف وفا گاڑی میں بیٹھتے ہی کہنے لگی...."یار زر تم کب بڑی ہو گئی"

اس نے رونے والی صورت بنا کر پوچھا"اب میں نے کیا کر دیا"

وفا نے دل میں اس کی اکیڈ نگ کو داد دی اور غصے سے بولی "اب زیادہ ڈرامہ نہ کرو چلا بھی لو پہلے ہی دن لیٹ کروانا ہے کیا......

اس نے گاڑی آگے بڑھادی......

آخر کار لڑتے جھگڑتے وہ دونوں یونی پہنچ ہی گئیں.....

زر نے کہا.....

"یار میں کار پارک کر کے کے آتی ہوں تم زرا ان دونوں سے پوچھو کہاں پہنچے ہیں"

وفا Ok کا سائن دے کر گاڑی سے اتر گئی.....

وہ پارکنگ ایریا کی طرف بڑ گئی........

****

یہ ایک چھوٹا سا لیکن خوبصورت مکان تھا.....جو کے پرانے طرز پر بنا ہوا تھا.....

جس میں تین کمروں, کچن اور صحن تھا......

راہداری سے گزر کر لاؤنج میں آئیں تو ایک عمر رسیدہ خاتون نہایت شفقت, محبت سے سامنے کھڑی لڑکی سے کہہ رہیں تھیں....."جا دہی رانی اللہ سوہنا تینو کامیاب کرے تیرے بیڑے پار لاوے"

لڑکی نے سامنے کھڑی خاتون کا رخسار چوما....اور بولی"دادو مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے میں کیسے اتنے لوگوں کا سامنا کروں گی"

شاہین بیگم نے (دادو) سمجھانے والے انداز میں کہا....."نہ نہ تیےء کبرانہ گڈءے تو ساری زندگی انی محنت کتی آ سوہنے اللہ نے تینو اودا اجر دیتا آ جیدے کر کے اج تیرا انے وڈے جامعہ چے داخلہ ہو گیا کبرانہ تیےء سوہنا رب جو کردا اوا چنگا ہی کردو وادانیا (لڑکی) جا دیر ہو گئی آ دہی رانی اللہ تنو حفظ و ایمان چے رکھے"

دانیا نے دادو کو خدا حافظ بولا......

یونی کیلیئے نکل گئی.......

****

زر گاڑی پارک کر کے واپس لوٹی تو اسے دور سے وفا کھڑی اس کا انتظار کرتی نظر آگئی.....

پاس پہنچ کر زر نے وفا سے کہہ یار تم نے ان دونوں نکموں کا پتہ کیا وہ کہاں رہ گئے ہیں .....

وفا نے آدھا جملہ ہی کہہ "یار دانی پہنچنے والا ہی ہے"

جب تک اسے دانیال آتا دیکھی دیا.....

جوان ہی کی طرف آرہا تھا.....

"لو وہ آگیا" وفا نے دانی کی طرف اشارہ کیا.....

زر نے بھی اسی طرف دیکھا تو ایک خوش شکل نوجوان جس کی عمر اکیس سال ہو گئی ......انکی طرف آرہا تھا....

اس نے ان کے پاس آکر دونوں کو اجتماع سلام کیا اور پوچھا" کیسی ہو بہنوں"

زر نے کہا"اللہ کا شکر ٹھیک بھائی جان"(مزاحیہ موڈ میں)

دوسری طرف وفا جل گئی اس کے بہن کہنے پر اس نے جلدی سے کہا"میں تمھاری بہن نہیں کزن ہوں"

(دانیال وفا کے تایازاد ہے ساتھ ہی وفا, زر, دانیال, ریان بچپن کے دوست ہیں....

ریان اور دانیال ان سے ایک سال سینیر تھے اور ان دونوں کا آج پہلا دن تھا....)

اس سے پہلے جنگِ عظیم شروع ہوتی....

زر نے ان کو وقت کا احساس دلایا تو وہ تینوں یونی کے اندر چل دیے......

****

یونی میں معمول کے برخلاف رش تھی....

نیا سال کے آغاز پر سینئر نئے آنے والے اسٹوڈنٹ کی ریگنگ کرتے نظر آرہے تھے......

وہ تینوں اِدھر اُدھر کا جائزہ لے رہے تھے کہ اچانک زر کی نظر ایک لڑکی پر جا ٹھہری جو کہ دیکھنے میں بے حد حسین تھی لیکن اس وقت اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایا

تھے......

کیونکہ وہ بیچاری سینئر کی زیرے حراست میں تھی......

زر نے ان دونوں کو اس لڑکی کی جانب متوجہ کیا.....

وفا نے پوچھا "کیا کرنا ہے...."

زر نے جواب دیا **"جو ہم کر سکتے ہیں وہ کریں گے...."**

ان دونوں نے سر ہلا دیا.....اور آگے بڑھ گئے.....

راستے میں دانی (دانیال) نے پلین بتایا.....

ان دونوں بیک وقت کہا "Yes Boss"

زر اور وفا ان کے سامنے پہنچ کر ان کو اپنی طرف متوجہ کیا....."او سنو تم لوگ کیا اس لڑکی کو tease کر رہے ہو ہم سے پنگا لو تو پتا چلے وفا نے چڑانے والے انداز میں بولا ......"

وہ تین لڑکے ان کی طرف مڑے....تو ان کا حلیہ نمایا ہوا دیکھنے سے انہوں نے معقول سی ڈریسنگ کر رکھی تھی لیکن ان کی آنکھوں سے شرارت ٹپک رہی تھی اور چہرے پر

شیطانی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی......جو واضح کر رہی تھی اس معصوم لڑکی کو خوب تنگ کر رہے تھے.....

ان میں سے ایک لڑکے نے پوچھا"تم کیا چڑیل ہو جو ہم ڈر جائیں گے...."

پھر اپنی بات پر کہکا لگایا"لگ تو رہی ہو......"

زر کو بہت ہنسی آئی لیکن وہ دبا گئی.....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دیکھو بس کر و ورنہ میں تمہارا حشر کر دوں گی...."وفا نے غصے میں چبا چبا کے لفظ ادا کیے....پہلے ہی اس کی سوئی اس کے چڑیل کہنے پر اٹکی ہوئی تھی....

دوسرے لڑکے نے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان میں توڑا سہ فاصلہ کرتے ہوئے کہا"تم خود اتنی سی ہو ہم سے کیا مقابلہ کرو گئی...."

وفا نے پیر پٹک کر بولی...."تم نے ہنی بی کو دیکھا وہ اتنی سی ہوتی ہے....لیکن اس کا ڈنگ افففف!!!!

بڑے بڑوں کو نانی یاد کروا دیتا ہے".....

وہ انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی....

اس دوران وہ دونوں غیر محسوس طریقے سے اس لڑکی کے آگے آ کھڑی ہوئیں تھیں

.....

دوسری جانب دانی جوان کے قریب درخت کے پیچھے چھپا ہوا تھا ان کی گفتگو سے لطف اندوز ہو رہا تھا.... ساتھ اس نے پٹاخے کو آگ لگا کر ان سے کچھ فاصلے پر پھینکا......

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھڑ تھڑ کی آواز پر تینوں نے ایک نظر اطراف میں دوڑی لیکن کوئی نظر نہیں آیا تو سامنے کھڑی لڑکیوں کی طرف متوجہ ہو گئے.....

وفا کچھ کہتی ایک لڑکا اس کی طرف بڑھا.... لیکن افسوس دانی نے smoke grenade(جو نقصان دہ نہیں ہوتے بس ایمرجنسی میں کام آتے ہیں) کو کھول کر ان کی طرف اچھال دیا....

جس سے ان کی ارد گرد دھواں دھواں پھیل گیا....

موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے زران دونوں کو لیے فرار ہو گئی.....

دانی نے پٹاخے جلا جلا کر ان کی طرف پھینکے....

تھڑ تھڑ پٹاخے کی آوازیں اور دھواں ان کی ارد گرد پھیلا گیا......

ان کی سوچنے سمجھ کی صلاحیت کو ختم کر دیا تھا...ان کے حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکال رہی تھیں....وہ راستہ تلاش کرنے کی تنگ جو میں ایک دوسرے سے ٹکرائے اور ایک دوسرے کے اوپر گر گئے.....

پاس سے گزرتے طالبات ان جنگلیوں کا تماشہ دیکھ کر ہنس ہنس کر پاگل ہو رہے تھے ہر کوئی آتے جاتے کہہ رہا رہا تھا اچھا ہوا.....اس گینگ نے سب کی ناک میں دم کر رکھا تھا......

دوسرے طرف وہ ان کو لے کر کوریڈور میں لے آئی.....دانی بھی وہاں پہلے سے موجود تھا....

وہ تینوں (زر, وفا, دانی) ہنس ہنس کے پاگل ہو رہے تھے....

البتہ وہ لڑکی ابھی بھی شوک سی کیفیت میں مبتلا تھی....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زر نے پیار سے پوچھا اس معصوم پری سے "تمھارا نام کیا ہے...."

وہ تھوڑی نروس سی بولی "میں دانیا"

وفا جلدی سے اس کے سامنے آئی اور مخصوص انداز میں کہنے لگی "یار میں وفا (دانی کی طرف اشارہ کیا) یہ دانیال.....ہم اسے دانی بلاتے ہیں.....

دانیا نے دانی کی طرف ایک نظر دیکھا....جو پہلے سے اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا.....

دانی کو انداز تھا وہ بھی اسی طرف متوجہ ہے تو وہ دانیا کو سلام بول کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا

....

وفا نے کہا اور یہ زر ہے.....

ان دونوں نے دانیا سے ہاتھ ملایا....اور باتیں کرنے لگیں.....اس دوران وفا بولی....."یار ایک شخص سے تم ابھی بھی نہیں ملی تو اس کو دیکھ کر ڈر نہ جانا"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زر کے آنکھیں دکھانے پر اس کی بات ادھوری رہ گئی.....

اس پورے میں دانی چپ کھڑا تھا.....

زر نے کہا "یار چلو کلاس میں چلیں....."

دانیال ان کی کلاس تک چھوڑ کر اپنی کلاس لینے چلے گیا.....

****

وہ یونی میں داخل ہوا تو کئی نظریں اس کی طرف اٹھی اس نے لائٹ بلو کلر کی شرٹ اس کے ساتھ ڈارک بلو پینٹ پہن ہوئی تھی ان پر شہد رنگ آنکھیں گوری رنگت کھڑی ناک دیکھنے والے کو اپنا اسیر کر دے..... لیکن بے نیاز بن جارہا تھا کہ اس کی آنکھیں ایک جگہ ٹھہریں اور وہ اس طرف بڑھ گیا.... جہاں تین لڑکوں کی درگت بنائی ہوئی نظر آئی....

منظر کچھ یوں تھا سامنے اس یونی کے شرارتی لڑکے تھے جو قدرے خراب حالت میں تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے شکل پر جگہ جگہ مٹی اور کالک لگی ہوئی تھی کپڑے بھی مٹی میں گندے تھے وہ تینوں ایک دوسرے کو برا بھلا بول رہے تھے......

ساتھ ہی ان تینوں لڑکیوں کو بھی......

ان کے پاس پہنچ کر جب دوسرے طلبات سے معاملا سمجھ میں آیا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی (جس سے اس کی چہرے پر ڈمپل نمایا ہوا جو اسے مزید دلکش بنا رہا تھا)

تب ہی اس نے ان میں سے ایک کی آواز سنائی دی "میں تو ان (گالی دے کر کہا) سے الجھا ہوا تھا.....

تم سب کمینے مردہ ہو گئے تھے.....

وہ اس لڑکے کے پیچھے آ کر کھڑا ہوا....

دونوں لڑکوں نے بتانے کی کوشش کی اور اشارہ کیا....."احمد پیچھے پروفیسر ہیں"

لیکن وہ الٹا انہیں ہی سنانے لگا "کمینے سالے اپنی بکواس بند کر گالی دی".....

حکم صادر کرنے والے آواز میں بولا "مجھے آج چھٹی تک وہ تینوں چاہیں"

اسی وقت اسے اپنے برابر سے گرج دار سی آواز سنائی......"اگر تم نے اب ان کو یا کسی اور کو تنگ کیا تو میں تمھیں یونی سے rusticate کر دو گا....."

it's a last warning to u understand

Go back to ur class.

اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا..

احمد نے التجا انداز میں بولا "سر بات سنیں..."

اس نے غصے میں بولا تم نے سنا نہیں میں نے کیا بولا...

goo!!!!

ان سب کو اس کا بات کا یقین تھا....وہ ایسا نہ کرتے تو سامنے کھڑے کھڑوس پروفیسر نے جو کہا ہے وہ کر کے رہتا.....لہذا انہوں نے وہاں سے چلے جانے میں عافیت سمجھی......

ان کے جاتے ہی وہ بھی کلاس کی طرف بڑھ گیا....

لیکن ایک بات نے اسے حیرت میں مبتلا کیا ہوا تھا...کہ وہ کون تھیں جھنوں نے ان بدمعاشوں کا یہ حال کیا.....

اسی سوچوں میں ہی کلاس روم آ گیا.......

****

وہ کلاس میں داخل ہوا تو ہر طرف شور شرابا برپا تھا غرض کلاس روم کم زیادہ تفریح گاہ کا منظر پیش کر رہی تھی.....

وہ سیدھا اپنے ڈائز کی طرف بڑھ گیا اور طالبات کو اپنی طرف متوجہ کیا......

Attention everyone

I'm ur proffesor zamir rasool

ارد گرد نظر دوڑانے کے بعد کہا.......

Now takeout ur notebook & be silence

لڑکیاں اپنی نشستوں پر بیٹھی باتیں کر رہی تھی.....

ان میں وہ دونوں بھی شامل تھیں.....

وفا نے زر سے سرگوشی میں کہا"یار یہ کتنا ہینڈ سم ہے...."

زر نے افسوس سے سر ہلایا"اس نے سن لیا ناتو پہلے ہی دن عزت ہو جانی ہے"

اس دوران ضمیر اٹینڈس لے رہا تھا کہ ایک نام پر آ کر ٹھہرا رول نمبر.............

...Zariah......48.........

اُمل (Hope)

امید، اس دنیا میں....

امید، ہے میرے لیے ہے کہیں....

مگر کہاں ہو سکتی ہے؟

میں نے گہرائی تک کھودا اسے ڈھونڈنے کے لیے....

مجھے بری طرح اس کی ضرورت ہے....

ایک سبب تھوڑی سی امید کے ساتھ

میری زندگی اداس نہیں ہوتی....

مجھے صرف یقین رکھنے کی ضرورت ہے....

کہ میں حاصل کر سکتی ہوں مجھے معلوم ہے میں کر سکتی ہوں....

مجھے یقین ہے یہ سچ ہے....

امید، جو سب میں چاہتی ہوں....

امید، جس سب کی ضرورت ہے....

امید ہمیشہ مجھے واپس لے آئے گی....

امید ہمیشہ راستہ دکھائے گی....

ترجمان (صدف بگھیو)

:::::""":::::::"""""::::::::"""""::::::::"""""""::::::::::"""""""::::::

شعلے برساتا سورج جو اپنی پوری قوت سے روشنی پھلائے ہر چیز کو روشن کر رہا تھا اور اس کی چھبتی کرنیں بس اسٹاپ پر رواں دواں لوگوں کو جھلسا رہیں تھیں....

بوم (زمین) سے نکلتی آتش کھلی فضا کو بھٹی بنا رہی تھی....

نوجوان لڑکا روڈ سے زرا فاصلے پر کھڑا تھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے اور منہ پر جگہ جگہ گرد جما تھی بال بے ترتیب تھے جو اپنا اصلی رنگ بھولے مٹی سے بھرے تھے اور اس نے ہاتھ میں کالے رنگ کا لمبا سا تھرماس پکڑا ہوا تھا....

جیسے ہی مسافروں سے بھری سرخ رنگ کی لوکل بس دھواں اڑاتی آئی وہ دوڑتا ہوا اس تک پہنچا اور اونچی آواز میں "ٹھنڈی ٹھنڈی آئسکریم ٹھنڈی آئسکریم لے لو اور دوسرے ہاتھ سے بس کی کھڑکی کا شیشہ بجاتا بولتا دس کی دس کی اس کی آواز ماحول میں گونج رہی تھی اور وہ بھاگ بھاگ کر بس کے ہمراہ قدم ملانے کی کوشش کر رہا تھا ایسے

ناجانے کتنے بڑے چھوٹے لڑکے جو ہاتھوں میں سموسے پکوڑے اور پانی کی بوتلیں

پکڑے رزق کمانے کی تگاپو (کوشش) میں لگے ہوئے تھے.....

کبھی آتی بس کے پیچھے تو کبھی جاتی بس کے پیچھے تھے....

لوگ اپنے کاموں میں مصروف کوئی رکشے والے کو ہدایت دے رہا تھا کوئی سامان

کندھوں پر اٹھائے دو بچوں اور ایک عورت کے ساتھ چلتا جا رہا تھا....

کچھ دور قطار میں کھڑیں بسیں اور ان سے کچھ فاصلے پر رکشے کھڑے تھے جن کے

اِرد گرد بھیڑ لگی ہوئی تھی دو آتے دو جاتے کوئی اپنے سامان کو سنبھالتا پسینہ صاف کرتا

جا رہا تھا کوئی گرمی کی پرواکیے بغیر منزل تک پہنچنے کی کوشش میں تھا...

اسی طرح ہوٹلیں تھیں جہاں سے کھٹ کھٹ کرتی آوازیں آ رہی تھیں اور مختلف

پکوانوں کی ملی جلی بو آ رہی تھے جو نواح (ماحول) میں پھیلی ہوئی تھی...

ایسے ہی ٹھیلوں اور دکانوں میں خریدو فروخت کا سلسلہ اپنے معمول پر تھا.... پھل

فروش اور سبزی فروش ہانکیں لگا رہے تھے کہ آلو ہے, گوبھی ہے, اور سیب آم, انگور,

کیلا ہے...

لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے جتن میں لگے ہوئے تھے....

اس میں وہ سیاہ جینس پر سیاہ ہی شرٹ پہنے اور سر کو سفید پی کیپ سے کور کیے آنکھوں پر کالا چشمہ جمائے ہاتھ میں لاٹھی تھامے جس کو زمین پر مارا کر راستہ ٹٹولنے کی کوشش کرتا چلا آ رہا تھا....

گدلی زمین پر چلتا بے دھیانی میں سامنے سے آتے آدمی سے ٹکرا گیا....

اس کے ہاتھ سے لاٹھی چھوٹ کر دو قدم کے فاصلے پر جا گری....

دوسرا آدمی جو عام سے حلیے میں ساتھ ہی ایک ہاتھ میں بیگ پکڑے تھا وہ جھکا اور لاٹھی اٹھا کر اس کو تھمائی ساتھ ہی ارد گرد دیکھتے ہوئے پوچھا

"آپ ٹھیک تو ہیں بھائی صاحب؟؟؟؟"

"اس نے سر ہلانے پر اتفاق کیا"

اس دوران وہ لاٹھی پر زور دیے سر جھکے کھڑا رہا اور چپ چاپ قدم آگے بڑھا دیے اور سوچ سوچ کر چلتا دائیں ہاتھ پر ایک تنگ سی گلی میں مڑ گیا.......

پیچھے کھڑا آدمی بڑبڑاہ کر رہ گیا, "بڑا کوئی عجیب آدمی تھا"....

:::::::::::::::::::::"""""""""""""""""""""""""""":::::::::::::::::::

سفید چار دیواری میں لڑکے لڑکیاں نیلی کرسیوں پر بیٹھے سامنے کھڑے شخص کی طرف متوجہ تھے....

چھت پر لگے چاروں پنکھے اپنے رفتار میں گھوم رہے تھے....

وہ ڈائز پر دائیں بازو رکھے بائیں ہاتھ میں پین پکڑے اٹیڈنس شیٹ جو ڈائز پر پڑھی تھی اس میں سے رول نمبر دیکھتا اٹیڈنس لے رہا تھا کہ ایک نام پر آکر ٹھہر گیا....

رول نمبر...48

Zariah Haroon

خجالت چھپانے کے لیے تاثُرات کو غیر شناسی بنا کر بولا "رول نمبر 48..."

مانوس سی آواز سنائی دی "present سر"

اس نے سرسری نظر اس کھڑے ہاتھ کی طرف دوڑائی جو اسے دیکھ رہی تھی اور وہ دوبارہ سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا....

دوسری طرف "وفا نے سرگوشی میں اس سے کہا" یار تم نے پروفیسر کو نوٹ کیا کیا؟

ابھی اس نے آدھی بات ہی بولی تھی..

زرجو نوٹ پر سر جھکائے تیزی سے کچھ لکھ رہی تھی اس نے ہاتھ روکا اور سر اٹھا کر اس کی طرف افسوس کرتی نظروں سے دیکھا اور اس کی بات بیچ میں ہی اچک لی....

"ہاں اوکے! بس بس"

اُکتاہٹ اس کے چہرہ سے صاف ظاہر تھی....

وفا اس کے ٹوکنے پر دوسری طرف منہ کر کے بیٹھ گئی....

اب زر کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا "وفا دیکھو میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا"

ان کے اِرد گرد بیٹھے طالبات لیکچر نوٹ کرنے میں مصروف تھے....

وہ تو ایسے ہو گئی جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو....

اس نے محبت سموئے لہجے میں کہا "وفا جانی.... تو وفا نے برے سے زاویے بنا کر نیم بلند آواز میں تیزی سے بولی....

"کچھ شرم ہوتی کچھ حیا ہوتی"

وہ جو لیکچر دے رہا تھا کسی کے زور سے بولنے پر اس طرف دیکھا لیکن نظر انداز کرتا پڑھانے لگا....

جیسا وفا کا سوال تھا ویسا ہی زر کا جواب تھا....

"وہ کیا ہوتی ہے"..

دونوں نے بیک وقت قہقہہ لگایا....

وہ دونوں آنکھوں میں مسکراہٹیں سجائے ایک دوسرے میں مگن تھیں یہ بھلائے وہ کہاں ہیں لیکن چونکی تو تب جب چنگھاڑتی ہوئی پروفیسر کی آواز سنائی دی....

"out"

.....

لیکن وہ تو ایسے ہو گئیں جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو

وہ آنکھوں میں سخت تاثرات لیے اور ماتھے پر لکیرے ڈالے ایک ایک لفظ پر زور دیتا بولا....

"You both get out of my class"

(یو بوتھ گیٹ اوٹ اوف مائے کلاس)

وہ جو دوسری مرتبہ بامشکل سے سمجھانے لگا تھا ان دونوں کی حرکتوں سے زچ ہوتا خاموشی کو قائم کیے ہوئے تھا لیکن جیسے ہی کلاس کی فضا میں ان دونوں نے قہقہہ لگایا تو وہ جو پڑھانے کی کوشش کر رہا تھا اسے ناچار انہیں کلاس سے باہر نکالنا پڑا....

.

.

.

NEW ERA MAGAZINE .com

زر بیچاری شرم سے پانی پانی ہو گئی لیکن وفا کا تو خون خول گیا وہ کچھ کہنے ہی لگی لیکن زر اسے کھینچتے ہوئے باہر لے گئی....

"اس نے ابھی سانس ہی ہموار کیا تھا"

وفا نے اس کو دیکھا "یار تو روک اِدھر میں زرا کلاس سے اپنی نوٹ بک جو کہ تمہاری جلدی مچانے کے چکر میں وہیں رہ گئی ہے لے آؤں...."

"اچھا ٹھیک ہے جلدی آنا" اس نے بغیر کسی تاثر کے کہا....

وفا کون سا کم تھی جاتے جاتے بھی جواب دینا نہیں بھولی منہ کے زاویے بگاڑ کر کہا....

"یار میں مرنے نہیں جا رہی جو واپس نہیں آؤں گی"... ہونہہ سر جھٹک کر واپس کی اور چل بڑھی....

::::::::::::::::::::"""""""""""""""""""""""""""::::::::::::::::::

قدم اٹھانے کی آہٹ سنائی دے رہی تھی جو کرسی کی چیں چیں کرتے شور اور گھڑی پر ہوتی ٹک ٹک کی آواز میں کہیں مل گئی....

تاریکی میں ڈوبی ہر چیز ٹھک ٹھک دروازہ بجنے کی آواز پر چونکی اور دروازے کی آواز پر ہلتی کرسی رک گئی اور رو بدار آواز میں کہا گیا!! آجاؤ....

دروازہ کھلا ایک سایا نمایا ہوا اور اس کے ساتھ روشنی کی کئی کرنیں اندر داخل ہوئیں لیکن اندر کی تاریکی اس قدر تھی کہ وہ ننھی کرنیں اپنے ہونے کا احساس ہی کروا سکیں لیکن یہ کیا اس سے پہلے ٹھا کی آواز کے ساتھ دروازہ بند ہوتا چلا گیا....

اب صرف دو لوگوں کے سانس لینے کی آواز آ رہی تھی جو خاموشی میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی...

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تبھی وہی حکمانہ آواز ابھری "آگ لگادو ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دو....؟؟؟"

اس شخص کے لہجے کا اثر تھا یا کیا کہ سامنے کھڑے شخص نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا

"صاحب ہر چیز کو؟؟"

اب دوبارہ سے کرسی پر جھول رہا تھا غصے سے بولا "تمہیں سمجھ نہیں آئی کیا؟؟ہر چیز کا مطلب ہر چیز...."

وہ سر جھکائے کھڑا اشش و پنج میں مبتلا تھا کہ اب کیا کرے اور کیا نہ کرے....

چیں چیں کرتی کرسی رکی اور اس پر بیٹھا شخص شکن آلودہ پیشانی سے بولا "ہر حال میں یہ کام ہو جانا چاہیے ورنہ "اس کا انداز اتنا پتھریلہ اور تنبیہ کردہ تھا کہ اسے صرف ایک لمحہ لگا تھا سمجھنے میں....

کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے تو اس نے لائٹر جلایا اور نارنجی شعلہ ابھرا جس نے اندھیری در و دیوار میں ایک امنگ پیدا کی لیکن صرف ایک لمحہ تھا اور وہ بجھتی چلے گئی....

وہ جلتا سگریٹ اب منہ میں دبائے ہوئے تھا بیزارت سے چور آنکھیں سامنے کھڑے

شخص پر اٹکائیں....

جو سر جھکائے کھڑا تھا....

اس نے منہ سے سگریٹ کو نکالا ساتھ دھواں نکلا اور غصے سے بولا "یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو دفا ہو جاؤ یہاں سے "

دوسرا شخص تابعداری سے باہر نکلتا چلا گیا اور پیچھے وہ دوبارہ سے سگریٹ منہ میں دبائے پینے لگا اور کرسی ہلنے لگی....

چیں چیں چیں

:::::::::::::::::::"""""""""""""""""""""""""""":::::::::::::::::::

وہ بھورے دروازے کے ساتھ کھڑی زچ کرتے لہجے میں پوچھ رہی تھی....

"May i come in sir"

وہ ہاتھ میں ریموٹ پکڑے سنجیدگی سے اسکرین پر ایک نظر ڈالتا اور طالبات کو دیکھتا اپنے ہی دیہان میں لیکچر دینے میں مگن تھا....

لیکن افسوس آج اس کی قسمت اسے دیکھ کر طنزیہ مسکرائی....

اس نے چونک کر آنے والی ہستی کو دیکھا اور سوچ کر رہ گیا اسے ابھی نکالا تھا یہ محترمہ پھر آ گئی....

وہ ابھی یہی سوچ رہا تھا....

"دوسری طرف سے جواب موصول ہوا"....

"لگتا ہے آپ نے تو اجازت دینی نہیں ہے میں خود ہی آ جاتی ہوں" کہہ کر اپنی نشست کی طرف بڑھ گئی...

وہ بس اس کی دیدا دلیری کو دیکھ کر رہ گیا....

دوسری طرف وفا نے اپنی جگہ سے نوٹ بک اٹھائی اور ساتھ بیٹھی دانیا کو آنکھیں پھیلا کر

دیکھا....

جو توجہ سے لیکچر سننے میں مصروف

تھی....

وفا کو اس کا پڑھنا سمجھ نہ آیا اور کچھ سوچ کر بولی...

"آجا چلیں میں تمہیں ہی لینے آئی ہوں"

وہ جو پروفیسر کو سننے میں مصروف تھی اس کے اسطرح بولنے پر بس گھور کر دیکھنے لگی ناجانے کیوں اس کی دماغی حالت پر اسے شوبہ ہوا

تھا....

اس کے مسلسل گھورنے پر وفا زچ ہو گئی....

اور حیرانی سے کہا....

"یار اس طرح کیا گھور رہی ہو میں عزرائیل نہیں ہوں جو تمہاری موت کا پروانہ لے کر آیا ہو بتاؤ بھی ورنہ یہ (ضمیر کی طرف اشارہ کر کے کہا) آدم خور کی اولاد کھا جائے گا"

....

دانیا کو اندازہ ہو گیا تھا اگر وہ اس کے ساتھ نہ گئی تو یقیناً اس کا حال بھی ان جیسا نہ ہو وہ پہلے دن بے عزت ہونا نہیں چاہتی تھی اس لیے خاموشی سے اپنا سامان اٹھاتی اس کے ساتھ چل پڑی....

ضمیر جواب طالبات کے سوالوں کا جواب دے رہا تھا رکا ایک نظر ان کو دیکھا اور خشک

انداز میں حکم دیا....

دونوں ابھی کلاس سے نکل رہی تھیں اس کی تیز آواز پر اس کی طرف دیکھا اور وفا کا حلق تک کڑوا ہو گیا جب کہ دانیا کے ماتھے پر پریشانی سے لکیریں نے اپنا جال بنایا......

اُچاٹ نظروں سے گھورتے ہوئے انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا "آپ تینوں مجھے آفس میں ملیے
گا"....

وفا منہ بناتی اور دانیا چپ چاپ اس کے ہمراہ چلتی زر کے پاس چلے گئیں....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا یار تم نے اتنی دیر لگا دی اور (دانیا کی طرف اشارہ کیا) اس بچاری کو کیوں کھینچ لائی ہو.."

"ہاں یار وہ آدم خور میرا مطلب ہے سر نے روک لیا تھا"

زر نے غصے میں اس کی طرف دیکھا....

"تم نے ابھی پروفیسر کو کیا کہا" چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کیا....

وفا گھبراہٹ میں دوسری طرف نظر پھیر گئی....

اب اسے اپنے کہے لفظوں کا شدت سے اندازہ ہوا....

"اس نے دونوں کندھوں سے پکڑ کر نرمی سی سمجھانے والے انداز میں کہا" تمہیں پتہ ہے آج کل کی جنریشن کے پاس علم تو بہت ہے مگر ادب نہیں ہے میں نے تم پر کوئی تنقید نہیں کی بس "fact" بتایا ہے علم کا پیچھا چھوڑ دو ادب کرنا سیکھ لو یہ ایسے ہی جیسے فزکس میں دو "term" استعمال کی جاتی ہیں "output" اور "input" تھوڑا وقفہ دے کر کہا...."ادب "input ہے input دو گی تو آسانی سے output یعنی "علم "خود بڑھ جائے گا"....

وفا اس دوران گراؤنڈ میں دیکھے گئی....

"تم میری بہترین دوست ہو اس لیے سمجھا رہی ہو, میں نے زیادہ تر علم والوں کے مقابلے میں ادب والوں کو کامیابی کی معراج پر پہنچتے دیکھا ہے"....

اس کے چپ ہوتے ہی وفا نے کہا شکریہ !!!

زربس مسکرا کر بولی "اب بتاؤ, کیا کہہ رہے تھے سر...."

یار چل ہماری من پسند جگہ جاتے ہوئے بتاتی ہوں وہ تینوں لمبی سفید رنگ کی راہداری

سے گزرتی باتیں کرتی جارہیں تھیں....

اور وفا نے کینٹین پہنچنے تک ساراواقعہ اس کے گوش گزار دیا....

تینوں کینٹین میں داخل ہو کر اپنی مطلوبہ جگہ کی طرف بڑھیں جہاں وہ بیٹھا برگروں سے انصاف کر رہا تھا.....

:::::::::::::::::::::::"""""""""""""""""""""""""""""""::::::::::::::::::::::

وہ ابھی اسی پوزشن میں بیٹھی سمندر کی لہروں میں کھوئی ہوئی تھی کہ اسے احساس ہوا کوئی اس کے ساتھ آکر بیٹھا ہے....

"اس نے سر اٹھا کر آنے والے کی طرف دیکھا....

جہاں ایک لڑکی سیاہ عبایا پہنے اُس پر سیاہ نقاب کیے چمکتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی....

لڑکی نے پیار سے اس کی طرف چوکلیٹ بڑھائی "چوکلیٹ کھاؤ گئی"

کوئی جواب دیئے بغیر بس سمندر کی لہروں میں محو رہی...

شور مچاتی لہر آئی اور سبز پھولوں کو لہلہتے چھوڑ گئی....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے لڑکی کی آواز پر اُس کی طرف دیکھا جو اس کی ہتھیلی پر اپنا ہاتھ رکھے پیار بھرے انداز میں "یہ میری پسندیدہ چوکلیٹ ہے ویسے تو میں کسی کو دیتی نہیں ہوں لیکن چلو کوئی نہیں آپ یہ رکھ لو...."

وہ اپنائیت والے انداز کو رد نہیں کر پائی اور چوکلیٹ اس کے ہاتھ سے پکڑ لی....

دو ننھے لڑکے سائکل چلتے ہوا کے جھونکے سے باتیں کرتے گزرے کنارے پر لگے کجھور کے درختوں نے خوشی سے ان کو جاتے دیکھا....

اس کے چہرے پر ایک اداس سی مسکان رونما ہوئی جس کی عکاسی اس کی آنکھیں کر رہی تھیں....

ایک لہر آئی اور ساحل سے ٹکرا گئی.... ننھے پودوں کے سنگ جھولتی مچھلیاں لہر کے سنگ کھو گیں....

دونوں میں کچھ دیر خاموش چھائی رہی جسے چمکتی آنکھوں والی لڑکی نے توڑا "ویل ہنی! جو مسئلہ بھی آپ کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ جاننے والے ہیں لیکن میں آپ کو ایک حقیقی بات بتاؤ..."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمم اس نے سر ہلا دیا...

"مسائل بڑے نہیں ہوتے بلکہ ہم حوصلہ ہار جاتے ہیں.... ہم اپنے مسائل کو پہاڑ سمجھ لیتے ہیں لیکن معلوم ہے یہ تصویر کا وہ رخ ہے جو ہم دیکھنا چاہتے ہیں.... یاں دیکھ رہے ہوتے ہیں...."

"وہ کیسے "اس کی زبان سے پھسلا....

نقاب سے نظر آتی آنکھوں میں مزید چمک بڑھی اور دوبارہ بولی "وہ ایسے کہ اکثر ہم پیکیز دیکھ رہے ہوتے ہیں اور خوبصورت لڑکی کی پیک آتی ہے اور ہم اس پر دو طرح کا رویہ کرتے ہیں.......اگر تو وہ لڑکی ہمیں پسند ہے تو ہم اس کی تعریف میں قصیدے پڑھتے چلیں جائیں گے ورنہ وہی لڑکی ہمیں زہر لگ رہی ہو گی یہ معلوم ہونے کے باوجود وہ حسین لگ رہی ہے...."

آسمان پر ڈولتا سورج اپنے عکس کو شفاف پانی میں ابھرے دیکھ رہا تھا اور پانی میں ہر طرف نارنجی رنگ پھیلائے سمندر کو دلکش بنا رہا تھا اس پر من موج اڑتے پنچھی....

"آپ سوچ رہی ہوں گیں کہ میں آپ کو کہاں الجھا رہی ہو پر چلیں.....سانس ہوا

میں خارج کیا اور بولی "ہاں ہم کہاں تھے" اور پُر سوچ انداز میں...

"ہمارے مسائل رائی کے دانے کے برابر ہوتے ہیں در حقیقت ہم انہیں دل سے تسلیم نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ہم تصویر کا دوسرا رخ دیکھنا نہیں چاہتے لیکن ایک بات یاد کر لیں جب تک آپ ہر زاویے سے اپنے دکھ, مصیبت, آزمائش, پریشانی کو ماپ نہیں لیتے تب تک ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ کتنی بڑی ہے یا کتنی چھوٹی ہے....

رکی اور الفاظ کو الگ الگ کر کے بولی "میں جب پریشان ہوتی ہوں تو کثرت سے "الحمداللہ "پڑھتی ہوں...."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آواز میں مسکراہٹ چھلک رہی تھی....

"میں جب الحمداللہ بار بار دھراتی ہوں تو میری روح سے غم کے بادل چھٹتے محسوس ہوتے ہیں.... میرے قلب میں سکون اترتا محسوس ہوتا ہے....

اس نے انگلی سے دائیں آنکھ کو صاف کیا اور نرم انداز میں بولی "الحمداللہ کہنے سے مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہوتا ہے کہ میں صرف اس غم پر رو رہی جو اتنا چھوٹا ہے کہ بس ایک نظر اٹھا کر دیکھنے سے ختم ہو جائے گا اور جو باقی نعمتیں ہیں ان کا کیا؟؟؟ جو میرے پیارے رب نے دیں ہی ان کا کیا؟؟؟ یہ سوچ آتے ہے میرا سر جھک جاتا ہے

اور میرے قلب سے آواز آنے لگتی الحمداللہ...."

وہ اپنے آپ کو اس کی باتوں کے ساحر میں کھویا محسوس کر رہی تھی....

ساحل پر کھڑے کھجوروں کے درخت ہوا سے ہولے ہولے ہل رہے تھے اور اس کی باتوں کے زیرِ اثر انہوں نے بھی اپنے رب کا شکر ادا کیا....

وہ اپنی نظر ساحل پر ٹکاتے کہنے لگی....

"انسان ہمیشہ بہادری کا مظاہرہ نہیں کر سکتا تھک جاتا ہے آخر ہے تو ایک انسان ہی نہ...اس لیے انسان کو....

آنکھوں کو سمندر کی لہروں کے ساتھ گھماتے آہستہ آہستہ لفظوں پر زور دیتے بولی....

"کبھی کبھی اپنے غم دوسروں سے بانٹ لینے چاہیے اس سے انسان کو ایک ڈھارس سی ملتی لیکن یہ بھی یاد رکھیں ہر ایک آپ کے غموں کو سننے والا نہیں ہوتا ہو سکتا ہے وہ آپ کے غموں میں مزید اضافہ کر دے اس لیے سب سے بہترین رازدان اللہ تعالیٰ ہیں"

وہ سمندر سے نظریں ہٹا کر اس کو دیکھنے لگی اور محبت پاش لہجے میں بولی "لگتا ہے آپ کو

سمندر بہت پسند ہے...."

وہ جو آنکھوں کو ایک ہی طرز پر ٹکائے یک ٹک دیکھے جا رہی تھی....

ہلکے پھلکے انداز سے بولی....

"ہاں یہ ہی سمجھ لیں سمندر کی لہروں کا اپنا ہی ایک راگ ہوتا جو مجھے اپنی ہی داستان سناتا

ہے...."

"اس نے اس کی بات سے اتفاق کیا...ایسے ہی اس نے باتوں میں اس سے کہا آپ

ناامیدی کی راہ پر چل پڑی ہیں...."

اس کے اس طرح کہنے پر وہ آنکھوں میں حیرت سموئے چونک کر دیکھنے لگی....

اس کے انداز بتا رہے تھے وہ درست کہہ رہی تھی....

سفید بگلے نے سمندر پر ایک پر مارا اور پھڑ پھڑاتا اڑ گیا....

ان کے درمیان دوبارہ سے خاموشی حائل ہو گئی جسے چمکتی آنکھوں والی لڑکی نے توڑا

....

"آپ کچھ زیادہ نہیں سوچتی..."

اس نے کوئی جواب نہیں دیا....

"ویل!!!میں آپ کو ایک کہانی سناؤ...." وہ سوالیا نظروں سے دیکھتے بولی....

وہ جو ابھی اسی انداز میں بیٹھی تھی سر اثبات میں ہلا دیا....

اس نے مسکراتے ہوئے لفظوں کو جملوں کی شکل دی....

"ایک آدمی شکاگو لاء سکول میں مجروں کو نفسیات پڑھاتا تھا....

ایک دن اس کا دوست اس کے پاس آیا اور بولا 'میں نے امریکا کا صدر بننے کا فیصلہ کر لیا ہے..

اس کا دل اپنے دوست کی بات سن کر قہقہے لگانے کا چاہا لیکن اس نے اپنے حلق میں روک لیا اور اس سے دوبارہ تصدیق کی

Are u sure??

اس کے دوست نے سر اثبات میں ہلایا اور آنکھوں میں چمک لیے جوش سے بولا" جنون کی حد تک"..

تو اس نے اس سے چند سوالات کیے...

"آپ کو پتا ہے وہ سوالات کیا تھے....

اس کے نفی میں سر ہلانے پر اس نے کہا "میں آپ کو بعد میں بتاؤں گئی"

اس نے سر کو ہاں میں جنش دی....

پتہ ہے کچھ سالوں بعد اس کا وہ (دوست) ایلینائس سے الیکشن لڑا اور جیت گیا اسی طرح وہ قومی سینٹ کا الیکشن لڑا اور وہ بھی جیت گیا بس یہاں بات ختم نہیں ہوئی پھر وہ!!

اس کی آواز لہر سے جا ملی اور لہر پتھروں سے ٹکرا گئی.... لہر اپنے سنگ ننھی مچھلیوں کو شفاف پتوں میں چھوڑ گئی اور وہ سمندری گھاس کے گرد گھومنے لگیں....

اس نے ایک ماہ میں نہ صرف 36 ملین 80 ہزار ڈالر جمع کیے بلکہ ساتھ ہی ڈیموکریٹک پارٹی کے مقبول ترین امیدوار "ہیلری کلنٹن" کو بھی صدارتی دوڑ سے باہر نکال دیا

....

اس جدوجہد کا یہ نتیجہ نکلا 4 نومبر 2008ء کو وہ امریکہ کا نیا صدر منتخب ہو گیا آپ کو پتا ہے وہ کون تھا....

جو اس کی باتوں میں کھوئی تھی اس کے اس طرح پوچھنے پر وہ اس کو دیکھ کر رہ گئی..

"اچھا میں ہی بتا دیتی ہوں ویسے لگتا ہے میم آپ کا روزہ ہے (اسے ہنسانے کے لیے بولا
)..

"وہ کوئی اور نہیں بلکہ شکا گو لاء سکول کا استاد اور امریکہ کا صدر " بارک حسین اوباما"
تھا.."

اس کا دوست نفسیات دان اس کی بات پر متفق نہیں ہوا کیونکہ اس سے پہلے کوئی سیاہ
فام اوپر سے مسلمان جس کے خاندان سے دور دور تک کوئی سیاست میں نہیں تھا وہ
امریکہ کا صدر کیسے بن سکتا ہے اپنے دوست کی بات سن کر 'سیاہ فام نے اپنی رائے دی
....

میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں آپ کو آخر میں بتاؤں گی سوچتی آنکھوں سے یہ
سوالات تھے ہنی جو اس نے اپنے دوست سے کیے تھے...

سانس خارج کیا اور بولی..

"آپ کو پتا ہے ؟؟ مسلمان لیڈر کی پانچ خوبیوں میں سے ایک کیا تھی ؟؟ وہ اس کے

باتوں کے ساحر میں ہوتی ہے!!"

وہ یہ تھی ہنی!!

(اس کے کندھے پر دلاسہ دینے والے انداز میں ہاتھ رکھا)

"وہ امید کا دامن نہیں چھوڑتا چاہے جتنے بھی برے حالات ہوں..

سانس ہموار کیا اور بولی..

"

اس کے دوستوں کی رائے یہ تھی کہ اگر اس کو تندور میں بھی پھینک دیا جائے تو یہ اپنے پسینے سے آگ بجھانے کی کوشش کرے گا اب آپ مجھے بتائیں کیا آپ کی ناامیدی کی وجہ اس سے بھی بڑی ہے...."

ننھی مچھلیں قطار میں جھولتے پودوں میں دائیں بائیں گھوم رہیں تھیں اور کالے پتھروں کے ساتھ لگے سبز پودے ہلکے ہلکے ہل رہے تھے....

یاں پُر سوچ انداز میں کہا "آپ نے اللہ تعالٰی کے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو مسئلہ در پیش آیا تھا وہ تو آپ کو زیرک ہو گا آپ کو پتا ہو گا جب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گلی سے گزرا کرتے تھے تو ایک بوڑھی عورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر کچرہ (معازہ اللہ) پھینکتی تھی.. لیکن
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر واستقامت کا دامن نہیں چھوڑا اور امید کی وہ مثال قائم کی کہ نتیجاً اُس عورت نے سلام قبول کر لیا....

سورج کرنوں کو مدھم کرتا ڈوب رہا تھا.... آسمان پر آہستہ آہستہ سرمئی اور سفید رنگ پھیل رہا تھا اور بادل چھا رہے تھے....

میں آپ کو دوستانہ مشورہ دوں گی "اگر آپ امید لوگوں سے لگاؤ گئی تو اس کا نتیجہ بار بار یہی نکلے گا آپ لوگوں کی تنقید پر کان نہ دھریئیں..

بس اس طرح ہو جائیں کہ آپ بہری ہیں کچھ فرق نہیں پڑھتا کہ لوگ کیا کہہ رہیں ہیں اس طرح آپ خوش رہیں گی....

اپنے منہ کو اس کے کان کے قریب کر کے سرگوشی کے انداز میں کہا "انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اولین ترجیح دے"

کیونکہ آپ بہت قیمتی ہیں اس لیے تو دونوں جہانوں کے مالک نے آپکو زندگی عطا کی ہے

...

ویسے ایک راز کی بات بتاؤں آپ کو؟؟

اسکی چمکتی آنکھوں کا ساحر تھا یا کیا بس وہ اس کے لہجے میں کھو گئی...اور بھویں کو تر چھا کر کے پوچھا کیا؟؟

"جب بندہ ناامید ہوتا ہے تو اسے لگتا ہے کہ ہر راہ بند ہو گئی ہے لیکن کوئی نہ کوئی راہ ضرور ہوتی ہے بس صرف سر اٹھا کر دیکھنا ہوتا ہے لیکن جو نہیں دیکھتا, آہستہ آہستہ اس کے اندر گھٹن بڑھتی جاتی ہے جو انسان کو depression کا شکار بنا دیتی ہے اس لیے ایسے لوگ ہر وقت خدا سے شکوہ کن رہتے ہیں اس کے بعد (زور دیتے ہوئی کہا) depression پیٹ کی مختلف بیماریوں میں تبدیل ہونے لگتا ہے انہیں ہر چیز سے بیزاریت محسوس ہوتی ہے, انہیں ایسا بھی لگتا ہے کہ وہ بے مقصد ہیں اس دنیا میں نتیجتاً ایسے لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں یعنی خودکشی کی شکل میں

سمجھداری سے کہا...

دور کہیں آذانیں بلند ہونے لگیں تھیں....

اس نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا جہاں سارے آسمان پر سر مئی رنگ پھیل گیا تھا....

اور اسی طرح بولی...."اس لیے ناامیدی(hopelessness)کفر ہے..."

اس کے کندہ پر حواصلہ مندانہ انداز میں تھپکی دے کر اٹھ کھڑی ہوئی....

Best of luck

جانے لگی تو اس نے پوچھا...

"کیا آپ psychologist ہیں؟؟؟"

مڑتے ہو کہا"ہاں یہ ہی سمجھ لو اور وہ اپنی منزل کی طرف بڑھ گئی..."

اُس کے جاتے وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی(جو باتوں میں وقت کا اندازہ نہ کر سکی اور اب ہر طرف اندھیرا پھیل گیا تھا)اپنی راہ پر گامزن ہو گئی...

ناجانے دو راہ گیر کون تھے ناجانے...!

ناجانے کوئی ناجانے..!

:::::::::::::::::::"""""""""""""""""""""""""""":::::::::::::::::

وفا اس کے ہاتھ سے بر گر دبوچ کر خود کھانے لگ گئی....

ریان بچارہ اس ناانصافی پر صرف خول کر رہ گیا....

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے سامنے بیٹھی عافت کا قتل کر دے....

وہ صرف سوچ کر رہا گیا....دھیمی آواز میں بولا

But ohhh! My manners

یار وفا تمہیں ایک بات بتائوں آنکھوں میں ایسا تصور تھا کہ ناجانے کتنا بڑا راز ہو...

کیسیا ہے؟؟وفا نے بھرے منہ کے ساتھ سوالیا انداز میں پوچھا....

اس کی طرف جھک کر رازدانہ انداز میں بولا....

"یار لگتا ہے تم نے ایک بات نوٹ نہیں کی چلو کوئی نہیں میں بتا دیتا ہوں.....میں نے ابھی تک اس

(اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے کہا جس میں آدھا کھایا بر گر پکڑ ہوا تھا)

کو اس لیے نہیں کھایا تھا کیونکہ میں نے اس کے اندر روسٹ ہوئے کاکروچ کو دیکھا تھا

میں تو بس بھولے (کینٹن والا لڑکا) کو آواز دینے لگا تھا دوسرا لا کر دے لیکن جب تک

تم چھین کر کھانے لگ گئی" اس نے اتنے معصومانہ انداز میں کہا کہ کوئی بھی اس کے جھانسے میں آ جاتا....

(اگر اس وقت کوئی اداکار اس کی ڈرامے بازی کے جواہر کو دیکھ لیتا تو دنگ رہ جاتا)

اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر گھبرائی آواز میں کہا...

"زر مجھے قے آ رہی...."

اس نے دائیں ہاتھ میں پکڑا برگر کے سلائز کو سامنے پڑی پلیٹ میں رکھا اور کرسی دھکلتی بھاگنے کے انداز میں واش روم کی طرف دوڑ لگا دی....

آس پاس میز والے طالبات نے اس کو جاتے دیکھ لیکن ریان کو دیکھ کر دوبارہ سے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے....

وہ جانتے تھے وہ کیا....

وہی تو مگر کیا....

ہاں کیا ہے وہ....

اس کے جاتے ہی ریان جو اپنے کھلے کو کب سے روکنے کی کوشش کر رہ تھا زوردار کھکھا

لگا گیا جو کینٹین کی چار دیواری میں موجود تمام نفس تک کے کانوں کو شہید کرنے کے لیے کافی تھا....

طالبات نے اسے گھورتے ہوئے دیکھا لیکن یہاں پرواہ کیسے تھی وہ بس اپنے آپ میں مگن تھا مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھا کر وفا کا چھوڑا ہوا برگر اٹھایا اور کاغذ کی پلیٹ میں پڑھی سرخ چٹنی سے لگا کر کھانے لگا....

اس نے مسلسل اپنے اوپر تپش کو محسوس کر کے سر اٹھایا اور نوالے چباتے دیکھ زرا سے گھور رہی تھی جیسے کچا چبا جائے گی....

رونی صورت بنتا آنکھیں پٹپٹاٹا" یار اب تم کیوں مجھے اس طرح دیکھ رہی ہو اتنا تو تنگ کرنے کا حق میرا ابھی بنتا ہے نا....

پیاری بہنا

زر نے غصے سے کہا....

"ریان تمہیں اندازہ ہے کہ تم نے کیا حرکت کی ہے اگر اس کو بتا چل گیا نہ تو وہ تمھیں سیدھے اوپر پہنچا دے گی"

اس نے بیزارت سے آس پاس آنکھیں گھماتا دیکھنے لگا کہ ایک جگہ آرکا اور ٹوپک بدلتے ہوا پوچھا "اچھا یار تم نے بتایا نہیں یہ محترمہ کون ہیں"

(دانیا کی طرف اشارہ کرکے کہا)

اووو! زر نے کہا "یار میں تم لوگوں کے جھگڑے میں بھول ہی گئی" یہ دانیا ہے اور دانیا جو خاموشی بیٹھی ہوئی تھی "یہ ریان ہے"...

ریان نے منہ بنا کر بولا "یار تمہیں انٹرو کروانا بھی نہیں آتا چلو کوئی نہیں میں کروا دیتا ہوں "، دانیا کی طرف دیکھا کر....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شا نے بے نیازی سے بولا....

"دنیا مجھے 'ریان حیدر' کے نام سے جانتی ہے..

میرے دوست مجھے ریان بولاتے ہیں چونکہ اب آپ ان (وفا, زر) کی دوست ہیں تو میری بھی ہیں اس لیے آپ مجھے ریان بولا سکتی ہیں"...

بڑے شاہان انداز میں " چلیں آپ کو میری پسندیدہ عادات بتاؤ

"زر نے افسوس سے دانیا کو دیکھا اور اس کو گھورا "بس کرو"

لیکن وہ اپنی چلتی زبان کو بریک لگانے کے بجائے تیزی سے بتانے لگا...

ووووہ (لمبا کھینچتا ہوا) صرف چند لوگ ہی جانتے ہیں میں آپ کو ان سے متعارف کروانا چاہتا ہوں....

دانیا حیرانی سے سن رہی تھی....

میرا پہلا پیار کھانا ہے!!! جہاں کھانا ہو وہاں ریان نہ ہو ایسا ہو نہیں سکتا..

دوسرا پیار لوگوں کی مار پیٹ کرنا!!!

زر نے بیچ میں ٹوک دیا "اب بس کرو میرے کان درد کرنے لگیں ہیں"

وہ بغیر اثر لیے دانیا سے اسی انداز میں پوچھا "آپ کو لطف آرہا ہوگا بس کیا کر سکتے ہیں یہاں کچھ لوگ بس جل رہیں ہیں...

زور دے کہا "میری قابلیت سے..."

وہ دانیا کے کچھ بولنے سے پہلے فراٹے بھرتا بولتا جا رہا تھا....

اس کی بات پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی...

زر نے برا منہ بنا کر "ہونہہ ہو!!"

"اچھا اچھا بس آخری دو باتیں میں بتادو میں تمہیں یونی میں صرف کنٹین میں ملوں گا

...."

زر طنزیہ انداز میں کہا" کھاتے ہوئے صرف"

وہ اس کے طنز کو نظر انداز کر گیا....

چہرے پر شرارتی مسکراہٹ سجائے بولا...

"زر تم مجھے کتنی اچھی طرح جانتی ہو...

That's like a my friend

"یار تمہیں نہیں پتا یہ جو تمہاری دوستیں ہیں نہ وہ مجھ سے جلتیں ہیں" منہ پر معصومیت طاری کیے مدہم آواز میں کہا....

دانیا سے پوچھے بنا رہ نہیں گیا..."کیوں؟؟"

وہ رازدانہ انداز میں "یارا سسسسس ایہیییے کھنچے ہوئے بولا

آدھی یونی کی لڑکیوں کا میرے پے کرش ہے ان سے

یہ دیکھا نہیں جاتا ہے اس لیے"

(ساتھ ہی اپنے کولر کھڑے کیے)

دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ اچھا ہے وفا نہیں ورنہ اس چھک چھک گاڑی سے کون

جان چھڑواتا..

زر جو کب سے اس کی بکواس سن رہی تھی..

دانیا سے کہا "یار اس کی باتوں کو سیریس نہیں لینا یہ بیچارا اپنی عادت سے مجبور ہے..."

ریان ہوں!!! کہہ کر اپنے پرانے کام میں مگن ہو گیا..

یعنی کھانے میں...

کچھ لمحے سر کے تھے خاموشی کے زر نے پوچھا...."تم نے دانی کو نہیں بتایا کیا کہ

کنٹین آ جائے.."

"یار بولا تو تھا لیکن وہ کتابی کیڑا ہمارے طرح تھوڑی ہے وہ کہیں بیٹھا کتابوں کے ساتھ

سر پھوڑ رہا ہو گا یقیناً!!!"اس نے منہ بناتے پورا جملا مکمل کیا....

وفااور دانی جوان کی طرف آرہے تھے دانی نے اس کی ساری باتیں سن لی اور اس نے اس کے سر پر چپت لگائی اور اس کے ساتھ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا سب باتیں میں مشغول ہو گئے اسی دوران دانیا کی ریان سے اچھی خاصی دوستی ہو گئی...

زر نے اپنی کلائی پر باندھی گھڑی کی طرف دیکھ کر "اچھا یار اب میں چلتی ہوں....

(ان سب نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا)

اس نے سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وجہ بتائی "یار آج مجھے ایک جگہ کلاس لینے جانا ہے اس کے بعد دانی کے سینٹر جانا ہے تو یار کام بہت ہے ٹائم کم ہے"

(وہ اٹھ کھڑی ہوئی)

جب ہی وفا نے کہا "یار سر کے پاس بھی تو جانا ہے..

"یار وہ تم سنبھال لو گی مجھے یقین ہے اس نے حل نکالا اور چلے گئی......

اس کے جانے کے کچھ دیر بعد دانیا اور وفا.... ضمیر سے ملنے چلے گئیں....

دانی اپنی کلاس لینے چلا گیا....

تو وہ بھی اپنی گھر کی اور چلا گیا....

:::::::::::::::::::::'':::::::::::::::::::::

وہ دونوں ضمیر کے آفس میں کھڑی تھیں....

ان کے کانوں میں گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی جو بھوری دیوار پر لگی تھی اور اے سی کی ٹھنڈی ہوا نے ماحول کو پُرسکون کیا ہوا تھا....

وہ سامنے پڑے ٹیبل پر کہنیاں جمائے لیپ ٹاپ کی سکرین سے نظریں ہٹاتا انتہائی پتھریلے تُاثرات لیے ماتھ پر لکیریں کھنچتے ان سے پوچھ رہا تھا....

"مس وفا آپ نے اور آپ کی دوست نے کلاس کو کیا سمجھ رکھا ہے؟؟؟

وفا نے منہ بیگار کر آہستہ آواز میں کہا" پارک"

جو اس کے ساتھ کھڑی دانیا نے سن لیا....

ضمیر سن نہیں پایا لیکن اس نے بڑبڑاتے ہوئے دیکھ لیا تھا....

اس نے سوالیا نگاہ سے پوچھا آپ نے کچھ کہا؟؟؟

"جی سر میں کہہ رہی تھی "سوری سر آئندہ ایسا نہیں ہو گا" معصومیت طاری کیے....

وہ سیاہ کرسی پر پیچھے کو ہوا اور سنجیدگی سے کہا "اوکے"

شائستہ انگریزی لب و لہجے میں بولا تنبیہ کیا

"آئندہ خیال رکھیے گا"

ان پر ایک سرسری نگاہ ٹکائے "آپ کی دوسری دوست کہاں ہے.؟؟..."

وفا نے دانیا کی طرف اشارہ کیا, "یہ رہی"

اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا:

میں رول نمبر 48 کی بات کر رہا ہوں....

"اووو تو آپ زر کی بات کر رہیں ہیں وہ تو چلے گئی میرا مطلب ہے اس کی کسی دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اسلیے ایمرجنسی میں جانا پڑا"....

اس نے عام سے انداز میں ساری بات بتائی....

دانیا تو اس کے جھوٹ بولنے پر دنگ رہی گئی....

وہ پہلے جیسے لہجے اپنا کر بولا

"اوکے!!!"

اب آپ دونوں جا سکتی ہیں...

وہ دونوں تو پہلے ہی فرار کی راہ تلاش کر رہی تھیں اس کے اجازت دیتے ہی دوڑ لگا دی....

وہ دوبارا اپنے لیپ ٹاپ پر دیکھتا تیز تیز ہاتھ چلانے لگا....

وہ دروازہ کھولنے اور بند ہونے پر اسی طرح کام کرتا رہا....

اب صرف گھڑی کی آواز بھوری دیواروں میں سنائی دے رہی تھی....

.................................''.................................

وہ گھر میں داخل ہوئی.. لیکن ہر طرف خاموشی کا راج تھا سوائے کچن کے, وہاں سے کھٹ پٹ کرنے کی آوازیں آرہیں تھیں....

اس کو اندازہ تھا, کون ہوگا

"اس لیے وہ صوفے پر بیگ رکھ کر سیدھی کچن میں چلی گئی اور داخل ہوتے ہی سلام کیا....

وہاں موجود عورت نے مسکرا کر اس کے سلام کا جواب دیا جو سلاد بنا رہی تھیں....

اس نے فرج سے پانی کی بوتل نکال کر سلیپ پر رکھی اور گلاس کے اسٹینڈ سے گلاس نکالا

اور سلیپ پر رکھ کر پانی اس گلاس میں انڈیلا

باراسٹول کھینچ کر اس پر بیٹھ گئی اور پانی پینے لگ گئی.....

جب تک باہر سے زمان چاچا (مالی) آوازیں دیتے کچن میں آئے..

"بیٹی باہر فقیر کھڑا ہوا ہے میں نے اس سے کہا ہے جا معاف کر لیکن وہ جا نہیں رہا

ہے..."

اس نے پانی کا گلاس سلیپ پر رکھا اور کہا "کوئی بات نہیں آپ اما (کام کرنے والی جو سلاد

کاٹ رہیں تھی) سے کھانا اور یہ پیسے (اپنی جینس کی جیب سے نکال کر دیے) لے جا کر

اسے دے دیں,

"زمان چاچا کھانا اور پیسے لے کر چلے گئے....

دوسری طرف امانے پیاز کاٹتے ہوئے کہا "بیٹا ایک جائے گا تو دو اور آجائیں گے..."

اس نے پیار بھرے انداز میں کہا "کوئی بات نہیں اما جان ویسے آپ کو ایک بات

بتاؤں"

وہ رکیں اور مسکرا کر دیکھتے ہوئے بولیں "جی بیٹا کیوں نہیں؛"

وہ گلاس میں موجود بچے ہوئے پانی کو دیکھتے بولی....

"جب ہم چھوٹے تھے نہ تب باہر کوئی بھی سوالی آتا تھا نہ تو دادی جان اسے خالی ہاتھ جانے نہیں دیتی تھیں"

زر نے پانی کا ایک گھونٹ پیا اور دوبارہ بات وہیں سے جوڑی....

"ایک دن میں نے ان سے پوچھ ہی لیا, دادی جان آپ ایک کو دے کر آتی ہیں دوسرا آجاتا ہے آپ اس کو دینے چلے جاتی ہیں, انہوں نے جواب میں کہا" بیٹا ہمارے در پر بہت سی امیدیں لے کر آتے ہیں میں انہیں کیسے خالی ہاتھ موڑ دوں بیٹا اگر وہ خالی لوٹ گے تو نہ امید ہو جائیں گیں, جب امید ٹوٹتی ہے نہ تو بہت تکلیف ہوتی ہے اور تکلیف میں انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور میرے اس عمل سے اگر خدا ناراض ہو گیا تو پیچھے کیا رہ جائے گا....

وقفہ دیا اور مسکراتے ہوئے باتوں کی مالا میں اگلا موتی پرو دیا تا کہ مکمل کر سکے....

اسی طرح جب ہم اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتے ہیں تو ہمیں خالی ہاتھ لوٹاتا ہے نہیں نہ, تو میں

کیسے انہیں لٹادوں آخر جو میں انہیں دیتی ہوں وہ بھی ہمارے رب کی عنایت ہے شاید وہ انہی کے صدقے ہمیں دیں رہے ہو..."

اس کی ہیزل آنکھوں میں بچپن کا صاف عکس نظر آرہا تھا...

آپ کو پتا ہے اماجی بعض اوقات وہ سارا کھانا تقسیم کر دیتی اور ماما کو اور پکانا پڑتا تھا رفتہ رفتہ ان کی یہ عادت بابا میں آگئی اور بابا میں سے ہم سب میں...

آخر کار مالا کو گھان دی اس نے آخری جملا ادا کر کے....

"آپ بھی کہہ رہی ہوں گی کہاں یہ مجھے باتوں میں لگا کر بیٹھ گئی ہے میں نے نہ جانے کتنے کام کر لینے تھے"

(زرنے بار اسٹول کو اس کی جگہ پر رکھا اور پانی کی بوتل کو فرج میں رکھ کر جاتے ہوئے بولی...

"اماجی میں سونے جارہی ہوں ماما آئیں تو اٹھا دیے گا اور وہ کچن سے چلے گئی...."

وہ سلاد کی پلیٹوں کو سلپ پر رکھ کر چولہے کی طرف بڑھ گئیں....

...................."""""""""""""""""""""""""""""....................

وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا کہ اس کی سوچوں کے دھاگے ماضی میں کھو گئے اور منظر تبدیل ہوتا چلا گیا.... کھڑکی کے اُس پار ہوا سے ہلتے درخت اور گملوں میں لگے رنگ برنگے پھول جو چاروں اور پھیلے ہوئے تھے روڈ کے منظر میں تبدیل ہوتے چلے گئے....

جہاں وہ بائک پر آہستہ روی سے جا رہا تھا کہ اس نے دیکھا....

گاڑی جو قدرے فاصلے پر جا رہی تھی اچانک بائک والوں کے سامنے آنے پر رو کی....

وہ گاڑی کچھ دیر پہلے اسے کراس کر کے گئی تھی....

جس میں سے ایک لڑکی باہر نکلی اور اپنے سامنے کھڑے لڑکوں سے کچھ کہا....

جن کے چہروں پر کمینا پن صاف دکھائی دے رہا تھا....

اچانک ان میں سے ایک لڑکے نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو اس نے رکھ کر اس لڑکے کو ٹانگ ماری جو سیدھی اس کے پیٹ میں لگی وہ نیچے کو بیٹھتا چلا گیا..

دوسرا جو اپنے ساتھی کی حالت دیکھ کر غصے میں اس کی طرف بڑھا تھا....

اس نے اُس کا ہاتھ پیچھے کو لے جا کر موڑ دیا وہ درد سے کراہ کر رہ گیا....

اس کے بعد اس نے جینس کی جیب سے ایک چھوٹا سہ بوتل نما اسپرے نکال کر ان کی آنکھوں پر چھڑک دیا اور وہ دونوں آنکھیں مسلتے ہوئے زمین پر بیٹھتے گئے اور وہ زن سے گاڑی بھگا لے گئی...

جو دور سے یہ کاروائی دیکھ رہا تھا....

پہلے تو مدد کے لیے جانے لگا لیکن جب اس نے دیکھا اُس نے لڑکے کو ٹانگ ماری تو تجسّس کے ہاتھوں مجبور ہو کر....

دروازے بجا....

ٹک....ٹک....ٹک

وہ جو ماضی میں کھو یا تھا.... حقیقت میں لوٹا تو اس نے اندر آنے کی اجازت دی نو عمر لڑکے نے خاموشی سے شیشے کی میز پر کپ رکھا اور باہر چلا گیا اس نے کھڑکی کے پار دیکھا جہاں درخت ہل رہے تھے اور گملوں میں لگے رنگ برنگے پھول چاروں اور پھیلے ہوئے پہلے جیسے ہی تھے روڈ کہیں خلا میں کھو گیا تھا یاں وقت کے سفر میں دھول ہو گیا تھا....

::::::::::::::::::::::::::::::""""""""""""""""""""""""""""""::::::::::::::::::::::::::::::::

سفید اور سیاہ رنگ کے امتیاز سے سجے کمرے نما آفس میں ہارون صاحب جو کسی فائل کا مطالعہ کر رہے تھے....ان کا فون بجا گھنٹی کی آواز سن کر انہوں نے سر فائل سے سر اٹھایا اور کال رسیو کی اور فون کان کو لگا کر سنجیدہ تصورات میں کہا...

";yes!! Haroon Aziz speaking"

نہ جانے دوسری طرف کون تھا کیا کہہ تھا, بر حل ان کے چہرے کے اوصاف اور ہاتھوں میں لرزش بتا رہی تھی کوئی بات بہت غیر معمولی کی گئی تھی....

وہ شدید پریشانی کے عالم میں فکر مند لہجے میں بولے "دیکھو کہاں ہے وہ"

ناجانے کیا پتا گیا لیکن دوسری طرف سے جو اگلی بات کہی گئی, وہ سن کر ان کو اپنے پیروں کے نیچے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی....اور وہ تیز قدم اٹھاتے وال گلاس سرکاتے باہر نکلتے چلے گئے....

ناجانے کون تھا

ناجانے کیا ماجرا تھا

ناجانے کوئی نہ جانے

سوائے آدم ذات کے خدا کے...!!

:::::::::::::::::::"""""""""""""""""""""""""""""""":::::::::::::::::::

تیزی سے زینے اترتا کسی سے بات کرتا کہہ رہا تھا دیکھو مجھے اس شخص کی ساری انفارمیشن چاہیے اس کی ہمت کیسے ہوئے میرے ہی گھر میں گھس کر یہ سب کرنے کی ....

اس کے ماتھے پر غصے سے بل پڑ رہے تھے اور اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے چیخا "مجھے کچھ نہیں پتا ہر حالت میں وہ چاہیئے"

دو تین لوگوں نے مڑ کر ایک نظر اسے دیکھا اور چپ چاپ اپنے راستے پر ہو لیے...

اس نے فون کو کان سے ہٹا کر ایک نظر دیکھا تو بابا لکھا چمک رہا تھا....

اس نے دوبارہ فون کو کان سے لگا کر سرزنش کرتے کہا "آج رات ورنہ "کھٹ سے فون بند کر دیا....

دوسرے نمبر پر کال کرتے ہوئے فون کو کان سے لگاتا گیٹ کے سامنے کھڑی گاڑی کی

طرف بڑھ گیا....

ڈرائیور نے اسے دیکھتے ہی گاڑی کا دروازہ کھول دیا وہ آرام سے پچھلی نشست پر پُر جمان ہو گیا اور اس کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور اگلی نشست پر بیٹھ کر گاڑی اسٹاٹ کر کے آگے بڑھا دی....

اس نے ایک سر سری نظر گاڑی چلاتے ڈرائیور پر ڈالی اور دوبارہ سے کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگا لیکن ایک دم چونک کر ڈرائیور کو دیکھا اور سوالیا انداز میں پوچھا "تم کون ہو اور ندیم کہاں ہے" وہ جو ڈرائیو کرنے میں مصروف تھا ایک نظر اپنے صاحب کو دیکھا جو پُر کشش پر سنیلٹی اور ذہانت کا مالک تھا سوالیہ نظریں اسے پر مرکوز کیے ہوئے تھا...

اس نے التجا اور نرم انداز میں کہا "صاحب وہ ندیم بڑے صاحب کے ساتھ تھا اس لیے صاحب نے مجھے بھیج دیا آپ کو لینے "

اس کی آنکھوں میں کچھ نہ تھا سوائے سر دپن کے جواب سر جھکائے فون پر مصروف تھا...

دوسری طرف اس کا جواب سن کر وہ مطمئن نہیں ہوا تھا اور اس نے کچھ بولے بغیر فون

پر نمبر ملا کر کان کو لگا لیا...

آخر کار فون اٹھا لیا گیا اس نے فکر مندی سے پوچھا

"بابا سمیر کیسا ہے"

فیاضی صاحب کی روبدار آواز اسپیکر سے ابھری

اب ٹھیک ہے آرام کر رہا ہے...

تھوڑا وقفہ دے کر پوچھا "تم نے معلوم کیا کس نے کیا تھا یہ سب؟؟..."

ان کے لہجے میں چھپی پریشانی کو محسوس کر کے اس نے سنجیدہ انداز میں بولا "میں چھوڑوں گا نہیں اس کو..."

جب ایک دم سے گاڑی روکی اس نے ڈرائیور کی طرف دیکھا اور پوچھا کیا ہوا سر ایک لڑکی گاڑی کے آگے آگئی ہے...

اس نے دانت پیستے ہوئے کہا "تم اس کو دیکھو میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو..."

وہ گاڑی سے اتر کر لڑکی کی طرف بڑھ گیا...

اُس کو جاتا دیکھ کر فون کی طرف متوجہ ہوا.... جہاں فیاضی صاحب اس سے پوچھ رہے

تھے

"کیا ہوا؟؟"...

اس نے ان کو ٹالنے والے انداز میں کہا"کچھ نہیں ہوا بابا"

جب تک اس کے سائیڈ کی ونڈو بھی اس نے شیشہ نیچے کر کے بیزارت سے کہا"اب کیا ہے.؟؟.."

اور ڈرائیور کو ہاتھ سے ایک منٹ رکنے کا بول کر فیاضی صاحب کو گھر پر آ کر تفصیلی بات کرنے کا کہہ کر کال کاٹ دی...

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈرائیور کی طرف گھورتے ہوئے کہا"اب بولو..."

اس نے تھوڑا ہچکچا کر کہا"صاحب وہ لڑکی آپ کو بلا رہی اس نے غصے کو دباتے ہوئے بولا تم پیچھے ہٹو میں باہر آئوں..."

وہ جو اس کے رد عمل کا انتظار کر رہا تھا اس کے اس طرح کہتے ہی جلدی سے سائیڈ پر ہوا کہیں یہ سنکی (پاگل) آدمی دروازہ نہ مار دے...

اس نے اپنے قدم باہر نکالے تو وہ لڑکی بھاگ گئی اور فضا کی پُر مسرت ماحول میں

گولیوں کی آوازوں نے گرج پیدا کی اور ایک گولی ہوا کو چیرتی ہوئی آئی اور ناجانے کس کے وجود کے عضو میں پیوست ہو گئی....

:::::::::::::::::::''''''''''''''''''''''''''''''''''''''::::::::::::::::::

وہ جو ہر چیز سے بے نیاز ہوئے کتاب کے صفحات میں محو تھی اس سبق کے اختتام پر سر اٹھا کر دیکھا کتابیں جو چاند کی روشنی میں چمکتی سوچ کے ساتھ اس کو سن رہی تھی ہنس پڑی اور تجسّس سے سوچنے لگیں آگے کیا ہو گا کیا کچھ ایسا جو کبھی نہیں ہوا...

کیا آخر کیا ہو گا...

وہ جو روشن چہرے سے ان کی گفتگو سن رہی تھی...

کافی کا مگ اٹھا کر منہ کو لگایا اور پُر سوچ آنکھیں ان نارنجی حرف پر اٹکا دیں

"اَمل"

اپنی سوچ کے جالوں کو کھولنے لگی کہ آدم ذات کا خدا ہمیں مایوس نہیں کرتا بلکہ ہم خود ناشکرے ہیں جو اپنا مول نہیں سمجھتے اور مایوس ہو کر تاریکی راہ پر اپنے خالی دماغ والے وجود کے گھوڑے دوڑانے شروع کر دیتے ہیں لیکن وہ ہمارا رب ہے وہ پھر بھی ہمیں

راہ دیکھتا اور ہمارے لیے راستے کو ہموار کرتا ہے...

کتابوں نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیزی سے دیکھا آخر یہ سوچ کیا رہی ہے اور چاند کی روشنی پر نظریں جما دیں...

اس طرح جیسے وہ اپنی سفیدی میں اس کی سوچ کو پڑھ رہا ہوتا ہے...

وہ اپنی سوچوں میں کھوئی تھی کہ ہوا کے جھونکے نے تصدیق کی "تم انسان وہ کرتے جو گمان ہم نہیں کرتے لیکن پھر بھی تم نایاب ہستی ہمارے رب کے لیے بہت خاص ہو...."

اس نے جھونکے کا پیغام سنا تو آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر کتاب کے صفحے پر جذب ہو گیا

...

اس نے خدا کی بڑائی اور اپنی نادانی سمجھ کر معافی مانگی....

ناجانے کئی سوالوں نے اس کی ذہن میں سرگوشی کی ان کے جواب تلاش کرنے کا عہد کر کے دوبارہ کتاب کی طرف متوجہ ہو گئی....

کتابوں نے سرشاری سے پُر نور چاند کو دیکھا اور اس کی طرف متوجہ ہو گئیں....

"":::::::::""":::::::::::""":::::::::::::""":::::::

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یقین(believe)

یقین کرنا یہ جاننا ہے کہ
ہر روز اک نئی شروعات ہوتی ہے....
یقین کرنا ہے کہ معجزے ہوتے ہیں
اور خوب بھی پورے ہوتے ہیں....
یقین کرنا فرشتوں کو بادلوں کے
بیچ جھومتے دیکھنا ہے....
یقین کرنا جادو نما آسمان کے تعجب کو جاننا
اور آدمی کو دانشمندی چاند میں پانا ہے....
یقین کرنا, اک پرواہ کردہ دل کی قیمت کی
اک بچے کے آنکھوں کی معصومیت کی
اک بوڑھے ہاتھ کی خوبصورتی کو جاننا ہے....
یقین کرنا, اپنے اندر طاقت اور
ہمت کو تلاش کرنا ہے

اپنے ٹکروں کو سمیٹنا اور پھر سے بڑھنا ہے....

یقین کرنا یہ جاننا ہے کہ ہم اکیلے نہیں,

زندگی ایک تحفہ اور یہ خوش ہونے کا وقت ہے....

یقین کرنا یہ جاننا ہے کہ

شاندار تعجب ہونے کو ہیں اور ہماری ساری امیدیں,

خواب ہماری پہنچ میں ہونگے....

اگر ہم صرف یقین رکھیں....

(بی جے موربیڑ.ر)

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

..................''''''''''''''''''''''''..................

کمرے میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا اس میں چھت سے لٹکتے ستارے.....سیاہ رات میں

ستاروں سے ڈھکے آسمان سہ منظر پیش کر رہے تھے....

نفاست سے سجے کمرے کے وسط میں بیڈ پڑا تھا....

بیڈ کے پیچھے سرمئی دیوار پر ایک بڑی سی تتلی لگی ہوئی تھی اس کے اِرد گرد چھوٹی

تیتلوں نے جھرمٹ بنایا ہوا تھا....

بیڈ کے بلکل سیدھ میں داخلی دروازہ تھا دروازے کے اوپر ونڈ چائم لگا تھا....

برابر کی دیوار کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل پڑا تھا چند قدم کے فاصلے پر الماری تھی....

اسی طرح دوسری دیوار میں کھڑکی نصب تھی.... کھڑکی سے باہر جھانکو تو سورج اکتوبر کی اس نیم دوپہر میں پورے آب وتاب کے ساتھ روشنی پھیلائے ہوئے تھا اور دوبارہ اندر کی جانب آئو تو ان پر گلابی پھولوں والے پردے گرے ہوئے تھے جن سے سورج کی کچھ کرنیں کپڑے کی دیوار کو نظرانداز کیے داخل ہو رہی تھیں....

تھوڑی دور اسٹڈی ٹیبل پڑا تھا....

دھیرے سے دروازہ کھولا دروازے کے کھلتے ہی روشنی کی کچھ کرنیں اندھیرے کمرے میں داخل ہوئیں ساتھ ہی زبور آسمانی ٹراؤزر پر ہم رنگ قمیض پہنے سرخ ڈوپٹا کندھوں پر پھیلائے اندر آئی....

اس کے داخل ہوتے ہی ونڈ چائم کی آواز سے کمرے کی خاموشی میں ارتعاش سہ پیدا ہوا....

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ کی پاس آئی....

خواب خرگوش کے مزے لوٹتے وجود کو اٹھانے لگی....

"بیا(آپی) اٹھ جاؤ ماما کھانے پر بلا رہیں ہیں اٹھ جاؤ نہ"

"اس نے خم آلودہ آواز میں کہا"زبور کیا ٹائم ہو رہا ہے"

وہ جو گھڑی اسے اٹھانے کے بہانے تلاش رہی تھی آخر کر اس کے دماغ میں گھنٹی بجی

....کیوں نہ میں اور اگلے لمحے....سائیڈ ٹیبل پر پڑی کالی اور سرمئی رنگ کی گھنٹی نما

گھڑی پر شرارتی آنکھیں مرکوز کیے مزے سے بولی"3:15 ہوئے ہیں"اس کا اتنا کہنا

تھا...

وہ آنکھیں مسلتی اٹھ بیٹھی اور جلدی جلدی بالوں کو پونی میں مقید کیے اپنے دھیان

کھڑی ہوئی جب ہی اس کی نگاہ زبور کی شرارتی مسکراہٹ پر پڑی

"تمہیں کیا ہوا"

بس ایک لمحہ بھی نہیں لگا تھا اسے بات سمجھنے میں اسی لمحے کے پندرہویں حصے میں اس

نے عجیب سی نگاہ سے گھڑی کو دیکھا....

اور جارحانہ تاثرات لیے اس کی طرف بڑھی لیکن زبور نے دوڑ لگا دی....

اس نے چبا چبا کے لفظ ادا کیے"دیکھ لوں گئی میں تمہیں"....

الماری سے کپڑے نکال کر واشروم چلے گئ....

وہ واشروم سے نکلی تو اس کا چہرے اور بازوں سے پانی کے ننھے ننھے قطرے بہہ رہے تھے اس نے الماری کھول کر ایک چادر نکالی اور اس کو اپنے چہرے کے گرد گول گول باندھ کر ڈریسنگ کے دراز سے جانماز نکالا اور جانماز بچھا کر اللہ اکبر کہا اور سینے پر ہاتھ باندھے ثناء پڑھنے لگی....

ہم اب سائیڈ ٹیبل پر پڑھی گھڑی پر نظر دوڑائیں تو گھڑی موجود وقت سے دس منٹ آگے نکل گئی تھی....

اور واپس زرہ کی طرف نظر کریں تو وہ دعا مانگ کر چہرے پر ہاتھ پھیرتے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور جانماز کو اس کی جگہ پر رکھ کر اپنے گرد لپیٹی چادر کو دوبارہ الماری میں رکھ آئی اور آئینے کے سامنے کھڑی میز سے برش اٹھا کر بالوں کو سیدھا کرنے لگی دفعتاً کچھ یاد آنے پر برش کو میز پر رکھا اور جلدی میں بالوں کو جوڑا میں جکڑ کر میز سے کاجل اٹھایا آنکھوں میں کاجل لگایا اور لیپ کلر کی لپسیٹ لگائی ساتھ بیڈ پر پڑا اسٹول اٹھایا جو واشروم جاتے رکھا تھا اور سر کو اس سے کور کیا کہ اس کے دونوں پلو آگئے کی طرف گر رہے تھے....

اور ڈریسنگ کے دراز سے سنیکر نکالے اور جلدی جلدی پیروں میں پہن کر اپنے اوپر طائرانہ نگاہ دوڑائی....

نیلی جینس کے اوپر گلابی رنگ کی سادہ فراک زیب تن کیے ساتھ ہم رنگ اسٹولر اوڑھے مقعول لگ رہی تھی لیکن اس کی ہیزل آنکھوں کی چمک عروج پر تھی دیکھنے والے کو اپنا اسیر کر دے....

اسٹڈی ٹیبل سے چند کاغذات, قلم اور موبائل اپنے بیگ میں رکھا اور باہر کی طرف بڑھ گئی....

زینے اترتے ہوئے زبور کی نگاہ اس پر پڑی تو بولی

"ماما آپ کو پتا ہے کچھ لوگ اٹھ نہیں رہے تھے"....

لیکن جب "اس نے دیکھا زر کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی ہے "....

بات بدل دی "ماما آج اماں نے بریانی بہت مزے کی بنائی ہے"....

اس نے ماما کو سلام کیا اور ان کا بوسہ لے کر زبور کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی

....

چینی کی سفید پلیٹ کو اپنے سامنے رکھا اور شیشے کی ڈش کو اپنے آگے کیا اور چمچ سے پلیٹ میں چاول نکالنے کے ساتھ ساتھ اجالا بیگم سے پوچھا "ماما آپ کا دن کیسا رہا "اجالا

بیگم جواب دیتی زبور جو گلاس میں پانی انڈیل رہی تھی منہ پُھولائے شکایتی آواز میں بولی....

"آپ نے میرے سے تو پوچھا نہیں میں بھیپیی تو اسکول گئی تھی" چمچ کو پلیٹ میں رکھا....

"اب تو مجھے پکا یقین ہو گیا ہے کہ میں تو آپ کی بہن ہی نہیں ہوں" زبور نے خفا انداز میں کہا....

ایک پل کے لیے اجالا بیگم کے تاثرات ترجھے ہوئی تھے وہ اپنے تاثُرات پر کمال کی ماہرت رکھنے کے باعث جلد ہی نارمل ہو گئیں....

کون جانے کیا تھا اس ایک تاثر میں....

کون جانے کیا تھا اس ایک گزرے لمحے میں....

کون جانے کیا تھا لیکن کون جانے....

زرہ کچھ کہتی لیکن ریان جو چابی کو انگلی پر گھوماتا آرہا تھا اسے دیکھ کر چپ ہو گئی....

وہ نیلی جنس کے اوپر کالی شیٹ پہنے چہرے پر مسکراہٹ سجائے با آواز بلند سلام کرتا اجالا بیگم کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا....

اس نے اجالا بیگم کو دیکھتے سوال کیا" کیسی ہیں خالہ جانی آپ"

اجالا بیگم نے مسکرا کر جواب دیا"تمہارے سامنے بلکل ٹھیک"

انہوں نے ریان کے سامنے ڈش کی....

وہ پلیٹ میں بریانی نکالنے لگا....

اس کی پلیٹ کو پہاڑ کے انداز میں بھرا تادیکھ کر زبور کی زبان پر کھجلی ہوئی تو چوٹ کرتے ہوئی بولی....(اسکی آنکھوں میں شرارت صاف ناچ رہی تھی)

"بھائی لگتا ہے آپ نے ہفتے بھر سے کھانا نہیں کھایا"

طنز کو خاطر میں لئے بغیر جواب پوری طرح پلیٹ پر جھکا تھا اس نے بس اُس کی ہاں میں ہاں ملانے پر اتفاق کیا"جی ہاں سوئٹ درست فرمایا"اور کھانے میں مصروف ہو گیا....

زرہ جو کب سے چپ بیٹھی تھی اس نے سنجیدہ انداز میں سوالیا نظروں سے پوچھا"تم اس وقت یہاں کیا کرنے آئے ہو؟؟؟"

وہ بریانی سے انصاف کرتار کا اور سر اٹھا کر مزاقیا موڈ میں بولا "مجھے بریانی کھینچ لائی ہے...."

اس نے زچ ہو کر کہا"بس کرو سیدھے سیدھے بتاؤ"....

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا اجالا بیگم سے رہا نہ گیا اور تنبیہ کرتی نظروں سے کہا"

کوئی بات نہیں اس کا اپنا گھر ہے کیوں پریشان کر رہی ہو"

منہ بنا کر اٹھ کھڑی ہوئی بربڑاہٹ میں بولی"ہونہہ ہو!!!"دوسروں کو پریشان

کرنے والا خود

ہوگا"

صوفے سے بیگ اٹھایا....

اجالا بیگم کو کہا"ماما میں ریان کے ساتھ جا رہی ہوں سات بجے تک واپسی ہو گئی...."

"ہمم!!!اوکے بیٹا اپنا خیال رکھنا..."

جب تک ریان ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرتا اٹھ کھڑا ہوا....

"اوکے اللہ حافظ مما"

لان کی طرف پڑ گئی جہاں ریان کی گاڑی کھڑی تھی....

وہ بھی جلدی اس کے پیچھے آیا اور ریموٹ سے گاڑی کھول دی تک وہ بیٹھ جائے....

اجالا بیگم جوان کو باہر تک چھوڑنے آئی تھی ہاتھ ہلایا خدا حافظ کیا....

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گاڑی آگے بڑھادی....

زمان چاچانے بیرونی گیٹ کھول دیا وہ گاڑی بھگالے گیا....

وہ اتنے سنجیدہ انداز میں ڈرائیونگ کررہا تھا کہ گھر والی شوخی اور مسکراہٹ کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا....

زرہ نے محسوس کیا آج وہ کچھ زیادہ ہی چُپ ہے...

اس نے خاموشی کو توڑنے کے لیے کہا "ریان"....

جو محتاط انداز میں ڈرائیونگ کررہا تھا روڑ پر نظریں جمائے بولا "ہاں"

"تمہیں پروفیسر ضمیر رسول کے بارے میں کیا معلوم ہے؟؟؟"....

سوالیا ابرو اچاک کر "مجھے"....

گاڑی میں باہر کے نسبت اندر کا ماحول قدرے ٹھنڈا تھا ای سی کی ہوا کالی پلاسٹک کی چالیوں سے آرہی تھی جو اس کے لطف دے رہی تھی....

وہ سوچتی نظروں سے اُس کے جواب کا انتظار کررہی تھی اُس کے سفید جھنڈی دیکھانے پر اچاٹ انداز میں کہا "نہیں تمہارے فرشتوں کو"

ریان واپس سے اپنے اصلی موڈ میں لوٹتا ہوا بولا "ویل!!! وہ تو معصوم سے ہیں انہیں کچھ نہیں پتا البتہ مجھے بھی نہیں معلوم"....

کندھے اچاک دیے....

اسے اسی طرح کے جواب کی امید تھی.... منہ بناتے ہوئے طنز کا تیر چھوڑا "ریلی!!! جس کو یہاں تک پتا ہوتا ہے کہ ابھی جو گاڑی کورس کر کے گئی ہے اس میں کتنے فرد تھے...."

ہاتھ سے کھڑکی کے اُس پار روڈ پر بھاگتی گاڑیوں کی طرف اشارہ کیا "ان کا تعلق کہاں سے تھا ان کا پیشہ کیا ہے وغیرہ وغیرہ اور وہ شخص کہہ رہا ہے مجھ نہیں معلوم پروفیسر کے بارے میں جو"
(انگلی سے ریان کی طرف اشارہ کرتے کہا یونی کے نامور شخصیت ہیں)

"حد ہے"

وہ اسٹرینگ پر دونوں ہاتھ جمائے ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھتے ہوئے اس کے طنز کو خاطر میں لائے بغیر مسکراتا ہوا بات ٹال گیا....

مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا جس سے ایک لمحے کے لیے اس کی سرمئی آنکھوں میں مسکراہٹ ابھری اور دوسرے لمحے پھر سے سنجیدگی چھا گئی "تم وہاں کیوں پڑھانے جارہی ہو "فکر مندی اس کے چہرے سے عیاں تھی....

سادہ سے انداز میں بولی "ہمم "کھڑکی سے باہر دیکھنے لگ گئی....

جہاں سورج اپنے عروج سے لوٹ رہا تھا اب دھوپ کی شدت میں بھی کمی ہو گئی تھی....

زرہ کا چہرہ بیان کر رہا تھا کہ وہ اسے وجہ نہیں بتانا چاہتی تو اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا "اوکے !!! میں تمہیں فورس نہیں کروں گا لیکن کچھ باتوں کو ذہین نشین کر لو...."

(وہ اس کی طرف مڑی ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی جہاں سنجیدگی کے عناصر صاف نمایاں تھے غور سے سننے لگ گئی..)

وہاں کسی پر بھی یقین نہیں کرنا....

باقی اسٹاف تو ٹھیک ہے لیکن کچھ استاد کے علاوہ جن میں سمیر فیاضی "ٹوپ اوف دا لسٹ ہے "اس پر کئی کیس چلا رہے ہیں محتاط رہنا....

ویسے تو تمہیں اس راہ پر نہیں نکلنا چاہیے تھا فکر مندی اس کے چہرے سے صاف ظاہر تھی....

ایک سانس میں بول کر وہ رو کا اور اس کے چہرے پر لکھی واضح تحریر زرہ نے پڑھی تھی "اسے زرہ کی فکر ہے" وہ زرہ کا بھائی تھا کزن تھا دوست تھا کیسے نہ ہوتی"....

زرہ نے چور لہجے میں عزم کے ساتھ کہا...."یو نو واٹ!!! میں ایک ایسی منزل کی مسافر ہوں.... جس کی منزل کوسوں دور ہے جس میں ہر موڑ کے بعد انجانی راہیں نکلتی ہیں"....

لمبا سہ سانس لیا اور افسردہ آواز میں بولی....

گاڑی آہستہ روئی سے چل رہی تھی....

"انتخاب مجھے کرنا ہوتا ہے ایسی راہ چنو جو منزل کو جاتی ہو یا ایسی جو واپس مجھے وہیں لا کھڑا کرے جہاں سے شروعات کی تھی...."

سانس لے کر بات جاری کی اگر آج میں نے اپنے مقصد سے قدم پھیرے تو میرا ضمیر میری روح کو چھلنی چھلنی کر دے گا اور اگر میں وہاں چلے گئی تو میری جان کو خطرہ ہے....

وقفہ دیا اور سوچ کر بولی "لیکن میں کسی بھی راہ کو چننے کے بجائے اپنی راہ خود بناؤ گئی میں پیچھے نہیں ہٹوں گئی اس بار تو ہر گز نہیں جہاں تک رہی جان کی بات تو میں اپنی حفاظت کرنا جانتی ہوں" کہہ کر چپ ہو گئی....

سائیڈ مرر میں ابھرتا عکس اس بات کی عکاسی کر رہا تھا اس کی آنکھیں آگ برسا رہی تھیں....

ریان نے گاڑی کا گیر بدلا اور دوبارہ سے آنکھیں روڈ پر مرکوز کر دیں اور ذہین میں چلتے اندیشوں کو کچھ سوچ کر جھٹک دیا....

ماحول کی افسردگی کم کرنے کے لیے بولا "تمہارے ڈالوگ تو آگ تھے آگ کس ڈرامے کے تھے ویسے...."

زرہ نے بات کا مطلب سمجھ کر اسے آنکھیں دیکھائی...اور مسکرا دی....

وہ بھی مسکرا دیا.....

ماحول پر چھائی افسردگی ریان کے جملے نے پل بھر میں کہیں غائب کر دی تھی....

وہ اسٹیر نگ گھماتا اب موڑ کاٹ رہا تھا ساتھ زریاب کی برائیوں کے پل باندھ رہا تھا"تم دونوں بہن بھائی اتنی کھچڑی کیوں بناتے ہوں مجھے پورا یقین ہے سمیر کے سینٹر میں جاب میں بھی اسی کا ہاتھ ہو گا.... ہے کیا چھوٹا کیڑا اپنے سے بڑے ہاتھ مارتا ہے...."

ریان نے اپنا جملا بھی مکمل نہیں کیا تھا....

زرہ نے شعلے بار نگاہوں سے تنبیہ کیا"تم نے میرے بھائی کے بارے میں ایک لفظ اور بولا نہ تو میں تمہیں اسی چلتی گاڑی سے دکھادے دوں گئ"....

ریان نے سر جھٹک کر بڑبڑاہٹ میں کہا"ہونہہ "

اور خاموشی سے گاڑی چلانے میں مصروف ہو گیا....

کچھ لمحے سرکے تو اس نے پھر سے پوچھا"تم بتاؤ تم مجھے پروفیسر کا کب تک بتاؤ گئے...."

اس نے بغیر کسی لحاظ کے کندھے اچاک کر کہا....

"سوچوں گا"

زرہ نے سمجھ کر کہہ "کام بتاؤ"....

اس نے بھی اسی کا انداز میں جواب دیا"وقت آنے پے بتاؤں گا...."

"اووووررر پروفیسر کا؟؟؟"آدھا جملہ چھوڑ کر ریان کی طرف دیکھا....

ریان عام سے انداز میں کہا" پیر تک میل کر دوں گا...."

"ہمم...."فقط ایک لفظ کہا....

جب تک ریان نے گاڑی مطلوبہ جگہ پر روک دی....

زرہ کو سوالیا انداز میں دیکھا"تم واپسی پر کس کے ساتھ جاؤ گئ؟؟؟"

زرہ نے کندھے اچاک کر جواب دیا"اوبر کروالوں گئ...."

اُس نے کچھ سوچتے ہوئے چابی زرہ کی طرف بڑھادی"یہ رکھ لو....مجھے دانی لینے آتا ہو گا...."

زرنے خاموشی سے اسے تھام لی اور سوچ کر رہ گئ وہ سب ایک دوسرے کا وہ یقین تھے جو بغیر دیکھے ہی سب کچھ تھا اس نے بس "ہمم "کہا....

اور گاڑی سے اتار گئ....

اکیڈمی کا گیٹ عبور کر گئ....

وہ بس اسے جاتا دیکھتا رہا اس کے اندر جاتے ہی ریان نے کسی کا نمبر ملا کر فون کان سے لگایا....

سنجیدہ آواز میں بولا "ہاں وہ پہنچ گئی ہے دھیان رہے اسے کوئی نقصان نہ ہو...."

فکر مندی کے ملے جلے عناصر اس کے چہرے سے ظاہر تھے....

جب تک گاڑی کا شیشہ بجا....

تو اس نے کال کاٹ کا آنے والے کو دیکھا اور گاڑی کو لوک کر کے اس کے ساتھ چلا گیا....

::::::::::::::::::"""""""""""""::::::::::::::::::

دوسری طرف سے جو اگلی بات کہی گئی, وہ سن کر ان کو اپنے پیروں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی....

انہوں نے فون کو کان سے ہٹایا اور ہاتھ میں لیے تیز تیز قدم اٹھاتے وال گلاس سرکاتے باہر نکلتے چلے گئے....

ان کی سیکرٹری نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا تو پیچھے آتے ہوئے استفسار کیا "سر میٹنگ کا وقت ہونے والا ہے...."

وہ کوئی جواب دیے بغیر چلے گئے....

گاڑی میں بیٹھتے ہی ایک نمبر ملا کر فون کو پیسنجر سیٹ پر رکھا....

کان میں ایئر بڈ لگا کر کہا" یار ایک ایمر جنسی ہو گئی میں جا رہا ہوں آئی ہوپ سو تم کور اپ کر لو گئے "

دوسری طرف سے مثبت جواب ملتے ہی کال کاٹ کر گاڑی کی اسپیٹ بڑھادی....

ان کے چہرے پر پریشانی نمایا تھی جیسے پتا نہیں کیا ہو گیا ہو....

تھوڑی دیر میں وہ گاڑی پارک کر کے اپنی مطلوبہ جگہ کے باہر کھڑے تھے دوپہر کے بارہ بجے ہر سو نارنجی روشنی پھیلی ہوئی تھی....

اِرد گرد میں دور تک گاڑیاں اور بائک قطار میں کھڑے تھے....

NEW ERA MAGAZINE .com

کوئی نمبر ملایا غالباً پہلی بیل پر ہی فون رسیو کر لیا گیا تھا"میں باہر ہو آپ کہاں ہیں"نہ جانے آ گئے سے کیا جواب موصول ہوا تھا کہ وہ تیز تیز قدم اٹھتے داخلی دروازہ عبور کیا اور دائیں ہاتھ پر مڑ گئے....

جہاں سامنے ہی ڈسپنسری روم تھا....ان کو آتا دیکھ کر وہاں موجود لڑکا اپنے ہمراہ لے گیا....

وہ اس کی رہنمائی میں چلتے ہوں ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے جہاں دواؤں اور اسپڑ کی ملکجی بُو پھیلی ہوئی تھی....

وہاں کا منظر ان کے ہاتھ پاؤں پھلانے کے لیے کافی تھا....

منظر کچھ اس طرح تھا سامنے ان کا بیٹا یعنی زریاب ہارون جو یونی فارم میں لیٹا ہوا تھا....

اس کے ایک ہاتھ پر ڈریپ لگئی ہوئی تھی اور تھوڑے فاصلے پر اکسیجن سلنڈر پڑا تھا....

وہ گھبراہٹ میں اس کی طرف بڑھے جو آنکھیں مندے لیٹا ہوا تھا اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا تو زریاب نے آنکھیں کھولیں اور ان کی طرف مسکرا کر دیکھا....

مسکراہٹ سے وہ انہیں حوصلہ دینے کی کوشش کر رہا تھا وہ ٹھیک ہے....

انہوں نے بھی اس کی مسکرا کر دیکھا....

انہوں نے لڑکے کی طرف سوالیا نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا "ڈاکٹر کہاں ہے....
"

ان کے بات سمجھ کر وہ انہیں ڈاکٹر روم تک چھوڑ کر چلا گیا....

دروازے پر دستک در کر وہ اندر داخل ہوئے جہاں ایک نوجوان لڑکی سر پر بھورے رنگ کا اسکرف لیے ہاتھوں میں قلم پکڑے فائل پر جھکی مطالعہ کر رہی تھی....

ان کو دیکھ (وہ فارمل ڈریسنگ کیے ہوئے تھے) کر سیدھی ہوئی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا....

انہوں نے اپنا تعارف کروا کر معاملا دریافت کیا....

وہ پیشوارنہ انداز میں بتانے لگئی "ایسی کوئی بات نہیں آپ فکر مند نہ ہوں بچہ ہے کھیلتے ہوئے کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے....اب زریاب ٹھیک ہے آپ انہیں لے جا سکتے ہیں....بس زریاب کی ڈائٹ کا خیال رکھیے گا...."

لمبا سانس خارج کرتے ہوئے ہدایت دی....

ان کی باتوں سن کر ہارون صاحب کے چہرے پر اطمینان سہ پھیل گیا تھا....

شکریہ کہہ کر وہ زریاب کے پاس چلے گئے....

پیچھے وہ پھر سے اپنی فائل پر نظریں جمائے کچھ دیر پہلی چھوڑے کام کو دوبارہ کرنے لگی....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ناجانے کیا تھا....

ناجانے کیا ہونا تھا....

ناجانے کوئی ناجانے....

سوائے آدم ذات کے خدا کے....

:::::::::::::::::::"""""""""""""""""::::::::::::::::::

کلاس میں ہر طرف شور شرابہ برپا تھا ہر کوئی اپنے آپ میں مگن تھا....

کچھ طلبات داخلی دروازے کے پاس بسکا مارے بیٹھی تو کچھ کلاس میں ہی دائرہ بنائی بیٹھی تھیں....

ان میں سے ایک محترمہ ڈائز کے اوپر کھڑی نعرے لگانے میں مشغول تھی....اس کے گرد طلبات کا مجمع لگا ہوا تھا....

ایک دو (طلبات) ورق گردانی کرتی نظر آرہی تھی....

ایک لڑکی کلاس میں داخل ہوئی اور اعلان کرنے والے انداز میں دروازہ پر ہاتھ مار کر بولی....

NEW ERA MAGAZINE .com

انگریزی میں اعلان کیا "سنو سنو سنو سب میم آرہیں ہیں"....

اس کی آواز سن کر سب اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئیں اور کلاس اپنی سابقہ حالت میں دکھائی دینے لگی....

وہ کلاس میں داخل ہوئی سنجیدہ چہرے لیے دائیں ہاتھ میں دو کتابیں پکڑے....

اس کو دیکھ کر سب طلبات احتراماً کھڑے ہو گئے....

اس نے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور کتابیں ڈائز پر رکھ کر کلاس کو مخاطب کیا....

اس نے انگریزی میں اپنا تعارف کروایا"میں آپ کی نئی بائیولوجی کی ٹیچر زرہ ہارون ہوں...."

سادہ انداز میں پوچھا"آپ نے لاسٹ ٹاپک کیا پڑھا تھا؟؟؟"

ایک لڑکی کے بتانے پر وہ اگلے ٹاپک(topic)کو سمجھنے میں مشغول ہوگئی....

اس نے بڑی مہارت سے بوڈ پر تصویر بنائی اور ساتھ سمجھنے لگی"یہ نیورون ہے جس کی فنکشن کے لہذا سے تین اقسام ہوتی ہیں.... سیسنری نیورون, موٹر نیورون ساتھ ہی کلاس پر ایک طارانہ نگاہ دوڑائی ہر بچے کو اپنی طرف متوجہ پا کر اس نے سوال کیا"کیا آپ میں سے کسی کو پتا ہے کہ تیسری قسم کا کیا نام ہے....؟؟

اینی ون(کوئی بھی)؟؟"

بچوں نے بلند آواز میں جواب دیا"انٹر نیورون"

زرہ نے ان کے جواب کو سراہتے ہوئے کہا

"شاباش"....

اور بوڈ پر بنی تصویر کی طرف اشارہ کیا اور شائستہ انگریزی میں بولی "یہ سینسری نیورون ہے جو ٹرانسمیٹ کرتا ہے امپلس کو رسیپٹر سے سی این ایس تک"....

جس طرح وہ ان پر آنکھیں جمائے سمجھا رہی تھی ایک بچی کے ہاتھ کھڑا کرنے پر رو کی اور سوالیا نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا "یس"....

اس کے روکتے تمام شاگردوں نے ایک نظر دیکھا اور لیکن اسے کسی کو تکتا پا کر اس کی طرف دیکھنے لگے....

جس نے اس کے ہاں بولنے پر اس طرح پوچھا کہ یک دم سب کا کھکا گونجا....

اُس کا سوال اس طرح تھا...."میم آپ نے idiot movie3 دیکھی ہے..."

وہ جو کسی سوال کی توقع میں تھی اس طرح کا سوال کرنے اور ساتھ شرارتی آنکھوں سے دیکھنے سے صاف ظاہر تھا وہ اسے زچ کر رہی تھی....

اس نے افسوس سے سر ہلایا...

ابھی اسے ممکنہ طور پر چار منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ دو طلبات نے یکجا آواز میں اجازت طلب کی "ہم اندر آ جائیں"....

پوری کلاس کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو گئی....

اس نے پوچھا "کلاس شروع ہوئے کتنا وقت ہو چکا ہے...."

جھٹ جواب موصول ہوا "میم آپ آج آئیں ہیں ویسے تو تقریباً اگست کی سیکنٹ ویک سے کلاسس شروع ہوئیں تھیں"....

زرہ کے کانوں میں بچوں کھی کھی کی آواز سنائی دی....

اس کا دل اپنا سر پیٹنے کا چاہ رہا تھا....

اس نے ہتھیار ڈالنے والے انداز میں ان کو کلاس میں آنے کی اجازت دی....

وہ دونوں اجازت ملتے ہی اپنی نشستوں پر بیٹھ کر اپنی ہی باتوں میں مشغول ہو گئی....

زرہ نے انہیں کوفت سے دیکھا اور اپنے سابقہ مضمون کو پڑھانے لگی....

موٹر نیورون وہ ہوتے ہیں جو دماغ سے امپلس

....

:::::::::::::::::::""""""""""""""""::::::::::::::::::

گیراج کی دیواروں پر کالک لگئی ہوئی تھی تیل کے دھبے نمایا تھا گاڑیوں کو مرمت کرنے والے اوزار پڑھے تھے وہاں کئی گاڑیاں مرمت کے لیے آئی ہوئی تھیں....

تبھی ایک آدمی جس نے ثوب (عربی لباس) پہنا ہوا.... آرام دہ کرسی پر بیٹھا فون پر لگا ہوا تھا...

جو دیکھنے سے اس گیراج کا مالک لگ رہا تھا....

جب ہی اسے اپنے قریب کسی کے پکارنے کی آواز آئی تو اس نے اپنا سر اٹھ کر دیکھا اور عربی لب و لہجے میں کہا "جی فرمائیں..."

سامنے والا فرد نے اپنا تعارف کروایا.... میں نے آپ کو اپنی گاڑی مرمت کے لیے دی تھی...

کارڈ اس کی جانب بڑھا دیا...

اس نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلا دیا....

اندر سے کسی کو آواز دی تو ایک لڑکا دوڑتا ہوا آیا....

جو تقریباً اٹھارہ سال کا ہوگا اُس کے چہرے پر جگہ جگہ کالک اور تیل کے دھبے لگے ہوئے تھے....

اُس نے عربی میں کہا؛

"جی صاحب "توثوپ والے آدمی نے دوسرے آدمی کی طرف متوجہ کرواتے ہوئے کہا"ان کی گاڑی کی چابی لادو..."

اس نے سر اثبات میں ہلادیا....

چابی لاکر اس کو دے کر واپس پلٹ گیا....

جب وہ اپنی نشست پر آیا تو وہاں پہلے سے موجود ایک لڑکے نے پوچھا"صاحب نے کیوں بلایا تھا....

"تھکے انداز میں بتانے لگا....

"یار علی نامی آدمی اپنی گاڑی مرمت کے لیے دے گیا تھا نہ وہ لینے آیا تھا....

دوسرا لڑکے نے بُرا سا منہ بنا کر بولا"کام سارا تم نے کیا اور یہ تمہیں دے گا کیا خاک"

اس نے کچھ نہیں کہا بس اپنے کام میں لگا رہا....

کافی دیر کے بعد عشاء کی آذان کانوں میں پڑھی تو باہر چلا گیا....

وہاں سے اپنے کام کی اجرت لے کر سڑک پر نکل آیا....

چپ چاپ سڑک کے کے کنارے پر چلتا وہ اپنی سوچوں میں غوطہ زن رہا حد تک مسجد کے سامنے آرو کا اور ایک نظر اپنے اطراف میں دوڑی جہاں کئی لوگ آرہے تھے اور ایک لمبا سانس خارج کر کے وہ مسجد کے اندار پڑھ گیا...

وضو کر کے نماز ادا کی اور دعا مانگ کر اٹھ کھڑا ہوا....

دوبارہ سڑک پر نکل کر اپنی جیب ٹٹولی جس میں پیسوں کی موجودگی کو محسوس کر کے سڑک کے کنارے چلنے لگا....

تھوڑی دیر میں فارمیسی کے سامنے کھڑا تھا....

اپنی جیب سے ایک پرچی نکالی اور ہاتھ میں تھامے شیشے کے دروازے کو دھکیلتا کاؤنٹر کی جانب بڑھ گیا اور سامنے کھڑے آدمی کی طرف پرچی بڑھادی اس نے دوائی اور بل اس کی طرف بڑھا دیے....

اس نے بل اور دوائی تھام کر اپنی جیب سے مڑے چڑے نوٹ نکال کر بل ادا کیا اور رسید لے کر اپنی راہ لے لی...

چلتے چلتے وہ اپنی مطلوبہ جگہ کے سامنے آ کھڑا ہوا جو بہت پرانے طرز پر بنائی ہوئی کشیدہ عمارت تھی وہ سست روئی سے چلتا ہوا دروازہ عبور کر کے زینے چڑھنے لگا....

ایک دروازہ کے سامنے روک کر گھنٹی بجائی جس کا دروازہ ایک عمر رسیدہ عورت نے کھولا ان کو دیکھ کر سلام کیا....

اندر کی جانب بڑھ گیا اور شوپر میز پر رکھ کر بیٹھ گیا....

عمر رسیدہ عورت نے پانی کا گلاس پکڑا یا....

دوسری کرسی پر بیٹھ گئیں....

اس نے گلاس رکھتے ہوئے کسی کا پوچھا جواب ملتے ہی اثبات میں سر ہلا کر گھر میں موجود واحد کمرے میں داخل ہو گیا وہاں ایک پلنگ پڑا تھا جس پر ایک ڈیڑھ سال کی بچی بیماری کے سبب نڈھال سی آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی....

اس کے برابر میں نو سال بچی سو رہی تھی....

پلنگ کے ساتھ ایک الماری پڑی تھی جس کے برابر میں کئ گھٹا نے باندی شاپر, کپڑے اور ایک سلائی مشین پڑھی تھی کھڑکیوں پر پردہ گرا ہوا تھا....

وہ آہستہ روی سے چلتا ہوا ان تک آیا اور ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھ کر بیمار بچی کے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور بخار کی حرارت دیکھی....

دروازہ کھلا....

عمر رسیدہ خاتون ہاتھوں میں ٹرے پکڑے داخل ہوئیں....

جس میں غالباً کھانا تھا اور اس سے مخاطب ہو کر کہا "واشروم سے ہو آؤ" وہ خود بیمار بچی کو سوپ پلانے لگیں...

وہ آکر زمین پر بسکا مار کر کھانا کھانے لگا....

وہ خود بھی بچی کو کھانا کھلا کر اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگئیں...

اس دوران انہوں نے اس سے دن کا حال حوال پوچھا؛ کیسا رہ, کیا کیا, کیا سیکھ وغیرہ وغیرہ

باتوں میں کھانا کھالیا اور وہ ان کے ساتھ برتن اٹھا کر کچن میں لے گیا جہاں وہ ان کے پاس ہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور نڈھال سے انداز میں کہنے لگا "جدۃ (دادی) یہ آزمائشیں کب ختم ہو گئیں کب ہم منزل پر پہنچ گئے...

جدۃ (دادی) نے برتنوں پر صابن لگانے کے ساتھ سوال پوچھا "بیٹا اللہ پر کامل یقین ہے نہ"

اس نے سر اثبات میں ہلا دیا....

جدۃ نے پیار بھرے انداز میں کہا" یہ ہمیشہ یادرکھو راہ جس قدر تکلیف دہ ہوتی ہے منزل اتنی ہی خوبصورت ہوتی ہے ہمت نہیں ہارتے"

ان کی باتیں سن کر اس کا کھویا اعتماد بحال ہونے لگا وہ کچھ سوچ رہا تھا....

انہوں نے کپڑے سے ہاتھ صاف کر کے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا" جاؤ ابن (بیٹا) سو جاؤ صبح پھر ایک مشقت بھرا دن ہے"

وہ ان کی بات پر عمل کرتا اندر آ کر زمین پر بستر بچھا کر لیٹ گیا....

آنکھیں مند کر جدۃ (دادی) کے باتوں کو سوچتے ہوئے ناجانے کب نیند کی وادیوں میں چلا گیا....

:::::::::::::::::::::::""""""""""""""""""""::::::::::::::::::::::

زیرو بلب کی مدھم روشنی میں زرہ بیڈ پر لیٹی موبائل پر ای میل چیک کر رہی تھی کہ اسے گھبراہٹ ہونے لگی...

وہ اٹھی اور بالکنی میں رکھے جھولے پر آ کر بیٹھ گئی اور اپنے سابقہ کام میں مشغول ہو گئی ...

ناجانے کسی احساس سے اس نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شاید کوئی چیز لان میں گری ہے...

حیرت سے لبریز آنکھوں نے مدھم روشنی میں کوئی چیز چمکتی دیکھی دی اس نے واضح کرنے کی غرض سے فلیش لائٹ (موبائل) جلائی تو اسے کوئی چیز لان میں لکڑی کی میز پر پڑی دیکھی...

وہ تیزی سے باہر کو لپکی سیڑھیاں عبور کرتی ہال کے گلاس ڈور کو سلائڈ کرتی لان تک آئی...

وہاں کاغذ میں لپٹا ڈبہ پڑا تھا اس نے اٹھا کر طائرانہ نگار اطراف میں دوڑائی (کہ شاید کوئی ہو لیکن کسی کو نہ پایا)

دبے قدموں واپس کمرے میں آکر سانس لیا اور کمرے کی لائٹ جلائی اور ڈبہ کھولا جس کے اندر چھ کالی چوڑیاں پڑی تھیں...

پہلے تو زرہ کو لگا یہ ضرور وفا کا کام ہے لیکن جب اس نے چوڑیوں پر غور کیا تو اس کے چہرے پر غصے اور پریشان کی کیفیت طاری ہو گئی...

ان لفظ کو پڑھا جو شاید عربی میں لکھے تھے...

"أنا قادم"

اس کا کیا مطلب ہوا اب....

وہ یہی سوچ رہی تھی کہ دم خیال آیا کیوں نہ میں اس کو ٹرانسلیٹر پر سرچ کرو اور اس کے ہاتھ جلدی جلدی کی بوڈ پر چلنے لگے اور وہاں چمکتے حرف میں لکھا ہوا ابھرا

"میں آرہا ہوں"

اس نے عجیب سی نظروں سے ہاتھ میں چوڑیوں پر ڈالی....

دوسرے لمحے پُر جوش ہو کر سوچنے لگئی اگر یہ ریان کی حرکت ہے قسمے اس بار اس کا خون میرے ہاتھوں ہی لکھا ہے اگر یہ کسی اور کا کام ہے تو بہت مزا آنے والا ہے....

اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی....

ڈبے اٹھا کر رکھنے لگی لیکن اس میں پڑے نوٹ پر اپنا نام دیکھا جس پر اس کی نظر ٹھہر گئی ...

جہاں "ZZ" دو بار لکھ ہوا تھا بس سوچ کر رہ گئی...

"اب اس کا کیا مطلب"

سر جھٹک کر سائیڈ درازہ میں ڈبہ رکھ کر لیٹ گئی...

سوچتے سوچتے نہ جانے کب نیند نے اپنے آغوش میں لے لیا.... خبر نہ ہوئی....

:::::::::::::::::"""""""""""""""":::::::::::::::::

اس نے بالوں کی چٹیا بنا کر سائیڈ پر ڈال رکھی تھی...

ہرے رنگ کی شلوار پر پیلے رنگ کا قمیض پہنے سر کو گلابی رنگ کی ڈوپٹے سے ڈھانپ رکھا تھا...

آنکھوں میں بھر بھر کے کاجل لگا ہو جو آنکھوں کے باہر تک پھیلا ہوا تھا....

رنگی برنگی چوڑیاں سے بھرے ہاتھوں میں استری شدہ کپڑے پکڑے سامنے بیٹھی عورت سے پوچھ رہی تھی...

"باجی جی!! میں یہ کپڑے کہاں رکھوں..."

نیلے صوفے پر بیٹھی ماڈرن سی عورت کم لڑکی لگ رہی تھی اسٹیپ میں کٹنگ کیے بالوں کو ہیر اسٹائل میں باندھے ہوئے خوبصورت ٹراؤزر شٹ میں نماست سے چہرے پر میک اپ کیے ہم رنگ نیل پالش لگے ہاتھوں سے موبائل پر مصروف انداز میں جواب دیا "اوپر کمرے میں رکھ آؤ"

ان کا جواب سن کر اس نے سر ہلایا لیکن پھر جلدی سے نفی میں سر ہلایا باجی جی وہ نہ "

عورت نے تیور چڑھا کر کہا "اب بتا بھی دو"

معصومیت سے لفظوں کو کھینچتے ہوئے بولی "باجی اوپر اتننننے کمرے ے ے ہیں کون سے والے ے ے میں"

سابقہ انداز میں عورت بولی "زینے چڑ کر رائیٹ سائیڈ پر فرسٹ روم...."

نا سمجھ آنے والے انداز میں "باجی جی یہ رائوٹ کیا.."

عورت نے موبائل سے نظریں ہٹھا کر تمسخرا مسکراہٹ کے ساتھ سوال انداز میں پوچھا "یو من رائیٹ.."

"جی جی باجی وہی..." اس نے خوش ہوتے کہا...

تنگ آکر کہا "سیدھے ہاتھ پر پہلا کمرے میں رکھ آؤ...."

وہ گلابی ڈوپٹے کا پلو ٹھیک کرتی وہیں کھڑی رہی....

جب اس عورت نے اسے ایسے ہی کھڑا دیکھا تو غصے سے بولی "جاؤ بھی میری شکل کیا دیکھ رہی ہو...."

اس نے وہاں سے رفو چکر ہونے میں عافیت جانی اور کمرے میں داخل ہو کر سکون کا سانس خارج کیا...

بیڈ پر کپڑے رکھ کر وہی بیٹھ کر ہموار آواز میں جائزہ لیا" یار بندے کا کمرا ہے تو بڑا مست کیا عیش ہیں" ابھی اس نے اتنا کہا تھا.....کان میں موجود ایئر بڈ (یہ آلہ بہت چھوٹا تھا اس لیے بظاہر دیکھی نہیں دے رہا تھا)افسوس اور غصے سے بھری آواز سنائی دی "وفا کیا کر رہی ہو کام پر دھیان دو اور جلدی باہر نکلو...."

دانی کو چڑانے والے انداز "میں بھی تو وہی کر رہی ہو"

"جی بلکل میڈم وہ تو آپ کے باتوں سے لگ رہا ہے...."طنز انداز میں بولا....

اس دوران وہ اٹھا کر مناسب جگہ تلاش کرنے لگی جہاں کیمرہ نصب کر سکے....

متلاشی جگہ ملتے ہی کیمرہ لگایا....

کمرے کا دروازہ بند کیا....

زینے اتر کے شیشے کا دروازہ کو اسکرول کرتی ہال نما کمرے میں آگئی جہاں نیلے صوفے پر سابقہ خاتون بیٹھی اپنے موبائل پر بات کرنے میں مشغول تھی...

اس نے اجازت طلب انداز میں کہہ "باجی جی میں جاؤ"

انہوں نے ہاتھ سے جانے کا اشارہ کیا....

اجازت ملتے ہی چوکیدار کو سلام کیا اور اپنے ڈوپٹے کے ایک کونے کو منہ میں دبائے سادہ سے انداز میں گیٹ عبور کیا اور نظر اس شیشے کے محل پر ڈال کر اپنی منزل کی طرف بڑھ گئی....

ایک طرف ویسے ہی چلتی رہی کان میں لگے آلہ سے آواز آئی "کام ہو گیا" اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا "جی!!!"

"اس کے منہ میں دبائے ڈپٹے کی بدولت آتے جاتے لوگ کو یہ انداز لگانا مشکل تھا وہ کسی سے بات کر رہی ہو گئی....

ایسے ہی چلتے چلتے دوسری گلی میں مڑ گئی اور دانی کی آواز ائیر بڈ میں ابھری "ویل ڈن!!!" اور اس نے دوسری شخص سے پوچھا تمہارا کام ہو گیا....

اس وقت شہر کے دوسرے کنارے پر موجود ریان کے کان میں لگے آلے میں دانیال کی سوالیا آواز ابھری

وہ جوچپ چاپ قدم آگے بڑھاتا اور سوچ سوچ کر چلتا دائیں ہاتھ پر ایک تنگ سی گلی میں مڑا تھا صرف دو لفظ سرگوشی میں ادا کیے "ہاں ہو گیا...."

اس نے اپنی ہاتھ میں موجود لاٹھی کچرے کے ڈھیر میں پھینک دی اور رینگتے ہوئے انداز میں پائپ پر چڑھا ایک عمارت کی چھت تک آیا جو غالباً ایک دکان کی چھت تھی....

دوپہر کا وقت ہونے کی وجہ سے وہ جھک کر چھت کے وسط میں چلتا ہوا چھت کے دوسرے کنارے تک آیا جہاں سے اس نے ایک گلی میں چھلانگ لگائی جو قدرے سن سان تھی....

دانی کی فکر مندی سے بھری آواز سنائی دی "تم ٹھیک ہو ریان "اس نے بس ہاں کہنے پر اتفاق کیا....

تیز قدم اٹھتا اس علاقے سے دور نکل آیا....

اس نے ایک گاڑی والے کو ہاتھ دیا جیسے ہی گاڑی روکی وہ اس میں بیٹھ کر چلا گیا....

اس ساری کاروائی کو سورج بڑے غور سے دیکھتا رہا اور پورے جوش کے ساتھ کرنیں بکھیرتا رہا....

دوسری طرف وفا قالونی سے نکلی تو اسی ایک درخت کے نیچے کالے رنگ کی گاڑی کھڑی نظر آئی....

نمبر پلیٹ پر ایک نگاہ دوڑا کر جلدی جلدی قدم اٹھا کر اس تک آئی....

گاڑی میں بیٹھتے ہی اندر موجود شخص کو اوکے کے انداز میں ہاتھ دیکھایا تو اس نے گاڑی آگے بڑھا دی....

:::::::::::::::::""""""""""""""""""""""""""""::::::::::::::::

آسمان پر نارنجی روشنی نے بسیرا کر رکھا تھا تھال (سورج) ہر طرف اپنی چمکتی روشن شعاعیں پھیلائے اپنی مستی میں گم تھا اسی طرح سڑک کے دونوں کناروں پر لگے درخت ایک ہی ڈیزائن میں تراشے نہایت عمدہ لگ رہے تھے اور کہیں دور سے ایک بوڑھے شخص کی ڈھیلا گھسیٹنے اور سبزی بیچنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں....

اس نے اپنے قدم باہر نکالے تو وہ لڑکی بھاگ گئی اور فضا کی پُر مسرت ماحول میں گولیوں کی آواز نے گرج پیدا کی اور ایک گولی ہوا کو چیرتی ہوئی آئی اور اس کی ڈھال بنے شخص کی سپید کپڑوں کو لہولہان کر گئی....

وہ جو لڑکی کو تلاشنے کا سوچ رہا تھا اسی لمحے کی زد میں آگیا لیکن جلدی سے سنبھلتے آنکھوں میں غصہ اور پریشانی سموئے اپنے سامنے کھڑے شخص کی طرف بڑھا جو بازو پر دوسرا ہاتھ رکھے خون کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا اسے سہارا دیے گاڑی میں بیٹھایا اور ماتھے پر اضراب کی لکیریں کھینچے سوالیا انداز میں پوچھا "تم ٹھیک ہو"

وہ جو سیٹ پر بیٹھا لہو سے بھرے سرخ رنگ

یونی فارم سے بے نیاز اپنا ایک ہاتھ زخم پر رکھے خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا, اپنی تکلیف دبائے لال آنکھیں لیے "ہاں میں سر ہلا دیا"

اُس کے جواب دیتے ہی وہ اُس کی طرف کا دروازہ بند کیے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور تیزی سے گاڑی کو روڈ کی درون (درمیان) میں ڈالے بھاگنے لگا....

کالی پٹیاں جن پر چمکیلی پٹیاں جو رات کے وقت روشنی اور چمک بکھیرنے کے کام آتی ہیں ان پر گاڑی کے ٹائر لگتے تو چر چر کی آواز آتی....

وہ روڈ کی سائیڈ پر لگے سائین بوڈ پر لکھی اسپیڈ سے بے نیاز گاڑی کو بے حد رفتار سے دوڑتا گیا....

اس دوران صرف اس کے چہرے پر سنجیدگی رقم تھی ہاتھ اور پاؤں گاڑی جلانے میں مصروف تھے اور آنکھیں روڈ پر مرکوز کیے ساتھ وقفے وقفے سے اس اجنبی ڈرائیور کا

جائزہ لیتا اور اس لمحے صرف اس کے دماغ میں ایک چیز گونج رہی تھی وہ اس انسان کو بچانا تھا جس نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اس کو بچایا...اس سوچ کی آتے ہی اس کا پیر ایکسیلیٹر کی طرف کھود یا کھود بڑھا اور اسپیٹ بڑھا گیا....

رش ڈرائیو نگ کرتا سفید بلڈ نگ کے سامنے آر کا جہاں ہر طرف ایک افرا تفری نافذ تھی وہ تیزی سے گاڑی سے نکالا اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کو کھولا کر نڈھال سے وجود کو سہارا دیے باہر نکال جیسے دیکھ ایک لڑکا آسمانی یونی فارم پہنے اسٹریچر کو گھسیٹتا ہوا لا یا اور اس نڈھال سے وجود کو لٹا کر سبک رفتار سے لیے اندر کی طرف بڑھا وہ ان کے ہم قدم چلتا اپنی سوچوں میں غرق تھا لیکن اس نے جلد ہی سوچوں کو یکساں کر کے اطراف کا جائزہ لیا ہر طرف لوگوں کی رش تھا کوئی دو فائلیں پکڑے ایک کمرے سے نکلے جارہا تھا ....کوئی اپنوں کے غم میں تڑپ رہا تھا....دو چار ڈاکٹر کے انتظار میں تھے....ہر کوئی وقت کی رفتار سے اپنے عزیزوں کو دھول بنانے سے بچانی کے جتن کر رہا تھا....اور آخر ایک ڈاکٹر کان میں اسٹیتھو سکوپ پہنے ان کی طرف چلا آیا اور لڑکے کو ایمر جنسی میں لے جانے کا بول کر خود وہ اس کے طرف بڑھا اور حوصلہ دینے والے انداز میں ہاتھ رکھا اور دوبارہ روم کی طرف چلا گیا اور وہ خاکی کرسی پر بیٹھا آتے جاتے لوگوں کو

فراموش کیے سفید دیوار میں کچھ دیر قبل پیش آئے واقعے کو ہر زاویے سے پرکھنے میں مصروف تھا....

وہ یوں ہی سوچوں کے جالوں میں الجھا ہوا تھا....

تبھی ڈاکٹر کی آواز پر اپنی سوچوں کو جھٹک کر آبی آنکھیں لیے استفساریہ نگاہ سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑے ڈاکٹر کی طرف دیکھا....

ڈاکٹر پیشہ ورانداز میں بتانے لگا "آپ کا مریض خطرے سے باہر ہے ان کی بازو کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا, گولی چھو کر نکل گئی ہے.... آپ تھوڑی دیر میں مل سکتے ہیں" اور ڈاکٹر دو قدم کے فاصلے کو عبور کر کے اس پاس ہوا اور جتانے والے انداز میں بولا "سر فیاضی کے وجہ سے ہم نے آپ کے مریض کو فرسٹ ایڈ دی ہے" وہ بھی بغیر پولیس کو اطلاع دیے اور اس کی طرف دیکھ جو بے تاثر چہرے سے تکتا خاموشی سے اپنی جگہ پر دوبارہ شانِ بے نیازی سے بیٹھ گیا....

ڈاکٹر نے پریشانی سے ایک نظر اسے دیکھا جو اب ہر چیز سے بے نیاز فون چلانے میں مصروف تھا جس کی خاموشی کسی طوفان کا سگنل دے رہی تھی ڈاکٹر وسوسوں میں گھیرا دوبارہ کمرے میں چلا گیا....

اسے نے دروازہ بند ہونے کی آواز پر سرسری نظر اٹھا کر بھورے دروازے کو دیکھا اور کچھ سوچ کر اس کی انگلیاں موبائل پر نمبر ڈائل کرنے لگی اور اس نے فون کان سے لگا کر کہا "ضاد فیاضی اسپیکنگ"

دوسری طرف اس کا نام سن کر جلدی سے کہا گیا...."جی سر"

ماتھے پر بل ڈالے رعب سے بولا "آپ کے قابل ترین ڈاکٹر مدثر کو یہاں سے ابھی کے ابھی دوسری برانچ میں منتقل کیا جائے...."

دوسری جانب موجود شخص نے تابداری سے جی سر بولا اور تھوڑا ہچکچا کر پوچھا سر آج ہی...

اس نے کھنچے تاثرات لیے حکمانہ آواز میں کہا

"آج نہیں ابھی کے ابھی"

دوسرا شخص نے اس کے حکم کی پیروی کرتے فون بند کر دیا....

وہ اسی طرح بیٹھا ایک نظر اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھتا اور دوسری نظر بھورے دروازہ کو دیکھتا سنجیدگی سے گننے لگا

"1....2....3...

یہ

"....4

"ٹھک ٹھک" کی آواز سے دروازہ کھولا اور سفید کوٹ جس پر انگریزی میں ڈاکٹر مدثر لکھا ہوا تھا اسے ہاتھ پر ڈالے شکستہ قدم اٹھاتا دکھ بھری نگاہ اس پر ڈالتا آگئے بڑھ گیا....

وہ ڈاکٹر کے جاتے ہی اٹھا اور انگلیوں کو

کی بوٹ پر گھماتا ایک ہاتھ کو بالوں میں پھرتا سفید بلڈنگ سے نکلتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا......

:::::::::::::::::::::""""""""""""""""""""":::::::::::::::::::::

وہ دونوں یونی کے بیرونی دروازے سے آپس میں باتیں کرتی داخل ہوئیں کہ زرہ اچانک ایک لڑکے سے ٹکراتے ٹکراتے بچی جس کے سبب اس کے ہاتھ میں پکڑا فون زمین پے گرا.....وہ ابھی یہی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ ہوا کیا ہے....

لیکن وفا نے غصے میں اس شخص کو دیکھ جو پہلے سے نروس سا کھڑا تھا....

اور ایک ایک لفظ پر زور دے کے ادا کیا "تم اندھے ہو دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا"

نیچے جھک کر فون اٹھا کر زرہ کو پکڑایا لیکن جب تک وہ لڑکا بھاگ چکا تھا....

زرہ نے فون کے اسکرین کو دیکھا جس میں بڑا سا اسکریچ پڑ چکا تھا اس نے فون کو اون کیا تو آدھی اسکرین روشن ہوئی اور آدھی سیاہ اس نے ایک سرد آہ ہوا کے سپرد کی....

وفا نے پیر پٹکنے کے انداز میں زمین پر مار کر غصہ سے کہا "ایک تو اس نے تمہارا فون توڑ دیا اور تم نے اسے بغیر کچھ کہے جانے دے دیا حد ہے....

آگئے کی جانب قدم بڑھا دیے....

اس نے بات کو گول کرتے ہوئے اور ٹوٹے فون کو بیگ میں رکھتے ہوئے اشارہ کیا "وہ دیکھ "اس کا اشارہ سمجھ کر وہ دونوں اس طرف بڑھ گئیں....

دوسری طرف منظر کچھ یوں تھا....

درخت کے نیچے ریان کانوں میں ہینڈ فری لگائے آنکھوں پر بازو رکھے درخت کے نیچے لیٹا ہوا تھا....

وہ دونوں اس کے سامنے جا کھڑی ہوئیں....

وفا نے زرہ کو چپ رہنے کا اشارہ کیا اور ہنسی دباتی....

اپنے بیگ سے پانی کی بوتل نکال کر اس کے اوپر الٹ دی....

وہ بیچارہ ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا جس سے اس کے کان میں لگی ہینڈ فری گھاس پر جا گری بازو اور شرٹ کا کچھ حصّہ نم ہو گیا حرکت کرنے والے شخص کو دیکھ کر اس کا پارہ بڑ گیا لیکن اس نے بدلا کسی اور وقت لینے کا سوچ کر ان دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا....

ریان بیگ میں سے ٹشو نکال کر چہرہ صاف کرنے لگا....

"تم دونوں نے کلاس نہیں لینی تھی جو میری سر پر سوار ہو.."منہ بناتا ہوا بولا....

"وہ بات یہ ہے کہ ہم آرہے تھے زرہ کا موبائل ٹوٹ گیا.."وفا نے سارا واقعہ اس کے گوش گزار دیا....

"اووو!!!لیکن اس سے تم دونوں کی کلاس کا کیا تعلق...."کھوجتی نگاہ سے پوچھا....

زرہ نے ڈالتے ہوئے کہا"دانیا آجائے تو جاتے ہیں...."

ریان نے سر اثبات میں ہلا دیا....

جب تک دانیا آتی دیکھی جس نے نیلے رنگ کے سادہ سے سوٹ میں گلابی رنگ کا اسکاف سر پر لپیٹ رکھا تھا اور اپنے ارد گرد کو ایک بڑی کالی چادر سے ڈھانپ ہوئے ایک کندھے پر بیگ ڈالے آہستہ روئی سے چلتی آرہی تھی...

کسی کے پکارنے پر سر اٹھا کر دیکھا سامنے ریان, زرہ اور وفا بیٹھے اس کو اپنی طرف بلا رہے تھے...

وہ ان کی طرف بڑھ گئی....

پہنچ کر سلام کیا اور بیٹھ گئی....

دانیا کے ساتھ وہ دونوں باتوں میں اسے بھولے آپس میں محو گفتگو تھیں....

وہ جو ان کی باتوں سے عاجز آ گیا تھا اس نے کچھ سوچا جس سے شیطانی مسکراہٹ لبوں پر پھیل گئی اور وفا پر افسوس بھری نگاہ ڈالی اور اس نے بیگ کی زپ کھولی جو اُس کے ساتھ گھاس پڑا تھا لیکن وہ اس طرف متوجہ نہ تھی اور اس نے آہستہ سے ہاتھ ڈال کر لیس نکال اور چٹکھارے لیتا کھانے لگا....

لیس کا خالی پیکٹ وفا کے بیگ میں رکھا اور ہاتھوں کو صاف کرتے ہوئے "بہنوں اچھا میں چلتا ہو کلاس ہے میری"

جاتے جاتے مڑا اور دانتوں کی نمائش کرتے بولا "وفا شکریہ چپس بہت مزے کے تھے اور دوڑ لگا دی...."

وفا نے پہلے تو نہ سمجھی میں سر ہلا دیا لیکن جیسے ہی سمجھ آیا....

غصے سے اس کے پیچھے لپکی لیکن تب تک وہ جا چکا تھا....

زرہ کے آواز دینے پر وہ اپنے درد دل کو دلاسہ دیتے ہوئے ان کے ساتھ کلاس میں چلے گئی....

اب وہ تینوں ایک ہی قطار میں بیٹھی باتوں میں مصروف تھیں....

ضمیر کلاس میں داخل ہوا فارمل ڈریسنگ کیے سلیقے سے بال بنائے چہرے پر ڈمپل سجائے جاذب نظر لگ رہا تھا اور وہ معمول کے مطابق عام سوالات کے بعد لیکچر دینے میں مصروف ہو گیا...

دوسری طرف زرہ لیکچر نوٹ کرنے میں مگن تھی کہ ایک لڑکا آیا اور اس کے برابر میں پڑی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا....

زرہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ لڑکے کی آواز سنا دی "پلیز اس لیکچر میں بیٹھنے دے دیں اگلے کلاس میں کہیں اور بیٹھ جاؤں گا... اگر میں ابھی اور کہیں بیٹھ تو سر مجھے کلاس سے نکال دیں گے..."

وہ تحمل کا مظاہر کرتے ہو چپ ہو گئی (ویسے بھی وہ قدرے فاصلے پر کرسی کھسکا کر بیٹھا تھا....)

وہ واپس لیکچر نوٹ کرنے لگی....اسے ضمیر کی آواز سنائی دی "رول نمبر 48 کھڑی ہو جائیں اور اپنی بک اٹھا کر ادھر آکر بیٹھیں "

جب اس نے ضمیر کے اشارہ کرتے ہاتھ کے تعاقب میں جگہ کو دیکھ تو اس کا دماغ غصے سے خول گیا....

ناچارہ چپ چاپ اس کی بات پر عمل کرتے وہ اس اکیلی کرسی پر آ بیٹھی اور توجہ لیکچر کی طرف مشغول کر لی....

کلاس ختم ہوتے ہی وہ باہر نکلی....

وفا اور دانیا اس کو دیکھ اس کی پاس آ گئیں....

وفا غصے میں کہنے لگی "سر نے تم سے کل والا بدلا لیا ہے...."

"یار کوئی بات نہیں "اکتاہٹ کا صاف دیکھائی دے رہی تھی....

وہ آپس میں ہم کلام تھیں....

تبھی ان کی کلاس فیلو رابعہ کو آتا دیکھ کر وفا کا تو ہلک تک کڑوہ ہو گیا

رابعہ کو زرہ بہت پسند تھی...وفا کا خیال تھا جب بھی وہ آتی تھی زرہ کے ساتھ چپکنے کی کوشش کرتی اور اس کے تیور چڑ جاتے....

وہ کالج سے ان کے ساتھ تھی لیکن وفا سے وہ تھوڑی خوف زدہ رہتی تھی...

اس نے تعریف کی "یار تم پر یہ کالا رنگ بہت اچھا لگ رہا اور اس پر ہیزل آنکھیں افففف!!"

(وہ درست کہہ رہی تھی زرہ نے کالی شوٹ فروک پر کالا ٹاوزر پہنے اس پر پیچ کلر کا اسٹولر اوڑھ رکھا تھا جس میں انتہائی معصوم لگ رہی تھی)

وہ زرہ سے باتیں کر رہی تھی....

وفا سے دیکھا نہ گیا تو تیور لیے رابعہ سے کہا" ہم جا رہے ہیں.... کام ہے" اور زرہ کو وہ کھینچتے ہوئے دور لے آئی....

زرہ جو کب سے اپنی ہنسی کو دبانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی ایک دم کھل کھلا کر ہنس دی....

(جب زرہ نے رابعہ کو اپنی طرف آتے دیکھ تو وہ وفا کا چہرہ دیکھ چکی تھی اس لیے اسے زچ کرنے کے لیے اس سے ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگی....)

زرہ کی معنی خیز مسکراہٹ دیکھی تو وفا منہ بھلا کر آگے چلنے لگی...

زرہ نے دانیا کو اشارہ کیا وہ اس کے ساتھ جائے....

کچھ سوچ کر وہیں کھڑی رہی....

:::::::::::::::::::::"""""""""""""""""""""::::::::::::::::::::

سرمئی شام کے سائے ڈھل رہے تھے پارک میں عجیب سی اداسی چھائی تھی پرندے پر پھیلائے افق پر اڑ رہے تھے....

وہ اطراف کا جائزہ لے رہی تھی کہ اس کی نگاہ درخت کی چھاؤں میں پڑے بنچ پر جا رکی جہاں نیلی شلوار قمیص میں ملبوس سولہ سالا لڑکی گردن جھوکائے ہری گھاس پر آنکھیں گاڑے اپنی سوچوں میں گم تھی اس کے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی تھی....

وہ چپ چاپ قدم بقدم چلتی بنچ تک آئی اور اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی....

اور کچھ لمحات تک وہ بھی اسے کے انداز میں بیٹھی رہی....

مدہم آواز میں اس نے اس لڑکی کو پکارہ "گڑیا...."

اس نے سر اوپر اٹھا کر آواز کی جانب دیکھا تو اسے اپنے ساتھ بیٹھا دیکھ کر آنسوؤں کے ننھے قطرے اس کی آنکھوں میں جما ہونے لگے.... لیکن اس نے آنکھوں میں جما ہوتی نمی کو پیچھے دکھیل دیا....

بچے کرکٹ کھیلنے میں مشغول تھے....ان میں کسی کی جوشیلی آواز سنائی دے رہی تھی

"اور یہ دیکھیں ہوا میں بال جھومتے ہوئے سیدھے گراؤنڈ سے باہر جا گری"

کیاروں میں لگے پھولوں پر تتلی رقص کر رہی تھی....

اس نے کچھ سوچتے ہوئے لب کھولے "یہ جو ہم آنسوؤں کو روک روک کر ہلکان ہوتے رہتے ہے نہ اور یہ دیکھانے کی کوشش کرتے ہے نہ کہ ہم بہت مضبوط ہیں گڑیا !!!اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے ہمارے اندر غم کا جو غبار ہوتا ہے نہ وہ غبارے کی طرح پھولتا جاتا ہے پھولتا جاتا ہے اور پھر اچانک سے پھٹ جاتا ہے اور ہم بھی اسی کے ساتھ پھٹ جاتے ہیں...."

زرہ کی عجیب سے رویے میں کہی اِس لوج کا اثر تھا کہ ایک خاموش آنسو ٹوٹ کر اس کی گال پر بہہ گیا....

اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بھاری آواز میں کہا "آج میری ماما کی سالگرہ ہے"

بس چند لفظ پر مشتمل یہ ایک فقرہ ادا کر کے وہ کافی دیر خاموش رہی....

"چوکا چوکا" کرکٹ کھیلتے بچوں کا غالباً چوکا لگا تھا اب وہ زور زور سے شور مچا رہے تھے جیسے ورلڈ کپ کا فائنل چل رہا ہو....

وہ اس نیلی حور (جس نے بھورے بالوں کو پونی میں مقید کیا ہوا تھا اور زمین پر نگاہیں جمی ہوئی تھیں) کو دیکھتے ہوئے بولی "مجھے بتا دینے سے نہ وہ وقت واپس لوٹ آئی گا نہ ہی اس لمحے سے جڑی یادیں پلٹ کر آج میں تبدیل ہو جائیں لیکن اس دن پر کچھ نئے لوگوں کے سنگ اچھی یادیں ضرور بن جائیں گئیں...."

شور تھا ملی جلی آوازوں کا جو ہوا کے جھونکے کے سنگ اور بڑھتا ہی جا رہا تھا....

ہچکیاں بھرتے ہوئے بولی "ہم سب مل کر سیلیبریٹ کرتے تھے ماما خود کیک بیک کرتی تھیں"

وہ اسے اپنا دکھ بتا رہی تھی دوسری طرف زرہ خاموشی بیٹھی اس کو سن رہی تھی....

"کسی کو سننا بھی ایک آرٹ ہے اور ہر شخص آپ کو سن نہیں سکتا یہ بات ہمیں کیوں بھول جاتی اور ہم ہر کسی کو اپنی داستان سننے چل پڑھتے ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ یاد رکھنا چاہیے ہماری کہانی سننے کا ظرف ہر کسی میں نہیں ہوتا...."

اس نے تھک کر سانس خارج کیا اور کہنے لگی "جب میری فیملی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تب میں بلکل ٹوٹ گئی تھی کسی چیز میں دل نہیں لگتا تھا ایک شام میں لاؤنج میں آ رہی تھی تو میں نے اپنے چاچا لوگوں کو بات کرتے سنا وہ مجھ لے جانے کی بات کر رہے تھے"

"وہ کچھ کہتی رک کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی جو اس کے بات کو مکمل کرنے کا منتظر تھا اس نے پھر سے آسمان کو دیکھا جواب خالی تھا اور ادھوری بات جاری کی وہ سب مجھے اس لیے لے جانا چاہتے تھے...

دکھ کا سایہ اس کے چہرے پر چھایا تھا "میں اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی میرے والدین کی ساری جائیداد ان کے بعد میری تھی اور وہ مجھے میری وجہ سے نہیں بلکہ میری جائیداد کے لیے لے جانا چاہتے تھے ان کی باتیں سن کر میں خوفزدہ ہو گئی اور دبے پاؤں اپنے کمرے میں واپس آ گئی.... میں پوری رات روتی رہی اور فجر کے وقت مجھے ماما کی بات یاد آئی بیٹا, "کوئی آپ کے لیے کچھ نہیں کرتا آپ کو اپنے لیے سب کچھ خود کرنا ہوتا ہے"

"ابھی میں انہیں چند الفاظوں کی ڈوری میں الجھی تھی کہ مجھ یاد آیا سر ریان حیدر کے (نام پر اسی آنکھیں چمکی تھیں زر کو لگا تھا جیسے جگنو ہو)

"آ ویرا ایجوکیشنل پروگرام" کے بارے میں تو میں نے جلدی جلدی سے سر کو میل لکھی جس میں میں نے اپنی کنڈیشن کے بارے میں بتایا اور دوسرا پلین میں نے سوچ رکھا تھا اگر یہاں سے رابطہ نہیں کرتے تو میں اپنی آنی کے پاس لندن چلے جاؤں گئی....

"یہ میری خوش قسمتی تھی کچھ دیر بعد رپلائے

آگیا"

وہ قصے کو مختصر کرتے بولی "اس کے کچھ گھنٹوں بعد وہ مجھے یہاں لے آئے آپ کو ایک بات بتاؤں یہاں آکر مجھے نئے دوست اور بہن بھائی ملے اور میں اپنی سابقہ زندگی کی طرف دوبارہ آگئی لیکن مجھے ماما, بابا اب بھی یاد آتے ہیں لیکن پہلے سے کم....

جو کب سے بھری آواز میں بتارہی تھی ایک دم اس کے چہرہ آنسوؤں سے طر ہوگیا....

زرہ نے اس سے پیار بھرے انداز میں کہا "تم مجھے ہگ کرسکتی ہو...."

وہ اس کے ساتھ لگی تو زر جو کب سے اپنے آنسوؤں روکے بیٹھی تھی ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے گال پر بہہ گیا...

اس نے زر سے الگ ہوتے ہوئے محبت سے چور لہجے میں شکریہ ادا کیا....

زرہ نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور جینس کی جیب سے ایک چوکلیٹ نکال کر اس کی طرف بڑھائی اور اٹھ کھڑی ہوئی....

اسے کے چوکلیٹ کو تھامتے ایک امید سے بھرپور نگاہ ڈالتے وہ وہاں سے کچھ فاصلے پر آ کھڑی ہوئی اور نیم اندھیری شام پر ایک نظر دوڑا کر وہ ملائم گھاس پر چلنے لگی چلتے چلتے وہ

سوچوں میں ڈوبی تو اس کی کتاب کے صفحات تین سال پیچھے چلے گئے ایک ریسٹورنٹ میں گول میز کے اطراف میں پڑی سیاہ کرسیوں پر وہ پانچ لوگ بیٹھے کھانے کا انتظار کر رہے تھے..... مستقبل سے دور آج کی آج کرنے کی امنگ میں..... کہ ریان نے زریاب کو اشارہ کیا تو وہ گلا کھنگال کر بولا....

"ہم نے ایک فاؤنڈیشن بنانے کا سوچا ہے"....وہ اپنی بات مکمل کر کے سکون سے مھندی اور کالے امتیاز میں بیٹھی زرہ اور مونگی رنگ کے لباس میں ملبوس وفا کا چہرہ دیکھنے لگا اور ریان نے بھی ان کی طرف دیکھا....دانیال موبائل کو میز پر رکھا اور ان کی طرف متوجہ ہوا....

ان دونوں کے اوپر سے یہ بات گزر گئی....

وفا نے بس کچھ سیکنڈ تک حیرت کا اظہار کیا لیکن دوسرے لمحے اپنی ہی دھن میں ہنسے لگی اور میز پر پڑھی چھری کانٹوں میں سے ایک اپنے ہاتھ میں پکڑا اور اپنے سامنے میز پر پڑے شیشے کے گلاس میں مارا اس کی مدھم سی آواز اسکی ہنسے کی رفتار سے جا ٹکرائی ساتھ اس نے ہنستے ہوئے کہا" ناممکن ہم کوئی دس روپے یا ایک دو ہزار کی ڈونیشن کی بات نہیں کر رہے...اوے!!! بھائیو میرے ہم کریں گئے کیسے جو خود ابھی کچی دیواریں ہیں کسی بھی وقت خود گر جائیں تو وہ کیا دوسروں کی ذمے داری لیں گے"....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی بات کے اختتام کے بات تک کچھ دیر سب چپ چاپ اپنی سوچوں میں الجھے رہے....

اس الجھن کو ایک طرف رکھ کر زریاب نے فقط اتنا کہا.....

"جستجو ہو تو انسان نہ ممکن کو بھی ممکن کر سکتا ہے"

دانیال نے اس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا

"وفا کچی دیوار کو کبھی نہ کبھی تو پکا ہونا ہی ہوتا ہے نہ تو کیوں نہ ابھی صحیح اور مجھے, ریان, زریاب کو تو کوئی مسئلہ نہیں ہے اگر تم میں سے کوئی ویکنگ ہے تو ٹھیک ورنہ انشاءاللہ وی ویل اکیٹ اور پلین"

زر نے تو کہہ دیا ٹھیک ہے.....

ریان جو کب کا خاموشی سے ان کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا نرمی سے بولا "وفا تم ابھی کھانا کھاؤ بعد میں جواب دے دینا"

روکا اور شرارت سے آنکھیں گھماتا بولا "کھانے کو دیکھ کر تو میرا دماغ ویسے ہی نہیں چلتا بس یہ یاد رہتا ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے اور سارا کھانا صاف کر جانا ہے....

جو کب سے ماحول میں کھنچاؤ سہ تھا ریان کی بات نے سب کو ہلکا پھلکا کر دیا اور سب کے چہروں پر مسکراھٹ پھیل گئ....

جب تک ویٹر گرم بھاپ نکلتا کھانا لے کر ان کی میز تک آ گیا....

وہ سب خاموشی سے کھانا کھانے لگے, کھانا کھا کر زریاب نے انہیں پلین بتایا اور اگلے روز ان سب نے اپنے اپنے والدین کو سب کچھ بتا دیا جیسے سن کر ان کے والدین نے رضامندی کا اظہار کر کے ان کا بھرپور ساتھ دیا جس سے ان کی راہ اور آسان ہو گئ ہر کسی نے اپنا کردار خوش سلوبی سے ادا کیا....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ مہینوں بعد زریاب, ریان, دانی وفا اور وہ خود اپنے اسکول, کالج فیلوز سے ڈونیشن آ کھٹی کر رہے تھے اور ان کے پلین کے مطابق ان لوگوں نے ہر سال پانچ پاکستانی طالبات کا انتخاب کرنا تھا تو انہوں نے اپنے منزل کی راہ کا تعین کیا اور پہلے سال ان کے چار طالبات کا تعلق دیہات سے تھا ایک اسٹوڈنٹ کا شہر سے تھا پھر اگلے سال ایک اسٹوڈنٹ دیہات کا تھا اور چار یہیں کے تھے انہیں درجنوں میل موصول ہوتی تھیں لیکن انہیں انتخاب پانچ کا ہی کرنا ہوتا....

یہ کس قدر ان کے لیے مشکل تھا بر حال وہ کچھ کر نہیں سکتے تھے کیونکہ ابھی ان پر ان کی پڑھائی کی ذمیداری بھی ان کے سر تھی....

اس کی کتاب کے صفحات کچھ آگئے سر کے تو اسے یاد آیا کہ وہ سب ان کے اڈے پر جما تھے یعنی زروالوں کے فام ہوس پر اپنے کام میں مصروف تھے ریان جو کشن پر بیٹھا تھا اس کی گود میں لیپ ٹاپ پڑا تھا اور وہ کانٹے کی مدد سے سامنے پڑی سفید پلیٹ سے خربوزے کے ٹرائے اینگل کی شیپ میں کٹے چھوٹے سائز کا ٹکرا اٹھاتا اور منہ میں ڈالتا ساتھ لپ ٹاپ انگلیاں چلاتا اور بھرے منہ سے ان سے مشورہ طلب کر رہا تھا "یار فارم بنا رہا ہوں یہ ٹھیک ہے کہ ہم شروع میں صرف ان کا پچاس فیصد خرچہ اٹھا گئیں اور اس سے اگلے سال چالیس فیصد اور اسے اگلے تیس فیصد "....

ان سب نے اس کی رائے پر داد دی....وہ بس مسکرا کر رہ گیا اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا....

جب ہی اسے پُر سوچ آواز وفا کی سنائی دی جو کالی گھمتی کرسی پر بیٹھی کاپی پر تیزی سے کچھ لکھتے رکی تھی اور سوچتے انداز میں بولی....

"اسکالرشپ ہم لڑکے اور لڑکیاں دونوں کو دیں گئے...."

دانی جہاں بیٹھا تھا ادھر تین کمپیوٹرز نصب جن کی اسکرین پر مختلف ویب کھولی ہوئی تھیں اس نے اکتاہٹ کا اظہار کرتے ہوئے کام کرتے ہوئے بولا "ہاں یار"

وفا نے جواب میں کہا "ان کی لوک آفٹر

(دیکھ بھال) کون کرے گا"

زرہ جو زریاب کے ساتھ بیٹھی اسی کے لیپ ٹاپ میں کچھ تصویریں دیکھتے اس مسئلہ کا حل نکالا

"اما کی بہن ہیں ناز و خالہ وہ رہیں گئیں وہ بہت اچھی ہیں اور ان کی شفیق سے شوہر ہیں اور ان کی ایک بیٹی ہے جس کو ریان اسکالر شپ دے رہا ہے" وہ سانس لینے کے لیے رو کی تو ریان نے اس کی بات کو آگے پڑھتے ہوئے کہا "ہم نے ہر جگہ کیمرے لگا دیں ہیں اور میری اور تمہاری امی کی ڈیوٹی لگا دی وہ ان بچوں کا خیال رکھیں گئیں"

وفا نے سمجھ آجانے والے انداز میں سر ہلا دیا....

اب دانی نے پوچھا "اسکول کی تو اسکولر شپ کا تو کوئی مسئلہ نہیں وہ تو ہوپ اسکول والے دے رہیں لیکن بچے اپنا باقی کا خرچہ کیسے اٹھائیں گیں...."

"ہمم!!!" اس بار اس کی بات کا جواب زریاب نے دیا "تم ایک سینٹر بناؤ گئے جہاں ہم سب کو جاب پر رکھ کر ان بچوں کو مختلف فن سیکھاؤ گئے کے وہ لوگ کس طرح اونلائن کما سکتے ہیں اور کیا کر کے اپنے خرچے اٹھا سکتے ہیں....

ریان جو کام کرنے کے ساتھ آدھی پلیٹ خالی کر چکا تھا بولا "یار وہ تو ٹھیک ہے لیکن مجھے سیلری دو گے نہ دانی آپ محترم "اور دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا....

وہ ابھی اپنی سوچوں میں کھوئی تھی کہ کسی نے اس کی کلائی سے پکڑ کر ہلا یا اس نے چونک کر اس کی طرف جس سے اس سوچوں کی کتاب زمین پر گر گئی اور اس کے صفحات حال ہی میں بدل گئے....

"آپی جی یہ کسی نے آپ کے لیے دیا ہے "اور اس نے اس بچے کے ہاتھ میں دیکھ جس میں کالا گلاب جس پر ایک نوٹ چپکا ہوا تھا....

اس نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے پکڑا اور بچے کو سوالیہ انداز میں پوچھا "یہ آپ کو کس نے دیا"...؟؟؟

وہ بتانے لگا "میں گیٹ کے پاس کھڑا تھا تو ایک فقیر نے مجھ پکڑا یا اور کہا آپ کو دے دوں"...وہ کہتے ساتھ وہاں سے بھاگ گیا...تو اس نے نوٹ پر لکھی سطر پڑھی...

"عجیب سی ہے یہ لڑکی کبھی کسی کے غم میں روتی ہے تو کبھی کسی کو غم میں مبتلا کرتی..."

اس نے ایک نظر نوٹ پر دوڑائی تو ایک لمحے کے لیے تو اس کی آنکھیں حیرانگی سے پھیل گئیں....

ایک دم سے کسی چیز نے کلیک کیا...نوٹ کے کونے پر لکھا اس کے نام میں گزشتہ رات کی طرح "ZZ" لکھا تھا...

اس کا تجسّس اور بڑھ گیا کہ یہ کون ہے کیا چاہتا ہے....

کیا چاہتا ہے.........آخر کیا.....

:::::::::::::::::::::::::::::::::::""""""""""""""""::::::::::::::::::::::::::::::::

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شاخِ آفتابی"

:::::::::::::::::::""""""""""""""""""""::::::::::::::::

زندگی کے ہزار پہروں میں....

وقت کی اَن گنت سی لہروں میں....

دھوپ میں, بارشوں کے پانی میں....

روز وشب کی عجب روانی میں....

مسکراہٹ میں, غم کی باتوں میں....

بانجھ صبحوں میں, چاندراتوں میں....

گفتگو میں, حسین گیتوں میں....

میری ماتوں میں, اُس کی جیتوں میں....

کوئی اکِ راز ہاتھ ہے اب بھی....

اک لمحہ حیات ہے اب بھی....

(شہباز علی نقوی)

::::::::::::::''::::::::::::::

کلاس ختم ہوتے ہی زرہ باہر نکل آئی.... وفا اور دانیا اس کو دیکھ اس کی پاس آ گئیں....

وفا غصے میں کہنے لگی "سر نے تم سے کل والا بدلا لیا ہے...."

"یار کوئی بات نہیں "زرہ کے لہجے سے اُکتاہٹ صاف چھلک رہی تھی....

وہ آپس میں ہم کلام تھیں ان کی کلاس فیلو رابعہ کو آتا دیکھ کر وفا کا تو ہلک تک کڑوہ ہو گیا

رابعہ کو زرہ بہت پسند تھی...وفا کا خیال تھا "جب وہ آتی زرہ کے ساتھ چپکنے کی کوشش

کرتی "اور وفا کا موڈ خراب ہو جاتا....

وہ کالج سے ان کے ساتھ تھی لیکن وفا سے وہ تھوڑی خوف زدہ رہتی تھی...

اس نے تعریف کی "یار تم پر یہ کالا رنگ بہت اچھا لگ رہا اور اس پر ہیزل آنکھیں

اففففف !!"

(وہ درست کہہ رہی تھی زرنے کالی شوٹ فراک پر کالا ٹاوزر پہنے اس پر پیچ کلر کا اسٹولر

اوڑھ رکھا تھا جس میں انتہائی معصوم لگ رہی تھی)

وہ زرہ سے باتیں کر رہی تھی....

وفا سے دیکھا نہ گیا تو تیور لیے رابعہ سے کہا "ہم جا رہے ہیں....کام ہے "اور زرہ کو وہ کھینچتے ہوئے دور لے آئی....

زرہ جو کب سے اپنی ہنسی کو دبانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی ایک دم کھل کھلا کر ہنس دی....

(زرہ نے رابعہ کو اپنی طرف آتے دیکھ تو وہ وفا کا چہرہ دیکھ چکی تھی اس لیے اسے زچ کرنے کے لیے اس سے ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگی....)

زرہ کی معنی خیز مسکراہٹ دیکھی تو وفا منہ بھلا کر آگے چلنے لگی...

اس نے دانیا کو اشارہ کیا وہ اس کے ساتھ جائے....

کچھ سوچ کر وہیں کھڑی ان کو جاتا دیکھنے لگی جیسے وفا اور دانیا راہداری سے موڑی وہ بھی ان کی چھوڑے راستے پر چلتے گئی اور زرہ نے کنٹین میں داخل ہوتے نظر گھما کر اطراف میں دیکھا ہر کوئی اپنی موج میں مصروف تھا ان میں وہ دونوں بھی اپنا سامان درست کر رہی تھیں اور وفا غصہ سے دانیا سے کچھ کہہ رہی تھی اسے شور

کی باعث سنائی نہیں دے رہا تھے لیکن وہ جانتی وفا اس وقت اسے اور رابعہ کو برا بھلا بول رہی ہو گئی....

زرہ نے مسکرا کر دائیں کندھے پر لٹکتے بیگ کو آگے کیا اور گردن ترچی کرتی بیگ کی آگے کی چھوٹی زیب کھولی اور پیسے تلاشنے لگی....

اسے پُر اعتماد سی آواز سنائی دی

"سائیڈ پلیز "ضمیر بلکل اس سے تھوڑے فاصلے پر پیچھے کھڑا سوالیا تاثُرات میں دیکھ رہا تھا....

وہ سختی سے کہنے لگی تھی "اتنا سارا راستہ خالی پڑا ہے وہاں سے چلیں جائیں "اس نے ضمیر کی آواز پہچانی تو جلدی سے دو قدم آگئے ہوئی اور راستے سے ہٹ کے کھڑی ہو گئی اور دفناً بیگ سے پیسے تلاشتے ہاتھ میں کوئی چیز آئی تھی تبھی اس نے ہاتھ باہر نکالا اور زیپ بند کی.....

ضمیر اس کے پاس سے گزرتا دو قدم آگئے آرکا (اس طرح کے کوئی دیکھ کر کہہ نہیں سکتا کہ وہ ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے)اور سنجیدہ لہجے میں بولا "میڈم جگہ دیکھ کر کھڑا ہوا کریں "سانس لے کر بولا "کہیں ایسا نہ ہو لوگ داخل ہونے کے چکر

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں آپ کو دکھا دے کر چلے جائیں اب ہر کوئی راستہ نہیں مانگتا" اور وہ آگے بڑھ گیا....

زرہ کو اس کا آخری جملا طنز ہی لگا اس ہو نہہ کے سر جھٹکا اور ہاتھ میں پکڑے سرخ نوٹ کو ایک نظر دیکھا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی اس کی کندھے سے لٹکتا اسٹرپ بیگ اس کے چلنے کی وجہ اِدھر اُدھر جھول رہا تھا....

اس نے کاؤنٹر پر قدم روکے اور بلند آواز میں بولی

"بھائی بھولے جلدی سے تین سموسے ہری چٹنی کی ساتھ دے دو"....

کاونٹر کی اُسطرف کام کرتا بارہ سالہ گوری رنگت بھورے بالوں والا لڑکا اپنی عمر سے لمبا تھا وہ مڑا تو بائیں ہاتھ پر کاغذ کی چھوٹی سی پلیٹ میں ہری چٹنی اور دائیں ہاتھ میں اخبار کے چھوٹے سے ٹکرے پر تین سموسے رکھے تھے جو اس نے زرہ کے سامنے لا کر رکھے اور غصہ سے پوچھا" باجی تم نے ہماری کیا نام لی"

زرہ پیسے بڑھنے لگی تھی بھولے کو اپنی طرف غصے سے پوچھتا دیکھ کر بولی" بھولا"

لڑکا غصے سے بولا" ہماری نام بھولا نہیں باجی ہم بہادر خان ہے"....

وہ اس کا جواب سن کر مسکرا دی اور سرخ نوٹ اسکی طرف بڑھایا اور تپانے والے انداز میں بولی "لیکن مجھے توریان نے تمھارا نام بھولا بتایا تھا"....

بھولا سرخ نوٹ کاؤنٹر کی دراز میں رکھتے ہوئے بولا "ہم ریان بھائی سے پوچھے گی"....

اس نے مسکراتے دباتے افسردہ تاثرات میں کہا "بہادر خان تم تو دیکھنے سے شیر لگ رہے ہو پتا نہیں ریان نے تمہیں بھولا بندر کیوں کہا"....

بہادر خان نے دراز سے پچاس کا نوٹ نکال کر اس کے سامنے کاونٹر پر رکھا اور اس کے آخری لفظ کو سنے بغیر جوش سے بولا "باجی ہم کو پہنچان گئی ہے"....

زرہ نے کاونٹر سے نوٹ اٹھا کر بیگ میں رکھا اور ایک شراتی مسکراہٹ اس کی طرف آخری نظر دیکھا چٹنی اور سموسے لیے دانیا اور وفا کی طرف آ گئی....
اس نے ان کے پاس پہنچ کر دونوں چیزوں کو میز پر رکھا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی....

وفا ہونیز دانیا سے باتیں میں مصروف رہی جیسے اسے جانتی ہی نہ ہو....

زرہ نے سموسہ اٹھاتے دانیا کو پکڑا(جوان دونوں کے درمیان کی ناراضگی میں پھنس گئی تھی)یار تم تو کھاؤ سموسے ٹھنڈے ہو رہے ہیں لوگوں پر ویسے بھی میرے سموسے حرام ہیں...آخری کے چند الفاظ چڑانے والے انداز میں وفا کی طرف اچھالے....

وفا سنجیدہ انداز موبیگیے اسکرف کے ہالے میں سرخ پڑتے چہرے کو ادر گرد گھومانے لگی دفعتاً اس کی نظر ضمیر پر پڑی جو وجیہہ شخصیت کا حصار باندھے کیسی لڑکے سے کچھ پوچھ رہا تھا اس نے سر جھٹکا کر استغفار کہا اور زرہ کو سرے سے نظرانداز کرتے دانیا سے بولی "یار ضمیر سر یہاں "(اس کی طرف اشارہ کرتے)" بھی بچوں کی کلاس لینے آ پہنچے "....

دانیا نے کندھے اچکائے "ہو سکتا کوئی کام ہو "اور کھائے ہوئے سموسے کے کونے کو ہری چٹنی میں ڈبونے لگی....

زرہ کو ضمیر کے نام پر دس منٹ پہلے ہوا ٹکراؤ یاد آیا تو اس کا حلق تک کڑواہ ہو گیا.... ذہین سے سارے خیال صاف کر کے دوبارہ سے پرانی ٹون میں ہری چٹنی والے سموسے کو کھاتے مزے سے وفا کو مرچی لگاتے لہجے میں کہا" واہ مزا آ گیا بھلے لوگ نہ کھائیں آخر میں خود ہی پچھتائیں گے "....

وفاجو کب سے ان دونوں کو کھاتا دیکھ کر برداشت کر رہی تھک اسنے آخری سموسہ اٹھایا اور چٹنی میں ڈبویا اور منہ میں ڈالا اور کھائے چپس کو واپس سے ہری چٹنی لگتی کھانے لگی وہ دونوں بھی کھاتی رہی خاموشی سے البتہ دانیا نے تھوڑے الجھے سے انداز میں انکو دیکھ کر بچا چپس منہ میں ڈالا اور ان دونوں نے بھی کھا کر ایک دوسرے کو دیکھا اور سر جھٹکا کر ہنس دیں....

دانیا نے زچ ہو کر کہا "یار تم دونوں یہ کیا گیم کھیل رہی ہو"....

وہ دونوں ایک ساتھ بولی "کچھ نہیں" وفا مسکرائی زرہ بھی مسکرادی اور بولی "تمھیں جلد ہی سمجھ آجائے گئی"....

وہ تینوں کچھ دیر وہاں بیٹھی باتیں کرتی رہیں تبھی وفا نے دوبارہ زرہ کی پیچھے دیکھا وہاں اب کچھ اور اسٹوڈنٹ بیٹھے ہوئے تھے ضمیر جا چکا تھا وہ بھی ان کی طرف متوجہ ہو گئی....

پھر کافی دیر باتیں کرنے کے بعد وہ تینوں کلاس لینے کے لیے چلے گیں اور کلاس ختم ہوتے وفا اور زرہ دانیا کو خدا حافظ کہتی زرہ کی کار کے پاس آئیں....

زرہ نے دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر وفا کی طرف کا دروازہ کھولا اور بیگ کو

پچھلی سیٹ پر رکھ کر اس نے گاڑی اسٹاٹ کی....

وفا نے دروازہ لوک کر کے اپنے بیگ کو گود میں رکھا....

زرہ گاڑی بھاگتی یونیورسٹی کی حدود سے باہر نکلتی چلے گئی....

:::::::::::::::''''''''''''''''''''':::::::::::::::

یونیورسٹی سے دور حیدر آباد کے اس پوش

علاقے میں سفید فیاضی بھون اپنے پورے

آب وتاب کے ساتھ چمک رہا تھا بھون کے

اندر داخل ہو تو سنہری جدید طرز کے دروازے تھے بلکل درازوں کی وسط میں نگاہ

ڈالیں تو سامنے گول سے زینے اوپری منزل کو جارہے تھے ان پر سیاہ کلین بیرونی

دروازہ تک بچھا ہوا تھا

اسی طرح دروازے کے دائیں جانب کائی رنگ کے

دو سنگل صوفے پڑے تھے اور ان کے درمیان لکڑی کا جدید طرز پر بنا میز تھا....

نظروں کا زاویہ تبدیل کریں تو بائیں جانب اوپری دیوار سے لے کر نیچے تک شیشہ لگ

ہوا تھا شیشہ پر ابھرتا عکس برابر والی دیوار کا تھا جس پر چھت سے لے کر فرش تک لکڑیوں کو تراش کر چھوٹے ڈبے نما خانے بنے ہوئی تھے کہیں سے ابھرے ہوئے تو کہیں سے دھنسے ہوئے تھے جیسے مسلادھار بارش برسنے کی وجہ سے پکی سڑک پر کھڈے پڑ جاتے ہیں ویسے ہی بھون کی اس دیوار پر لڑکی کو نا جانے کس طرح تراش کر بنائے گئے تھے جن میں سجائی نایاب شو بیس اپنی قیمت کا اندازہ کروا رہے تھے وہاں سے آگیں آئیں تو دائیں جانب کائی صوفوں سے دور اندر کی جانب راہداری مڑتی تھی اس سے چلتے اندر آؤ تو سامنے سنہری اور سیاہ رنگ کے دروازے کھولے تھے اور وہاں سے چمچ اور چھری کانٹے کی آوازوں کے ساتھ اندر موجود نفوس کی مدھم آوازیں سنائی دے رہی تھیں....

اندر داخل ہو تو سامنے لمبا سہ ڈائننگ ٹیبل ناشتے سے سجا ہو تھا اور اس کی اِرد گرد پڑی کرسیوں میں سے سربراہی کرسی پر فیاضی صاحب بیٹھے ہوئے تھے ان کے برابر میں ایک طرف بھورے بالوں کو کرل کیے کھلا چھوڑے چہرے پر میک اپ کیے گورے ہاتھ میں ہیرے کا بریسلٹ پہنے اور دائیں ہاتھ کی درمیان والی انگلیوں میں ہیرے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اور سرخ رنگ کے جوڑے میں وہ عمر سے بہت کم لگ رہی تھیں ان کے دوسری طرف ضاد فارمل بلیک ڈریس سوٹ میں چہرے پر سنجیدگی لیے جیل

لگے بالوں کو سیٹ کیے وہ بیٹھا کانٹے سے ٹوسٹ کھا رہا تھا اور ساتھ ساتھ فیاضی صاحب کی باتوں کا جواب دے رہا تھا اس کے ساتھ بیٹھا سمیر سیاہ سرمئی ٹریک سوٹ میں قدرے بے نیازی سے ناشتا

کر رہا تھا....

ضاد کے پیچھے باہر کو کھولتی کھڑکی میں سفید مائل آسمان پر ہلکی ہلکی آسمانی حصہ ابھرا ہوا نظر آ رہا تھا اور سورج بھی صبح کی روشنی میں ہم انسانوں کی طرح منزل کا تعین کرتا زینے چڑھتا اوپر کی اور بڑھ رہا تھا تاکہ وہ پورے جوش سے اپنی چمک اور امید کی امنگ سے روشن سویرے میں کردار ادا کر سکے....

سورج کی نارنجی روشنی کو وہیں چھوڑ کر دوبارہ میز کے گرد آؤ تو ضاد کسی بات پر فیاضی صاحب کو کہہ رہا تھا" بابا ابھی الیکشن میں وقت ہے آپ کی مخالف پارٹی کچھ نہیں کر سکتی آپ سب کور اپ کر لیں گے اور جہاں ضرورت ہو گئی وہاں میں ہوں نہ "اور جوس کا گلاس منہ کو لگایا....

فیاضی صاحب ٹھنڈی آہ بھر کر بولے "اس بات کا ہی تو یقین ہے کہ آپ ہو میرے ساتھ "اور وہ مسکرا دیے....

ضاد بھی مسکرادیا جس سے اسکی سیاہ آنکھوں میں چمک ابھری....

فیاضی صاحب نے سوچتی نظروں سے ضاد کو دیکھتے ہوئے بولے بس مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ لڑکی کسی نیوز چینل وغیرہ سے رابطہ نہ کرے جملا مکمل کرتے سمیر کو افسوس سے دیکھا" سمیر تمھیں ایک کام کہا تھا وہ بھی خراب کردیا اگر اُس لڑکی کے باپ نے وہ یو ایس بی
کامران نواز (مخالف پارٹی کی رکن) کو دے دی یا نیب والوں کے ہاتھ لگ گئی تو الیکشن متاثر ہوں گیں".... سر جھٹکا اور ناشتہ کرنے لگے....

ریحا اس ساری گفتگو میں پہلی بار بولیں اب جو ہونا تھا وہ ہو گیا لیکن جواب ہے ہمیں اس کو درست کرنا چاہیے اور فیاضی صاحب کے ہاتھ پر سیاہ نیل پالش سے سجا ہاتھ رکھا کر حوصلہ دیا اور چائے کا مگ سے سپ بھرا....

ضاد نے پلیٹ میں کانٹا رکھا اور سمیر کو کہا" تم مجھے پورے دو گھنٹے بعد میرے آفس میں ملو پورے دس بجے" اور کرسی کو دھکیلتا باہر کی اور بڑھ گیا....

فیاضی صاحب بھی اٹھ کر چلے گے....

اب صرف وہ دونوں رہ گے تھے یا میز پر پڑے گندے اور صاف, بھرے اور خالی برتن رہ گئے تھے....

سمیر کے سامنے کی جانب دیوار پر اور پیچھے کی جانب دیوار پر دو دو کھڑکیاں نصب تھیں ان سے باہر دیکھو تو صبح کے اس پہر چڑیاں اپنی مستی میں گن گنا رہی تھیں سبز درختوں کے ارد گرد چکر کاٹتی آسمان کی اور پرواز کر لیتی.....

دوبارہ ان کی طرف آؤ تو رمیحا نے اس کی سوچ کا زاویہ بدلہ "لازمی نہیں ہے ہمارے ہر کام کا نتیجہ وہی نکلے جو ہم نے سوچا ہوا ہوا اکثر نتیجے گمان کے تضاد نکلتے ہیں بس تضاد کو درست کرنا ہوتا ہے جو ہم کر سکتے ہیں" اور اٹھ کھڑیں ہوئیں بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتیں بولیں "شام میں ملتے ہیں" اور وہاں سے نکلتی گیں....

وہ جوس پیتا اپنی ماں کو جاتا دیکھتا رہا ان کے نکلتے ہی ٹیک ٹیک ہیل کی آواز مدھم ہو گئ اور وہ یوں ہی سوچنے لگا تضاد کو وہ درست کیسے کرے وہ اس بات پر یقین کرتا تھا جو رمیحا نے کہا ہے اس میں حل چھپا ہے بس اسے تلاشنہ تھا....

کون جانے اسکی ایک غلطی کیا کرنے والی تھے

کون جانے کیا طوفان لانے والی تھے

لیکن کو جانے وہ کیا کر جائے گئی

ہائے بس کون جانے....

::::::::::::::''''''''''''''''''''''::::::::::::::

وہ جو لال قمیض اور سر پر سلیقے سے چادر اوڑھے ساتھ سفید رنگ شلوار جس پر باریک سے گلاب کے پھول کے نقش بنے ہوئے تھے.... پیروں میں سادہ سے جوتی پہنی ہوئی تھی....ایک بازو میں کتابوں والا کچھ چوڑا اور لمبا تھیلا لٹکایا ہوا تھا اُس کے اوپر رنگ برنگے رنگوں سے مور نمایا تھا جو اس طرح بنا ہوا تھا ایک نظر دیکھنے سے لگتا کے وہ خوشی کے موم ہے جو نا امیدی کی شب کو روشن کر رہا تھا....دوسرے ہاتھ سے ماتھے پر آئے پسینے کو پونجتی اور سنہری آنکھوں میں چمکیلے دیپ جلائے تیزی سے کچی سڑک پر پیرا ٹھتی کچے پکے سرخ اینٹوں اور سرمئی پلستر والے گھروں اور سر سبز کیلوں کے کھیت سے گزرتے دو گھنے درختوں کے سائے میں سانس ہموار کیا....اور قدم ایک پکے گھر کے باہر روکے اور زنگی رنگ کے دروازے پر دستک دی....

اندر سے سے تفتیش شدہ آواز آئی "کون کون"

وہ سنہری بالوں پر چادر درست کرتی دروازے کی طرف سنہری آنکھیں ٹکائے بولی "

امی میں"

اس کے کہتے ہی دروازہ کھول دیا گیا....

دروازہ کھولتے ہی وہ اندر کی جانب بڑھی جہاں دروازہ کے دونوں اطراف میں پودوں کی کیاریاں تھیں جن کی کونوں پر ترچی لال انڈیں نصب تھیں جن میں سفید کلر کے چھوٹے پھولوں کی قطار تھی اسی انداز میں دیگر پھول جن میں گلاب جو کے اس طرح کھلے تھے جیسے سارا نور ان پر برس گیا ہو, لیلی کے پھول انتہائی جاذب نظر لگ رہے تھے...ایک درخت تھا جو انتہا کا سبز تھا.....ان دو درختوں کے سائے میں وہ نفیس سی خاتون چہرے کے گرد گلابی رنگ کا مدار ڈوپٹہ جمائے بڑی اور اسودی آنکھیں اس پر مرکوز کیے جن میں مان, محبت, خلوص کا دریا بہہ رہا تھا...اور رخسار پر گلابی رنگ برسا ہوا تھا جیسے بارش کے سیپ سے نکلا چمکتا موتی....

وہ ان کے آگے آگے چلتی کچے فرش پر پاؤں اٹھاتی ہال میں داخل ہوئی جہاں سادہ سی چارپائی پڑی تھی جس پر کڑھائی کی ہوئی چادر بچھی ہوئی تھی اس پر وہ تھکے انداز میں لیٹی اور نظر چھت سے لٹکے پنکھے کی طرف جمائے سوچوں کے جالوں میں الجھی تو الجھے چلے گئی....

جب تک وہ نفیس سی خاتون پانی کا گلاس لیے اس کی پاس آئیں اور اسے پکڑایا.....

وہ ایک ہی سانس میں سارا پی گئی اور جب تک درینہ بیگم (اس کی امی) وہاں موجود دو لکڑی کی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیں اور سوالیا انداز میں پوچھا "امتحان کیسا رہا" وہ لبوں کی حرکت کے ساتھ اسودی آنکھیں اس پر جمائے ہوئی تھیں.....

وہ سنہری آنکھیں سامنے سفید دیوار پر احمر رنگ کے بنے کتابوں کے شلیف پر پڑی کتابوں کی ترتیب پر جمائے اس طرح بولی "امی اچھا ہو گیا" جیسے سوال اسکی ماں نے نہیں ان کتابوں نے کیا تھا

چہرے پر ایک افسردہ مسکراہٹ پھیل گئی....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ناجانے کیوں وہ شرمندہ تھی اپنے آپ سے....

ناجانے کیوں وہ شرمندہ تھی کتابوں سے....

ناجانے کیوں وہ شرمندہ تھی اپنے والدین سے....

ناجانے کیوں ناجانے کیوں....

سوچوں سے تب چونکی جب درینہ بیگم بولیں "کوئی بات نہیں تم نے اپنا بہترین دیا اب مایوس نہ ہو اُس ذات پر کامل یقین رکھو جنھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لوگوں کی باتوں سے بچایا.... جنھوں نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے لیے راہ بنائی

لوگوں کی تنقید سے بچایا....

میری پیاری بیٹی وہ رب تمہیں کیسے مایوس کر سکتا ہے پیپر شروع کرنے سے پہلے

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر شروع کیا تھا

نہ"

وہ بھی ہونیز اسی زاویے میں دیکھ رہی تھی اپنی والدہ کے سوال پر اثبات میں گردن

ہلائی....

درینہ بیگم نے نرمی سے کہا بیٹی معلوم ہے نہ

"بِسۡمِ اللہ کے بعد آتا ہے

الرَّحۡمٰنِ یعنی "نہایت مہربان"

پھر آتا ہے الرَّحِیۡمِ "رحم کرنے والا"

جب میری بیٹی آپ نے پڑھ "شروع کرتی ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت

مہربان اور رحم کرنے والا ہے" رو کیں اور لبوں پر محبت سموئے بولیں

"اس میں آپ نے خود اس بات کا اقرار کیا وہ رب مہربان اور رحم کرنے والا ہے تو کیا وہ

آپ کو ایسے ہی چھوڑ دے گا ہو ہی نہیں سکتا وقفہ دیا اور وہیں سے کہا جب آپ چھوٹی

سی تھیں ہم بازار گئے تھے تو آتے وقت وہاں کیسی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور اس شخص کا بہت خون بہہ گیا تھا آپ نے پورے واپسی کے پورے راستے اس کے شخص کے بارے میں سوچتی رہی تھی حالانکہ آپ کو اس کو جانتی تک نہیں پھر بھی....اسی طرح اللہ تعالیٰ کیا آپ کو ایسے ہی چھوڑ دیں نہیں نہ وہ تو آپ سے بہت محبت کرتے ہیں وہ تو آپ کو جانتے بھی ہیں وہ کیسے آپ کو چھوڑ دیں گے بس آپ کو صرف عربی میں اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھنا نہیں ہوتا یقین اور ایمان دونوں بھی رکھنے ہوتے ہیں...."

وہ سبز کتاب پر سنہری آنکھیں ٹکائے غور سے دیکھ رہی تھی اس کی ذہین میں صرف اس کی ماں کے لفظ گونج رہے تھے اور سوچ ان کے ہر لفظ پر آمین کہہ رہی تھی....

"وہ رحمٰن ہے وہ آپ کا اور میرا رب ہے وہ آپ کو مجھ سے کئی گناہ زیادہ محبت کرتا ہے جس کا بیٹا آپ اندازہ نہیں کر سکتی زرا سوچو!!! وہ کیسے مایوس کرے گا وہ تو بیٹی نہایت مہربان رحم فرمانے والا ہے اور ہمارے رب کی یہ دونوں صفات چلتے دریا کی مانند ہیں دوام ہیں بس پیاری بیٹی یقینِ کامل کی حبل کو نہیں چھوڑنا...."

وہ جو کچھ دیر پہلے نا جانے کن سوچوں میں محو تھی ایک لمحے نے اسے شکرے الٰہی کرنے

پر مجبور کر دیا تھا اس نے دعا کے انداز میں ہاتھ ہلا کر شکر کہا اور دوبارہ چار پائی پر لیٹ گئی اور سکونِ قلب سے آنکھیں موند لیں.....

جب تک باہر سے ایک ننھا لڑکا دوڑتا ہوا آیا جس کے چہرے پر پسینے کے قطرے بہہ رہے تھے بھولی سانسوں کے درمیاں بولا "باجی باجی!!!"

وہ جو آنکھوں موندے لیٹی ہوئی آنکھیں کھولے تھکن سے بولی "کیا ہوا"

باجی وہ نہ وہ وہہہ ہ نہ

اس نے تھوڑے بیزارت سے کہا "عابی کیا ہے بول بھی دو..."

"باجی وہ نہ فاطمہ باجی کے سلائی سینٹر کو آگ لگ گئی ہے"

وہ جو ایک پاؤں میں جوتی پہنے اور بے فکر لیٹی ہوئی تھی ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی پریشانی سے چادر اوڑھے ایک نظر ارد گرد دوڑائی لیکن درینہ بیگم کو نہ پا کر وہ فکر مندی کے ساتھ تیزی سے بولی "امی کچن میں ہیں تم انہیں لے کر آؤ میں جاتی ہوں اور برق رفتاری سے باہر کا دروازہ عبور کرتی ہر چیز سے بیگانہ سینٹر تک آئی جہاں ہر طرف دھواں اور آگ کے شعلے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھے وہیں نارنجی شعلوں نے ہر طرف قیامت برپا کر رکھی تھی....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے ہوش میں آتے آنکھوں میں جمائے ہوئے پانی کو صاف کرتے ہوئے اطراف میں دیکھا بامشکل اسے دور کھڑی فاطمہ نظر آئی جو چوکیدار سے کوئی بات کر رہی تھی....

وہ ہر چیز کو بھلائے فاطمہ کی طرف آئی پاس جا کر بے چینی اور فکر مندی سے پوچھا" بھابھی آپ ٹھیک ہیں"اور زور سے گلے لگالیا

فاطمہ جو اس کو اضطرابی کیفیت میں مبتلا تھی اس کو اپنے لیے فکر مند دیکھ کر اداس مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی....

فاطمہ نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا"ابھی ہمیں صبر سے کام لینا ہے"

جب تک ایک لڑکا دوڑتا ہوا آیا اور پریشانی سے بولا باجی باجی فاطمہ وہ اندر آمنہ رہ گئی ہے اور آگ بڑھتی جا رہی ہے....

وہ جو اس سے الگ ہو کر پریشانی سے کچھ سوچ رہی تھی اس کے اس طرح پکرنے اور خبر دینے پر اسے اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی جلدی سے کچھ سوچ کر سینٹر کے بیرونی دروازے کی طرف آئی جو آگ کی بدولت آدھا جلس کر ٹوٹ گیا تھا

اور کچھ حصہ لٹک رہا تھا وہ ہر چیز بھولے صرف ایک بات سوچتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی اور خود سے مخاطب تھی "فاطمہ یہ تمھارا فرض ہے اور تمہیں ہر حال میں اس معصوم کو بچانا ہے فاطمہ یہ تمھارا فرض ہے..."

ایمان.....ایمان.....

وہ جو فاطمہ کو جاتا دیکھ سوچ رہی تھی اس کی کس طرح مدد کی جائے اپنے نام کی پکر پر مڑ کر دیکھا تو درینہ بیگم اسکی طرف آ رہی افسردہ آواز میں آوازے دیتی آ رہی تھیں....

وہ جلدی سے ان کی طرف بڑھی اور بولی "امی بھابھی اندر گئیں ہیں آمنہ اندر رہ گئی تھی "اور اس کی آواز اتنی لڑکھڑائی تھی کہ ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے رخسار پر بہہ گیا....

درینہ بیگم نے اپنے اعصاب پر قابو پاتے ہوئے کہا "بیٹی آپ کے ابا اور بھائی کو پیغام بھیج دیا ہے وہ آتے ہی ہوں گئے "....اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگیں بیٹی وہ اللہ ہے نہ حوصلہ کرو....

وہ جو نم آنکھوں سے ان کی طرف دیکھ رہی جلدی سے بولی "جی امی"

وہ بولیں "بیٹی تمہیں اہمت کرنی ہے یہ جو سامنے کھیت میں پانی کی نالی ہے وہاں سے

پانی بھر واور سارا منصوبہ اس کو سمجھایا"اور خود سینٹر کے جلسے دروازے کے پاس آئیں اور بولیں.....

وہ جواندر آئی تھی اس کی نظر پانی والی ٹینکی پر پڑی اور اس کا وال تو آخر کر کچھ وقت کے بعد اس کو مل ہی گیا اس نے پوری قوت لگا کر گھمایا اور وہ کھولتا چلا گیا اور ہر طرف پانی ہی پانی بھر گیا آگ بجھنے لگی آہستہ آہستہ....آخر کار.......

اور اس نے آگے بڑھ کر ایک سانس ہوا کے سپرد کی اور ہال کی جانب دیکھا... جہاں معمول کے مطابق کئی سلائی مشینیں پڑی ہوتی تھیں وہاں ہر چیز آگ کی لپیٹ میں تھی ہر طرف نارنجی شعلے نظر آرہے تھے یا راکھ کا ڈھیر بنی چیزیں اس کے اندر کچھ بہت زور سے ٹوٹا تھا کوئی خواب کوئی یادیں آنکھوں کے سامنے لہرائیں تھیں لیکن برداشت کا دامن تھامے ہوئے تھی پھر اسی ننھی امنگ پر اس نے قدم آمنہ کی تلاش میں بڑھائے پریشانی اور دکھ بھری آواز میں پکارتی ہوئی جارہی تھی "آمنہ بیٹا کہاں ہو....,آمنہ آپ کہاں ہو...."ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی.....ابھی پکار ہی رہی تھی ایک دم اسے چیخ سنائی دی....

اس نے دھل کر آواز کی جانب دیکھا اور بھاگتے ہوئے ہال نما جگہ میں آئی جہاں وہ دیوار

کے ساتھ لگی جھکی تھی اس نے اس کے پاس پہنچ کر کندھا ہلایا یہ تو اس نے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا تو اسے نے ہمت جما کر کے اسے چلنے کا کہا اور سہارا دیے باہر نکل آئی وہ محتاط چلتی باہر ہال سے نکلے باہر آئے جب تک فیض سنجیدہ انداز میں اس تک آیا اور فکر مندی سے پوچھا "ٹھیک ہو" اس نے مسکرا کر حوصلہ دیا اور آمنہ کو تھامے چلنے لگی وہ بھی ان کے پیچھے چلتا جلسہ گیٹ پار کرتا باہر نکل آیا....

ان کو باہر نکلتا دیکھ کر ایمان نے آمنہ کو سہارا دیا....

فاطمہ نے اسے کہا "تم سے ڈسپنسری لے جاؤ جب تک ایک خاتون ان کے پاس آئیں اور آمنہ کو چومتے ہوئے فاطمہ کو دعائیں دینے لگے فاطمہ نے مسکرا کر کہا "آپ اسے ایمان کے ساتھ ڈسپنسری لے جائیں" وہ اس کی باتوں پر عمل کرتی اسے لے گئیں اس دوران فیض کاشتکاروں, کسانوں اور گاؤں والوں کے ساتھ مل کر آگ بجھا رہا تھا....

درینہ بیگم سینٹر کی طالبات کو لیے گھر آ گیں تا کہ ان کے خوف کو زائل کر سکیں علی صاحب فیض کے برعکس کسی سے فون پر بات کرتے ماجرا بتا رہے تھے اور اسے بولا رہے تھے....

ایک گھنٹے میں آگ بجھ گئی تھی اب وہاں سے دھواں نکل رہا آگ کے بعد والا ٹھنڈا

دھوا....

چند ایک آدمیوں کے علاوہ سب جا چکے تھے....

:::::::::::::::::''::::::::::::::::::::

آسمان پر نارنجی رنگ چار سو اور بکھرا ہوا تھا سورج اب پرندوں کی سنگ اپنے گھر کو لوٹ

رہا

تھا....

شیشے کی کھڑکی کے اس پار وہ وائٹ بوٹ کی جانب ساٹھ کے زاویے سے کھڑی صبح والے کپڑوں میں سر پر اسٹولر جمائے سنجیدہ تاثرات میں لکھتی روکی اور پوری گھم کر سیدھی ہوئی اور بوڑ مارکر کو قریب پڑے ڈائیز پر رکھا اور ایک نظر سامنے بیٹھے طالبات پر ڈالی جہاں ایک طرف بچے بیٹھے بوڈ پر لکھی سطور کو کاپی میں لکھنے میں محو تھے وہیں بیٹھے بچوں میں کچھ اکتائی نظر بوڈ پر ڈال کر باتوں میں مصروف تھے ایک دو باز و سیٹ پر رکھے ان پر سر گرئے آنکھیں موندے ہوئے تھے واپس اس کی طرف آؤ تو اب وہ ان سب کو کاپی بند کر کے اپنی طرف متوجہ ہونے کا بول رہی تھی اور پوچھ رہی تھی کوئی سوال؟؟

امید ہے کہ آپ سب کو سمجھ آگیا ہو گا سانس لینے کے لیے رو کی اور سنجیدہ انداز میں بولی "پھر بھی آپ گھر جا کر ایک مرتبہ اس موضوع کو ضرور دیکھیے گا اگر کوئی سوال ہو تو ضرور پوچھیے گا"....

ابھی زرہ بول ہی رہی تھی باہر سے بیل بجنے کا شور آیا.....ٹن.....ٹن......ٹن.......

اس نے گھنٹی کی آواز سنی تو ڈائیز سے سامان اٹھایا اور ان سب کو خدا حافظ بول کر باہر کو بڑھی ابھی دو قدم ہی دور تھی تو کسی نے اس کو آواز دی....

اس نے پکر کی آواز سنی تو مڑی اور دیکھا کہ گندمی رنگت بالوں کی اونچی پونی کیے سیاہ آنکھوں میں کاجل لگائے نیلی جنس پر بادامی رنگ کی کرتی پہنے گلے کے گرد گول اسٹولر لپیٹے سینے پر ہاتھ باندھے جن میں کاپی پکڑے الجھی نظروں سے اسے دیکھتے بولی ٹیچر "پیچ کے بتیس دماغ کیوں ہوتے ہیں"

زرہ مسکرائی اور جواب دینے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ کیمسٹری کے سر کو آتا دیکھ کر سامنے کھڑی پندرہ سالہ لڑکی کو کہا بیٹا باہر آجاؤ"

زرہ کلاس سے باہر نکل آئی ابیرہ بھی اس کی ہمراہ باہر آگئی....

زرہ نے کلاس میں جاتے کیمسٹری کے سر کو سلام کیا تو کلاس کا دروازہ عبور کرتے انہوں نے سلام کا جواب دیا اور اندر چلے گئے....

اب وہ دونوں کلاس سے چند قدم فاصلے پر کھڑی تھیں اور زرہ سوچتے ہوئے بولی "بیٹا لیچ کے بتیس سر ہوتے بھی ہیں اور نہیں بھی" کچھ منٹ کا وقفہ دیا....
کچھ دور کلاس ہونے کی باعث سر سراج کی لیکچر دیتی بلند آواز سنائی دے رہی تھی "
ھائیڈرو کلوریک ایسڈ ریکیٹ کرتا ہے سوڈیم کلورائیڈ کے ساتھ تو کیا فام ہوتا ہے"....

اور بھی نا جانے کیا بول رہے تھے غالباً کسی بچے کو بوڈ پر آ کر ریکشن کرنے کا کہہ رہے تھے لیکن ابیر نے زرہ کی آواز پر کان اس طرف لگا دیے....

وہ سادہ لفظوں کا چناؤ کرتے سمجھنے لگی "لیچ فا لیم اینیلیڈا سے تعلق رکھتا ہے مطلب جن کی سیگمنٹڈ باڈی ہوتی ہے یعنی حصوں میں تقسیم ہوتی ہے اسلیے انٹر نیلی لیچ کے باڈی بتیس حصوں میں تقسیم ہوتی ہے اور اس طرح لیچ کا دماغ بھی بتیس حصوں میں تقسیم ہوتا ہے لیکن ہوتا وہ دماغ ایک ہی ہے اور زرہ نے اگلا جملا بولنے سے پہلے ایک نظر اسے دیکھا اور اگلا فقرہ ادا کیا لیچ کے دماغ کے بتیس حصے اپنے اپنے سگیمنٹ (حصے) کو کنڑول کر رہے ہوتے ہیں اس نے کچھ سوچ کر نیورونل گینگیا(neuronal

(ganglia)کا لفظ استعمال نہیں کیا اور ابیرہ کو سادہ لفظوں میں سمجھایا....

اس نے جواب دے کر چہرے پر مسکراہٹ لیے ابیرہ کو دیکھا جس سے اس کی ہیزل آنکھیں چمکی تھیں اور سوالیا تاثرات میں پوچھا"جواب مل گیا"....

تبھی پاس سے دو لڑکے آپس میں باتیں کرتے گزر ہے....

اور کلاس سے ہو نیز سر سراج کی آواز آرہی تھی....

ابیرہ نے مسکرا کر کہا"جی میم سمجھ آگیا"اور شکریہ کرتی واپس کلاس میں چلے گئی....

وہ بھی بغیر ابیرہ کو دیکھے ہال سے نکل کر دروازے کی جناب بڑھی اور سیڑھیاں اترتی شیشے کے دیوار کے پاس سے گزرتی بیرونی دروازہ سے باہر روڈ پر نکل آئی سائیڈ پر کھڑی ہو کر فون ملانے لگی بیل جارہی تھی کان کو فون لگئے پارکیں ایریا میں کھڑی گاڑیوں پر ایک نگاہ دوڑتے ہوئے اس کی نگاہ اپنی منزل کی سواری پار کی اور پہچان کر کان کو لگے فون کو چہرے کے سامنے کیا اور کال کاٹ کر فون بیگ میں رکھا اور اُس طرف قدم بڑھا دیے دوسری طرف دو اجنبی آنکھوں اس کو ٹکی باندھے دیکھتی رہیں تھیں....

واپس پارکنگ ایریا میں آؤ زرہ نیلی گاڑی کا دروازہ کھولتے پینجر سیٹ پر بیٹھ رہی تھی اس نے بیٹھ کر گاڑی کا دروازہ بند کیا اور ڈریوانگ سیٹ کی طرف گھومی اور سلام کیا....

گاڑی کو ریورس کرتے وفا نے سر ہلا کر اس کے سلام کا جواب دیا اور گاڑی کو مین روڈ پر ڈال دیا اور روڈ پر نظریں جمائے پوچھا "زرہ تم نے جانا ہے نہ اپنی ای ٹی یم مشین کے پاس" مسکراہٹ دبا کر پوچھا....

زرہ نے اس کو گھورتے ہوئے دیکھا جو صبح کے برعکس نیلی جنس پر سفید شیٹ زیب تن کیے ہوئے سر پر زرہ ہی کی طرح اسٹولر اوڑھے ہوئے تھی....

اور شرم دلواتے ہوئے بولی "یار بندہ تھوڑی شرم ہی کر لیتا ہے انکل سکندر بابا کے دوست ہیں اب ایسے تو نہ بولو"

وفا اس کی بات سے اکتا کر روڈ پر نظریں گاڑھے چڑانے والے انداز میں بولی "جیسے میں تو تمہیں جانتی ہی نہ ہوں کہ تمہارا انکل ای ٹی ایم کے ساتھ رویہ "اس پر ہنس دی....

وفا نے حیدر آباد میں موجود چند ایک چلتے سگنلس میں سے ایک کے لال ہوتے ہی گاڑی روکی اور سوالیا ابرو اچاک کر پوچھا "سامان تو سارا لے کر آئی ہو نہ "

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زرہ نے اپنی گود میں پڑے بیگ کو کھول کر معائنہ کیا اور اثبات میں سر ہلا کر اسے سامان پورے ہونے کا یقین دلایا"

وفا کچھ کہنے لگی تھے زرہ کی سائڈ کی کھڑکی بجی اس نے اور وفا نے چونک کر اس طرف دیکھا گاڑی کے شیشے کے اس پار زرہ کی سائیڈ پر میلے کچلے حلیے میں ننھا سہ بچہ کھڑکی بجاتا ان کو رومال خریدنے کا کہہ رہا تھا"

زرہ نے بٹن پریس کیا کھڑکی کھلی اور لڑکے کی آواز صاف سنائی دی" باجی دو رومال لے لو پچاس کے باجی دو رومال لے لو پچاس کے"....بچہ اسی طرح التجا کر رہا تھا....وفا کی سائیڈ پر لگی ٹریفک لائٹ پر کچھ سیکنڈ باقی رہ گئے تھے سگنل کھولنے میں زرہ نے بیگ سے سو کا چمکتا نوٹ نکال کر اس کو دیا اور بچے نے جلدی سے دو رومال ایک سیاہ اور پرنٹڈ پھولوں والے اس کی طرف بڑھائے....

اس نے لے کر ڈیش بوڈ پر رکھا دیے وہ بچہ بھی آسمان پر چھائی سرمئی سیاہی کے نیچے ان سے دور ہو گیا تھا زرہ نے ایک نظر بیک ویو مرر سے اسے دور جاتے دیکھا اور بٹن دبا کر شیشہ اوپر کر دیا....

وفا نے بھی سنگنل ہرا ہوتے ہی گاڑی آگے بڑھا دی....

ابھی ان دونوں نے کچھ راستہ ہی پار کیا تھا کہ زرہ کی نظر سیاہ رومال پر چمکتے لفظوں پڑی....

"Things aren't always what they seem""

وہ ان الفاظ کو پڑھ کر ذہین سے جھٹک دیتی لیکن اس فقرے کے نیچے لکھے اس کے نام "ZZariah" میں پہلے کی طرح دو بار لکھے ZZ نے اس کی سوچ کی سمت بدل دی....

اس کے ذہین کی اسکرین پر صرف ان الفاظ نے اپنی گونج بلند کی....

اس کی سوچیں کی الجھنوں نے اسے سفر کا تعین بھلا دیا اور معلوم تو اسے تب ہوا جب وفا نے گاڑی شیشے کی بلڈنگ کے سامنے روکی....

اس نے گاڑی کے روکتے ہی اپنی سوچوں کو چھٹکا اور بیگ اٹھاتی گاڑی کا دروازہ کھولتی باہر نکل آئی....

اس کے نکلتے وفا نے اسے مسکرا کر دیکھا....

جواباً اس نے بھی مسکراہٹ وفا کی طرف اچھالی اور دروازہ بند کیا اور شیشے کی عمارت کی

طرف بڑھی اور اندر داخل ہوئی....

اندر آکر لفٹ کی اور آئی تیسرے فلور کا بٹن دبادیا....

اس سے کچھ سیکنڈ بعد لفٹ رکی اور وہ نکل کر ایک کمرے کے باہر آرکی اور اجازت ملتے ہی اندر آگی اور اب وہ بھوری کرسی پر بیٹھی سامنے پڑے تکون کی شکل والے پیپر ویٹ کو گھومتے ہیزل آنکھوں کو چالیس سالہ آدمی پر جمائے اس نے ایک ایک لفظ کو واضح انداز میں ادا کیا "انکل میرے پاس آپ کے لیے دو خبریں ہیں اچھی اور بری پہلے آپ کون سی سنے گیں دونوں میں سے"

اپنی بات بول کر اب وہ ان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتی جواب کا انتظار کر رہی تھی....

سکندر صاحب فارمل ٹریسنگ کیے ہوئے تھے اس کے سوال پر مسکرائے اور کہا "پہلی اچھی پھر بری"....

اس نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا اور بولی "تو انکل اچھی خبر یہ کہ میری پاس ایک ایسی نیوز ہے جو آپ کے چینل کو کہاں سے کہاں پہنچادے گئی دوسری اور بری خبر یہ ہے کہ "روکی کچھ دیر خاموشی سے سر کے اور جواب دیا "خبر محنت سے حاصل ہوتی

ہے محنت جدوجہد سے جدوجہد کرنے کے لیے طاقت چاہیے ہوتی ہے طاقت کے لیے کھانا اور کھانے کے لیے پیسے "جملا ادھر چھوڑ کر سنکدر صاحب پر نظر ڈالی جو ہونیز مسکرا کر اس کی بات سن رہے تھے دوبارہ وہی سے جملا جوڑا "بس آنکل دو چیک لکھ دیں پچاس پچاس ہزار کے ایک اس یو ایس بی کے لیے دوسرا اچھی خبر کے لیے"....

آخر فقرے کہتے ہوئے اس کے چہرے سے شرارت ٹپک رہی تھی....

انہوں نے دراز کھولا اور اس میں نیلے رنگ کا چیک نکالا اور دو چیک فل کر کے انہیں چیک بک سے الگ کیا اور چیک بک کو دوبارہ دراز میں رکھا اور چیک اس کی طرف بڑھا دیے....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے یو ایس بی ان کی طرف بڑھائی اور ٹیبل پر پڑے دو چیک اٹھا کر بیگ میں رکھے....

اوکے انکل اب میں چلتی ہوں شکریہ آپکا....

سنکدر صاحب نے خوش اخلاقی سے کہا "امید ہے کہ بیٹا آپ جلد ایک اور خبر لے کر آئیں گئ"....

وہ جوالوداع کلمات کہنے لگی تھی آنکھوں میں شرارت سموئے سنجیدہ آواز میں بولی

"انکل ایک نہیں میں دو خبریں لے کر آتی ہوں...."

الوادع مسکراہٹ سے انکو دیکھااور آفس سے باہر نکل آئی....

سکندر صاحب یو ایس بی کو لیپ ٹاپ میں لگائے آنکھیں اسکرین پر مرکوز کیے بیٹھے اسکرین پر چلتی ویڈیو کو دیکھ رہے تھے.... جیسے جیسے ویڈیو آگے بڑھ رہی تھی اور ان کا جوش اور انٹرسٹ بڑھتا جارہا تھا....

وہ گاڑی کا دروازہ بند کر کے وفا کی طرف مڑی اور دائیں ہاتھ میں پکڑے دو چیک اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائے یہ دیکھو اور دوسرے ہاتھ کو اس کے ہاتھ پر مارا اور مسکرائی....

وفا نے بھی مسکرا کر اسے دیکھا اور گاڑی کو اسٹاٹ کیا اور آگے بڑھ دی....

:::::::::::::::::""""""""""""""""""":::::::::::::::::

فارمل ڈریسنگ کیے بالوں کو اسٹال سے بنائے سرمئی دروازے کے سامنے آرکا اور ذہین سے منفی سوچوں کو جھٹک کر سرمئی دروازہ بجایا اور ایک نظر کلائی پر باندھی کھڑی

پر ڈالی جو پوری دس جارہی تھی....

تب ہی اندر سے شناسائی آواز میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی....

وہ قدم باقدم چلتا سرمئی دروازے کو پار کرتا اندر آیا اور ایک نظر سامنے بیٹھے شخص پر ڈالی جو باوقار پُراعتماد سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا اور آنکھوں کے اشارے سے اسے بیٹھنے کا کہا....

وہ خاموشی سے چلتا ہوا سرمئی کرسی تک آیا اور شیشے کی چھت کے نیچے کرسی پر بیٹھ گیا....

کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہو گئی ان لمحات کو سرمئی کرسی اور میز نے حیرت سے دیکھا....

ضاد جو شیشے کی سیاہ میز کے اس پار ہاتھ میں گولڈن پین پکڑے سفید فائل پر نظرے جمائے ہوئے تھا اس نے پوچھا "کیا لوگئے چائے یا کوفی"....

اس کی ساری توجہ ضاد کے لہجے کی اور تھی جس کو سمجھنے سے وہ قاصر تھا....

ضاد نے دوبارہ اسی انداز میں جملا دہرایا....

اس بار اس نے جلدی سے کہا "کافی"....

اس کے بتانے پر ضاد نے دو کپ کافی لانے کا حکم دیا....

ضاد عام سے انداز میں دوبارہ اپنے کام میں لگ گیا....

خاموشی میں گزرتے لمحات میں اس کی دل کی دھڑکن کبھی کم ہوتی تو کبھی زیادہ ہوتی....

تب ہی ضاد کی باور سی آواز گونجی

"شاخِ آفتاب"

اس نے نا سمجھی سے اپنے بھائی کے چہرے کو دیکھا....

ضاد نے ان الفاظ کو ایک بار پھر دھرایا....

اس کے باوقار خوداعتماد لہجے نے ماحول کو اپنے ہی سحر کے جادو میں قید کیا ہوا تھا....

دوسری طرف وہ ان الفاظ کی تشریح کرنے کی کوشش کر رہا تھا....

ضاد نے اس کے آنکھوں میں الجھن کو سمجھ کر کہا "ہم دونوں بھائی ایک دوسرے کے ہم قدم ہوں گے تو خود کو بلندی پر لے جا سکیں گے اور ہماری روشنی بلکل شاخِ آفتاب

کی طرح لوگوں کی آنکھوں کو خیز کر دے گئی" وہ اپنی عادت کے مطابق ایک جملا مکمل کر کے روکا اور نرم مسکراہٹ سموئے دوبارہ بولا "اگر ہمارے والد سورج کی طرح بادلوں کی اوٹ میں چھپ جائیں تو ہم سب بھی دب جائیں کیونکہ ہم سب شاخیں (شعاعیں) ایک دوسرے سے ہیں ہم سب ایک ہیں"....

اس کو لگا تھا کی ضاد ابھی اسکی غلطی پر ڈانٹے گا کہ دوبارہ وہ اُس کے سامنے سر نہیں اٹھا سکے گا لیکن اس نے اپنے آپ کو کوستے ہوئے سوچا "میں یہ کیونکہ بھول گیا وہ ضاد ہے جس کی آدھی جان مجھ میں ہے"....

وہ سرخ فائل کھول کر پڑھنے لگا اور کچھ لمحوں کے لیے رکا اور بولا "ہم شاخِ آفتاب" ہیں

ہر خاندان شاخِ آفتاب ہوتا ہے کسی کو ختم کرنا ہو تو اس کی شاخوں کو کاٹ دو....

عادت کے مطابق روکا اور ہاتھ میں پکڑے گولڈن پین سے کاغذ پر سائن کرنے لگا....

اس دوران وہ دوبارہ بولا "تمہیں اٹھنا بھی خود ہی پڑھے گا کوشش کرو کوشش سب سے اچھا حل ہے اور"

دروازہ بجا اس نے اور پر جملا ادھرا چھوڑ کر نوک کرتے شخص کو اندر آنے کی اجازت دی....

اجازت ملتے ہی سیکرٹری دو کپ کافی کے میز پر رکھ کر ایک نظر ان دونوں پر ڈالے کر باہر نکل گئی....

اس کے جانے کی چند منٹ بعد ضاد نے سیاہ کپ اٹھا کر لبوں سے لگا یا اور سپ لیا اور دوبارہ کپ میز پر رکھا....

سمیر ویسے ہی خاموشی سے بیٹھا سوچوں کو ترتیب دینے کے جتن کرتا رہا....

ضاد نے اور کے بعد سے آگے کہا" مجھے معلوم ہے تم کر لو گے باقی میں ہو نہ لیکن میرے الفاظ پر ضرور غور کرنا بازاوقات عمل سے زیادہ الفاظ راستہ دیکھا جاتے ہیں....

وہ اب پورے گفتگو میں مسکرایا اور کپ لبوں سے لگا....

ضاد اب اس سے اِدھر اُدھر کی گفتگو کرنے لگا....

::::::::::::::::''''''''''''''''''''''''''''''''''''::::::::::::::::::

وہ سادہ سیاہ شلوار قمیض میں رنگ برنگے پھولوں والا ڈوپٹہ کندھے پر ڈالے بیڈ پر بسکا

مارے بیٹھی تھی سامنے صوفے پر زبور پاؤں اوپر رکھے بالوں کو جوڑے میں قید کیے

نیلے ٹاؤزر پر سرمئی شرٹ پہنے اور نیلا ڈوپٹہ کندھے پر پھیلائے ہوئے تھی....ان

دونوں کے درمیاں لان میں کھولتی کھڑکی تھی اس کے سامنے پڑے کاؤچ پر زریاب

بیٹھا زرہ سے پوچھا رہا تھا...."انکل سنکدر نے کیا دیا اُس خبر کا"....

وہ بھی شام میں ہوئی ملاقات کو الف سے لے کر یہ تک بتانے لگی....

وہ دونوں اس کی باتیں سن کر ہنسنے لگے....

اسی طرح زریاب کے پیچھے کھولتی کھڑکی سے چاندا نہیں پر جوش نگاہوں سے دیکھتا ہوا

مسکرا دیا اور آسمان پر بکھرے ستارے بھی مسکراہٹ سے انہیں دیکھنے لگے....

زریاب سوچ کر بولا فرائز کون کون کھائے گا ابھی....

وہ دونوں ہم آواز بولیں ہم....

زریاب واہ کے انداز میں سر ہلاتا بولا "تو چلو کچن میں اور اٹھ کھڑا ہوا وہ دونوں بھی اٹھ

کھڑی ہوئیں اور تینوں باری باری زینوں کی طرف بڑھے زبور کے ہاتھ میں پہنی رنگ

سیڑھیوں کے گرد لگی ریلنگ سے ٹکرائی تو خاموشی میں آواز گونجی جیسے تالاب میں کسی نے پتھر پھینکا ہوتا ہے....

ان دونوں نے گھور کر اسے دیکھا....

ان کے گھورنے پر وہ منہ کے زاویے بگھاڑتی ہاتھ کو ریلنگ اسے پیچھے کرتی اترنے لگی....

زریاب نے آخری زینہ اتر کر چپل اتار کر ہاتھ میں پکڑی اور قدم اٹھاتا کچن کی اور بڑھا

زرہ اور زبور نے بھی اسی کی طرح چپلوں کو ہاتھ میں لیے کچن کی اور بڑھیں....

زریاب کچن میں داخل ہوا چپل کو دروازے کے پاس رکھا اور لائٹ جلا کر سنک سے ہاتھ دھوئے اور دراز کھولا اور سرخ ٹوکری نکالی اور آلوں کے ریک کی طرف بڑھا گیا....زرہ اندر داخل ہوتے زریاب کی چپل کے برابر میں اپنی چپل رکھی اور سیدھی سنک سے ہاتھ دھوتی کاونٹر کے دراز کھولتی برتن تلاشنے لگی....

ان سب میں وہ چپ چاپ ان کی طرح جوتا رکھتی چلتی ہوئی باراسٹول پر آبیٹھی اور ان دونوں کی کروائی دیکھنے لگی....

زریاب نے سرخ ٹوکری میں اوپر تک آلو بھرے اب سنک کے نل تلے ٹوکری رکھی اور آلوں کو دھو کر سلیب پر پڑی پلیٹ میں رکھ رہا تھا....

زرہ نے چپس کٹر کو درست کیا اور اب چھری سے آلو چھلنے لگی....

زریاب آلو دھو کر جھکا اور کاؤنٹر کے نچلے دراز میں سے کارن فلور کا ڈبہ نکال کر سلیب پر رکھا....

زرہ نے آلو تراش کر اسے آواز دی جو فرج سے کیوب نکال کر اب پلاسٹک کے سفید برتن میں نکال رہا تھا....اس کی آواز سن کر خالی کیوب کو سلیپ پر رکھا چپس کٹر سے آلو کو باریک سے لمبے لمبے کچے چپس کی شکل دینے میں مصروف ہو گیا....

زرہ کڑھائی کو چولہے پر رکھ کر اس میں تیل ڈالے ہلکی آنچ پر چھوڑ کر دوبارہ زریاب تک آئی اور کچے چپس کو اٹھا کر برف والے پانی میں ڈالنے لگی....

زبور ہنستے ہوئے ان کی کاروائی دیکھ رہی تھی تبھی زرہ نے اسے کہا "زبور آلوں پر کارن فلور لگانا"

اس نے بغیر کسی لحاظ کے جواب دیا "نہیں میں کچھ نہیں کر رہی آخر میں تم دونوں نے

مجھ معصوم سے برتن دھلوانے ہیں....نہ میں تو کوئی کام نہیں کرتی ابھی "اس نے انہیں سفید جھنڈی دکھائی پھر چالاکی سے سوچا اور اس نے ہمدردی سموئے کہا" چلو میں مدد کر دیتی ہوں کیا یاد کرو گے کس سخی سے پالا پڑا تھا"....

زرہ کے کچھ کہنے سے پہلے زریاب جو کچی چپس کو کارن فلور میں مکس کر رہا تھا اس نے انکار کیا

"ہمیں معاف کرو نہیں چاہیئے تمہاری مدد بلکہ الٹا تم ہمیں یہ جتا جتا کر مر دو گئی کہ تم نے سارا کام کیا نہ ہم ایسے ہی ٹھیک ہی چڑیل "....

اس نے کندھے اچاکے "میری بلا سے "....

زرہ کارن فلور لگے کچے پیلے آلوں کو کڑھائی میں پکتے گرم تیل میں ڈالا....

اس نے ان دونوں کو کام کرتا دیکھ کر ہاتھ میں پکڑے موبائل میں زریاب کی تصویر لی اور ان کے مشترکہ گروپ میں ڈالی اور نیچے لکھا ہم نے نیا نوکر رکھا ہے اگر گھر کے کام کے لیے چاہی ہو تو فوراً ہم سے رابطہ کریں....آخر میں ہنسے والا ایموجے بھیجا....

زریاب سب آلوں کو تراش کر اب کارن فلور میں ڈال کر رکھ چکا تھا....اور سینک سے

ہاتھ دھو رہا تھا....

زرہ پلیٹ میں ٹیشو پیپر رکھے چھاننی سے فرائی چپس نکال کر پاس پڑی پلیٹ میں ڈالنے لگی....

زبور کے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر میسج ٹون بجی تو ان دونوں نے اسے گھور کر دیکھا ان کے گھورنے پر اس نے فون کو سائیلنٹ پر کیا وہ دونوں بھی اپنے اپنے کاموں کی طرف متوجہ ہو گئے....

اس نے ایک نظر ان کو دیکھا اور دوبارہ اسکرین کو اسکور کیا اور واٹس ایپ پر گروپ میں آیا ریان کا میسج پڑھا اور بامشکل اپنا کھکارو کا....

اُس نے لکھا تھا" نہیں ہم صفائی پسند لوگ ہیں اتنے پھوڑ نوکر نہیں رکھتے" اُس نے تصویر میں نمایا ہوتے زریاب کے سائیڈ پر سلیپ پر گری چیزوں کا حوالہ دیا تھا....

زریاب نے کیچپ اور مائیونیز لا کر سلیپ پر رکھی زبور کے ساتھ پڑے بار اسٹول پر بیٹھ گیا اور پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا اسے کھولے نوٹیفیکیشن چیک کر رہا تھا اس سے دو قدم کے فاصلے پر بیٹھی زبور نے اپنی زبان دانتوں میں دی اور دل میں اپنے آپ سے مخاطب ہوئی" اب مجھے صرف اللہ تعالیٰ آپ ہی بچا سکتے ہیں"....

زرہ اب برنر بند کرتی چپس سے بھری پلیٹ لیے ان کی طرف آئی....

زریاب نے میسج پڑھ کر زبور کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا "تم"....صرف تم کہا اس نے اور تمہیں تو میں دیکھ لوں گا والی نظروں سے دیکھتے ہوئے زرہ سے پوچھا برتن کون دھوئے گا....

زرہ تیسرے بار اسٹول پر بیٹھی پلیٹ میں کیچپ نکالتے بولی "زبور"....

زریاب نے شرارت سے بھرپور مسکراہٹ سے زبور کو چڑایا....

"اب آئے گا مزا" اور سامنے پڑی چپس کی پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گیا....وہ تینوں چپس کو اس طرح کھا رہے تھے اس کے بعد شاید انہیں کبھی ملے ہی نہ دیکھتے ہی دیکھتے صرف دو اسٹک رہ گئی تھیں اس نے زبور کو کہا "زبور یار آج میں کالج سے آتا اسکریم لے کر آیا تھا جاؤ نکال لاؤ"....

اسکریم کے نام پر وہ چپس کو بھولے چہکتے ہوئے فرج تک گئی....

زریاب نے پلیٹ میں پڑے چپس جلدی اچاک لیے....

زرہ اس ساری کاروائی میں چپ بیٹھی زریاب کو گھور رہی تھی....

تبھی زبور نے کھا جانے والی نظروں سے زریاب کو دیکھا اور بولی کہاں ہے اسکریم....

زریاب نے اس کی طرف شرارتی مسکراہٹ اچھالی....

لڑتے جھگڑتے انہوں نے کچن سے کو صاف کیا اب زبور آخری پلیٹ دھو رہی تھی جو پچھلے پانچ منٹ سے آخری ہی دھوے جا رہی تھی وہ جب ایک پلیٹ دھو لیتی زریاب دوسری پر کچھ لگا دیتا اس نے اس طرح چار پانچ بار کیا تھا اس بار تو زبور کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور اس نے نل بند کر کے غصے سے زریاب کو دیکھا اور چپ چاپ کچن سے نکل گئی....

زرہ جو کب سے چپ بیٹھی اس کی کروائی دیکھ رہی تھی....

اس کے پاس آئی اور اس کا کان کھینچ کر بولی "کیوں تنگ کر رہے تھے میری بہن کو"

اس نے منت کرتے کہا "آپی چھوڑ دیں نہ پلیز"....

زریاب اسے آپی صرف تب کہتا تھا جب یا کوئی کام کروانہ ہوتا یہ کوئی بات منوانی ہوتی....

اور اس نے زریاب کا کان چھوڑ دیا اور نل بند کیا اور زریاب نے معصومیت سے کہا

"چلیں اب اس کو بھی منانا ہے چاہے وہ میری چڑیل بہن ہے لیکن منانا تو ہے اسے"

اور فرج کھولا چاکلیٹ تلاشنے لگا جو وہاں تھی ہی نہیں اسے نے زرہ کو افسردہ آواز میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہا" یہاں تو میری چوکلیٹ ہی نہیں ہے"....

وہ ہنس دی اس کی ہنسی نے اسے اس بات کی

یقین دہانی کی وہ زرہ نے لی تھی اور زرہ جلدی سے باہر کو بھاگی کہیں زریاب سوچ کر رہ

گیا اللہ نے مجھے دو بہنیں نہیں دو چڑیلیں عطا کی ہیں اور کچن کی لائیٹ بند کرتا باہر کی

طرف چلا گیا....

ناجانے ان کی مسکراہٹیں کہاں کھونے والیں تھیں

ناجانے وقت کا کھیل ان کو کہاں لے جانے والا تھا

ناجانے کوئی ناجانے

سوائے آدم ذات کے خدا کے....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

:::::::::::::::::::""""""""""""""""""""""""""""::::::::::::::::::

آسمان نے سیاہ چادر اوڑھ لی تھی ہر طرف سناٹا چھایا گیا ایسے میں واپس علی صاحب کے

گھر پر آؤ تو اندر کا ماحول کو روز کی نسبت آج خاموشی نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا

سوائے دو نفوس کے جو سفید چمکتے ننھے موتیوں کے نیچے کھولے آسمان میں چھت پر

چپ کھڑے تھے.... بلکل چپ شاید الفاظ تلاش رہے تھے مل آئیں....

تبھی فاطمہ بولی "آپ کو بھی معلوم مجھے بھی معلوم ہے یہ سب کس کا کام ہے لیکن مجھے صرف اس بات کا جواب چاہیے کہ اگر آمنہ کو کچھ ہو جاتا تو کیا ہوتا اگر وہ بیٹھتی نہ تو اس کا سانس رک جاتا تو میں کیا کرتی "اس کی آنکھوں سے آنسوؤں لڑیوں کے صورت بہنے لگے جو اس نے آج سارا دن روکے رکھے تھے ان میں بولی "آپ بتائیں جو آپ نے آج تک نہیں بتایا وہ بتائیں...."

فیض جو خاموشی سے سب سن رہا تھا اس کی بات کا مفہوم سمجھ کر بولا "میرے دادا غلام بخش کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی وہ اس گاؤں کے بڑے تھے اچھا وقت تھا جو گزرتا گیا پھر ان کے دونوں بیٹے بابا علی بخش اور چاچو کامران بخش بڑے ہوئے گئے دونوں باری باری باہر سے پڑھ کر لوٹ آئے بابا نے بریسٹر بن کے لوٹے اور جاب کرنے لگے چاچو نے سیاست شروع کر دی پھر اس دوران پھوپھو رقیہ کی شادی ہو گئی اور وہ دوسرے شہر چلیں گیں بابا اور ہم اس جگہ میں رہنے لگے دادا اور دادی کا پھوپھو کی شادی کے بات انتقال ہو گیا چاچو اپنی فیملی میں مصروف ہو گئے ابو اپنی پھر میں آگیا بابا کی فیملی میں تب بابا نے گاؤں کے لوگوں اور بچوں کو پڑھانا شروع کر دیا اور چاچو کے ہاں فیاضی آگیا وہ بڑھنے لگا تب بھی ہماری فیملوں کے تعلقات اچھے تھے لیکن خراب تو تب ہوئے

جب چاچو نے الیکشن کے لیے گاؤں والوں کو کہا انہوں نے دینے سے انکار کر دیا کیونکہ اب وہ پڑھنے لگے تھے ان میں شعور آنے لگا تھا اب وہ اپنے حق جانتے تھے اس بات پر چاچو نے بابا سے بات چیت ختم کر دی کہ ان کے پڑھنے کا نتیجہ ہے وہ بغاوت پر اتر آئیں ہیں پھر وقت گزرتا گیا ہم دو بہن بھائی ہو گئے چاچو کی فیملی سے ملنا ختم ہو گیا پھو پھو سے ملتے رہتے پھو پھو کا انتقال ہو گیا ان کے شوہر کا ان سے بہت پہلے ہو گیا تھا پھر بابا پھو پھو کے اکلوتے بیٹے ریاض حیدر کو یہاں لیں آئیں پھر وقت اس سب میں گزرتا گیا ہم بڑے ہوتے گئے چاچو بیمار رہنے لگے پھر ان کی جگہ فیاضی سیاست کرنے لگے وہ چاچو سے کئے زیادہ شاطر اور چالاک تھا اس نے ساتھ اپنا کاروبار شروع کر دیا اس دوران چاچو کی فوت ہو گئے چاچی اور فیاضی اور ان کت ملازمین لال حویلی کی چار دیواری میں رہ گئے....

فیاضی سے میری ملاقات نہ ہونے کے برابر ہوتی جب ہوتی وہ مسکرا کر ملتا.... پھر وقت کی سواری میں میری اور فیاضی دونوں کی شادی ہو گئی ہم سب کی زندگی اپنے اپنے دائرے کے گرد گھومنے لگی سب اپنی اپنی رفتار بڑھنے میں لگے رہے جیسے کبھی کوئی بھی ایک دوسرے کے دائرے میں آیا ہی نہ ہو لیکن ایسا نہیں تھا ہم تو تھے ہی ایک

دائرے میں بس مختلف سمتوں میں دوڑ رہے تھے یاں شاید زندگی کے دائرے میں ہم دونوں ایک دوسرے سے تنگ تھے یا مجھے لگتا تھا

سانس ہموار کیا اور نئے جملے سے آغاز کیا "فیاضی پر ایک کیس فائل ہوا کوئی زمین کے کاغذات کا معاملہ تھا اُس نے بابا سے مدد مانگی بابا نے کیس لڑنے سے انکار کر دیا....

پھر کچھ عرصہ خاموشی سے گزر گیا اور بابا پر ایک کیس بلکل فیاضی کے کیس سے ملتا جلتا کیس تھا اُس کے الزام میں بابا کو پھنسایا گیا جواب اللہ کی مدد, وقت, ذہین اور قابلیت کی وجہ سے ختم ہو گیا....

لیکن یہ صرف ہماری سوچ تھی اس نے ہمیں آہستہ آہستہ توڑنا شروع کیا تاکہ ہمیں ختم کر کے سلطنت برقرار رکھ سکے کیونکہ فیاضی کے مطابق بادشاہ صرف ایک ہوتا ہے

جملے کے اختتام پر اس کے منہ سے ٹھنڈی آہہ نکلی....

نرم سی مسکراہٹ سے کہا "خیر ان سب باتوں کو چھوڑو ہم سب ایک دوسرے کے لیے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ہیں کون کیا کر سکتا ہے یہ کر لیتا وہ تو وقت کا کام ہے وہ دیکھ لے گا....

فاطمہ نے افسوس سے پوچھا "فیاضی بھائی تو آپ کے چاچا ذات بھی تو ہیں نہ رشتہ بھی

ہے نہ ان سے اور آنکھیں اس کی طرف کر دیں....

اس نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا "رشتے تو بیچارے بے قصور ہوتے ہیں قصور تو ہم انسانوں کا ہوتا جو اس رشتے کو بدنام کر دیتے ہیں چاہے رشتہ پھر چاچا کا ہو, پھوپھی کا ہو, ماموں کا ہو, تایا کا ہو, خالہ کا ہو یا موموذات کا یا چاچوذات کا ہو سب پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے کیا سب رشتے ایک سے ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ اُس انسان سے تعلق ختم ہوتا ہے اور وہ رشتہ دم توڑ جاتا ہے"....

اس نے کچھ لمحوں بات فاطمہ کو بولا "اب اندر چلتے ہیں رات گہری ہو گئی ہے"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور سڑھیں کی اور بڑھی وہ بھی اس کے پیچھے چلنے لگا....

دونوں جا چکے تھے ستاروں کی بارات نے انہیں فکر مندی سے دیکھا....

:::::::::::::::""""""""""""""""""":::::::::::::::

ڈائینگ ٹیبل کے گرد وہ پانچوں نموس بیٹھے کھانا کھا رہے تھے ہارون صاحب سربراہی کرسی پر بیٹھے تھے ایک طرف ان کے اجالا بیگم بیٹھی تھیں اور ان برابر والی کرسی پر زریاب بیٹھا تھا دوسری طرف زرہ بیٹھی تھی اور اس کے ساتھ والی کرسی پر زبور بیٹھی

تھی....

ہارون صاحب نے کہا" عثمان کا فون آیا تھا"

ان کے نام لینے پر وہ تینوں کھانا چھوڑے ان کی طرف دیکھنے لگے البتہ اجالا بیگم ویسے ہی کھانا کھانے میں مشغول رہیں....

انہوں نے بات جاری کی" وہ لوگ نہیں آ سکتے اس بار چھٹیوں میں تو وہ آپ تینوں کو وہ وہاں بلانا چاہتا ہے"....

وہ تینوں اب ان کی اگلی بات کو سننے کو بے تاب تھے....

اور زبور جوش سے بولی" ہمیں عثمان چاچو بلا رہے ہیں چاچو بلا رہے ہیں مطلب اب ہم سعودیہ جائیں گے میں جہاز میں بیٹھوں گئی وہاں مزہ آئے گا"....زریاب اور زرہ کے چہرے زبور کی طرح جوش سے دمک رہے تھے لیکن ان دونوں کے حصے کا بھی زبور بول رہی تھی....

ہارون صاحب نے مسکراہٹ دباتے سنجیدہ انداز میں کہا" لیکن میں نے عثمان کو منا کر دیا کہ وہ تو سارا دن ہسپتال میں ہو گا اور از کا بھی اس کے ساتھ ہی ہو گئی تحریم سکول

جائے گئی تو وہ تینوں آ کر کیا کریں گی اس لیے وہ لوگ آ جائیں چھٹیوں میں اور آپ تینوں کی کلاسس چل رہی ہیں بہت نقصان ہو جائے گا"....

وہ تینوں جو پُر جوش چہروں سے دیکھ رہے تھے ہارون صاحب کے آخری جملے پر ان تینوں کے چہروں پر افسردگی چاہ گئی....

انہوں نے ایک نظر ان تینوں کو دیکھا....

اجالا بیگم جو اس پوری کاروائی میں خاموش تماشائی بنی ہوئی تھیں بولیں" بات یہ ہے کہ عثمان نے پوچھا تو ہم نے ان کو ہاں کر دی ہے کہ آپ تینوں ان کے پاس اس نومبر میں چلے جاؤ دسمبر میں ویسے ہی آپ تینوں کی چھٹیاں ہیں اور دسمبر کی لاسٹ تک آ جانا واپس"....

ان تینوں کے چہروں پر جاندار مسکراہٹ بکھیر گئی....

ہارون صاحب نے مسکرا دیے اور خفا لہجے میں اجالا بیگم کو کہا" مجھے ان کو تھوڑا تنگ تو کرنے دیتی"....

زریاب اور زبور نے ایک ساتھ نعرہ لگایا" یاہورے"....

باقی کے کھانے کے دوران وہ پانچوں نفوس میں جانے کے موضوع پر باتیں چلتی رہیں....

زبور کہا رہی تھی "میں لیٹا شوز لینے ہیں میں نے بیگ لینا ہے"....

زرہ بولی "عبایہ نہیں لینا کیا"....

ان سب میں انہوں نے کھانا کھایا اب وہ تینوں برتن اٹھا رہے تھے....

ایسا نہیں تھا کہ وہ تینوں پڑھتے تھے یا باہر کے الٹے سیدھے کام کرتے تھے نہیں وہ گھر کے کام بھی کرتے تھے....

وہ وہاں سے فارغ ہو کر کمرے میں آئی....

اور موبائل دیکھا جہاں ان کے جانے کی خبر زبور نے مرچ مصالحہ لگا کر سنائی تھی کہ ہم تینوں جا رہے ہیں عثمان چاچو کے پاس سعودیہ اور ریان کا جواب تھا "انسان کو خیالی پلاؤ کم بنانا چاہیے بلکہ فنرکل پلاؤ بنا کر دوسروں کو بھی کھلانا چاہیے"....

زرہ ان کے مسیج پڑھتی بالکنی میں پڑے جھولے پر آ بیٹھی....

وفا کا میسج پڑھنے لگی "یہ خیالی پلاؤ نہیں بنا رہے بلکہ دن میں تارے دیکھ رہے ہیں"....

وفا کی بات کو زریاب نے رد کیا تھا" وفا باجی رات ہی ہے اس میں تارے ہی نظر آتے ہیں اور چڑانے والا ایموجی بھیجا ہوا تھا"....

اس کے بعد ریان کا میسج تھا" تم تینوں اکیلے جاؤ کون سی کتاب میں لکھا میں بھی جا رہا ہوں"....

وہ مسیج پڑھتی مسکرا دی....

اور بھی بہت سے میسج تھے وہ پڑھتی جب تک میسج موصول ہوا" کوئی میل آئی تھی وہ جلدی اٹھی موبائل بند کیا اسٹڈی ٹیبل تک آئی اور لیپ ٹاپ لیے بیڈ پر آ بیٹھی....

کیبوڈ پر تیز تیز ہاتھ چلاتی میل کھولنے لگی سامنے ریان کی میل چمک رہی تھی اس نے کلیک کیا اور وہ کھولتی گئی تبھی اس نے ایک نظر موبائل پر درج دن پر ڈالی جہاں پیر لکھا تھا اس نے دوبارہ لیپ ٹاپ دیکھا اور میل پڑھنے لگے لیپ ٹاپ کی روشن اسکرین پر حروف واضح تھے

نام؛ ضمیر رسول

والد؛ رسول علی

پیشہ؛ پروفیسر

نیشنلٹی؛ پاکستانی

اس طرح انگریزی میں کئی اور سطور لکھیں جن میں تنخواہ وغیرہ تھی وہ پڑھتی مایوس ہو گئی تھی اسے بلکل امید نہیں تھی ریان اسے اس طرح کی میل کرے گا اسے پکا یقین تھا جیسا ضمیر دکھتا ہے ویسا ہے نہیں....

وہ بند کرنے ہی لگی تھی کہ اس کی نظر ایک لفظ پر آر کی جوئننگ تاریخ؛ 6 ستمبر 2017 اس کے ذہین کی اسکرین پر ابھرا صرف ان کو اس یونی میں ایک سال ہوا ہے اور اس سے پہلے کہاں تھے کیا کرتے تھے اس میں ہی ان کی ان دیکھی شخصیات کا راز چپا ہے....

وہ لیپ ٹاپ بند کرتی لیپ ٹاپ کو اس کی جگہ پر رکھتی واش روم چلے گئی....

:::::::::::::::::::''''''''''''''''''''''''''''''''''''::::::::::::::::::

ضمیر سفید شرٹ کے اوپر سرمئی پینٹ کوٹ میں وہ بالوں کو سیٹ کیے سنجیدہ شہد رنگ آنکھوں سے سامان اٹھا کر کلاس سے چلا گیا....

اس کے جاتے وہ تینوں بھی اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں اور وفا نے دعا کے اسٹائل میں چہرے پر ہاتھ پھیرا شکر اللہ اب کوئی کلاس نہیں ہے وہ دونوں مسکرا کر رہ گئیں اور وہ

تینوں اپنے بیگ پہنتی کلاس سے نکلتی چلے گئیں....

کلاس سے باہر نکال کر اس نے بیگ سے فون نکالا اور دانیال کا نمبر ملایا اور فون کان کو لگایا بیل جارہی تھی اور ساتھ ان کے چلتے باتیں کرنے لگی اور اس طرح راہداری میں چلتی رہیں تبھی دانیال نے فون اٹھالیا اور سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا

"دانی مجھے دس منٹ میں کنٹین پر ملو میں انتظار کررہی ہوں"....

اس نے جواب میں کہا "زر بات یہ ہے کہ میں تم سے آدھے گھنٹے میں ملتا ہوں اور فون کروں گا تم اور وفا آجانا کینٹن لیکن اپنی نئ دوست کو نہ لانا مجھے اچھا نہیں لگتا تم میرے ماموں کی بیٹی اور وفا میرے چاچو کی بیٹی ہے لیکن دانیا کا کوئی رشتہ نہیں اچھا نہیں لگتا اس نے بات مکمل کرکے الوادع کہہ کر فون بند کردیا"....

اس نے فون بیگ میں رکھا اور ساتھ چلتی دانیا کو دیکھا جس نے زیتونی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور اسی رنگ کی چادر اپنے گرد پھیلا کر لے رکھی تھی اور وہ سنجیدہ نظر آرہی تھی ....وفا سرخ رنگ کی شلوار قمیض میں گلے میں پستہ رنگ کا مفلر لیے ہوئے تھی اس نے زرہ کی طرف ایک نظر ڈالی اور دوبارہ دانیا کو دیکھا....

اس نے سفید فراک نیلی جینز کے اوپر اور نیلے رنگ کا اسٹولر سر پر لے رکھا تھا جس کے

دونوں پلو آگئے کو نکال رکھے تھے کاجل سے لبریز ہیزل آنکھوں میں فکر مندی لیے

دانیا کو واضح دینے کے لیے لب کھولے پھر بند کر دیں اور خاموشی سے چلنے لگی....

بازاوقات کچھ دیر کی خاموشی الفاظ سے زیادہ اثرانداز ہوتی ہے....

کنٹین میں داخل ہوئیں اپنی میز کی طرف بڑھ گئیں وفا ان کو چھوڑے کاؤنٹر کی طرف

چلے گئی....

کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد زرہ بولی "دانیا بات یہ ہے کہ دانیال ریان سے بلکل مختلف

ہے وہ ہر کسی سے جلدی فری نہیں ہوتا خاص طور پر لڑکیوں سے میں اور وفا اس کی کزنز

ہیں"....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانیا جو خاموشی سے سن رہی تھی بولی "مجھے لگا تھا تم لوگ تو دوست ہو صرف"

زرہ نے مسکرا کر اس کی بات کو درست کیا "نہیں میرے بابا کے دو بھائی اور ایک بہن

ہے سب سے بڑی رقیہ پھوپھو دانیال کی امی اس کے بعد حیدر بابا ریان کے بابا پھر

میرے بابا اور ان سب سے چھوٹے سلمان چاچو جو سعودیہ میں ہوتے ہیں"....

دانیا نے کہا "اس کا مطلب ہے تم تینوں کزنز ہو لیکن وفا تو تمھاری کزن نہیں ہے"....

جب تک وفا آئی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی اور اس نے کہا "دانیال میرے تایا کا بیٹا ہے

میرے باباوالے صرف دو بھائی ہیں میری پھوپھو نہیں اور ایک خالہ ہیں جن کی شادی زر کے سلمان چاچو سے ہوئی ہے....

دانیا نے اس کے بات کے آخر میں کہا"او مطلب تم سب کے رشتے آپس میں ہی مکس ہیں مجھے تو لگ رہا ہے جیسے مکڑی کا جال ہو"....

زرہ نے اس کی بات پر مسکرا کر کہا"اتنا ہی نہیں ریان کی ماما میری خالہ بھی ہیں مطلب میری ماما کی بہن ہیں"....

وفا نے ہنس کر کہا یار ابھی ہماری اور بھی رشتے داری ہے بس اس بات کو چھوڑ ہی دو اور تم بھی پنجابی ہو کبھی اپنی امی کو ہمارے ہاں لیے کر آنا دیکھنا کیسے رشتے داری نکلا آتی ہے....

دانیا اس کی بات پر پھیکا سہ مسکرا دی.....

ناجانے اس کی مسکراہٹ میں کیا تھا....

نہ جانے کیا غم تھا تھا....

نہ جانے کیا داستان تھی....

نہ جانے کوئی نا جانے....

تب ہی زرہ کا فون بجا اس نے کال سنی اور فون بند کر کے وفا کو کہا "یار تم دانیا کے ساتھ رو کو باہر دانیال اور ریان ہیں میں آتی ہوں"....

وفا نے جواب میں کہا "ٹھیک ہے"

زرہ وہاں سے نکل کر دومنٹ میں موجود جگہ پر آئی وہاں دانیال اور ریان دونوں فارمل ڈریسنگ میں گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے انتظار کر رہے تھے اور ریان نے چکن رول کا آخری پیس منہ میں ڈالا اور سفید کاغذ کی گیند بنا کر کوڑے دان میں پھینکی....

اس نے ان کے پاس پہنچ کر باآواز بلند سلام کیا....

جواباً ان دونوں یک آواز میں جواب دیا اور ریان نے پوچھا "ان دونوں کو لے نہیں آئی"....

اس نے فٹ سے کہا "ہم کام سے جا رہے ہیں پکنک پر نہیں جا رہے"....

ریان نے خفا نظروں سے اسے دیکھا اور آخر میں اس کے چہرہ یہ بات واضح کر رہا تھا دیکھ لوں گا میں تمہیں؟....

اس نے الفاظ کے ذریعے کہا "شوق سے دیکھنا"

دانیال نے ہارن بجایا....

تو وہ گاڑی میں پچھلی سیٹ پر آ بیٹھی

اور ریان بھی آگے بیٹھ گیا....

دانیال نے گاڑی آگے بڑھادی کچھ دور آکر گاڑی روکی اور تینوں نکل کر سرخ بلڈنگ میں داخل ہوئے اور اس نے سوچا "کیا وہ یہاں جو حاصل کرنے آئی ہے کر سکے گئی کیا وہ ضمیر نامہ حل کر سکے گئی"....

کیا ہے اس ایک سال میں وہ تاریخ کا راز جان سکے گئی....

بس اس کا ذہین بے شمار سوچوں میں الجھا ہوا تھا ان ساری سوچوں سے لڑتی وہ آگے بڑھی اور دانیال کے اشارہ کرنے پر وہ لمبی سی راہداری میں ان دونوں کے ساتھ چلتی راہداری کے کونے میں بنے آخری کمرے کے سامنے آکھڑے ہوئے اور دانیال بھورا دروازہ کھولتا اندر بڑھا اور ریان بھی اس کے ساتھ داخل ہوا اور اس کو بھی اندر آنے کا کہا....

اس نے اندر کی اور قدم بڑھائے....

اس نے اندر آکر اطراف کا جائزہ لیا کمرے کی چاروں دیواروں پر خانے بنے تھے جن

میں بے شمار فائیلز ترتیب اور بے ترتیب سی پڑیں تھیں....

وہ تینوں تین الگ ریکس کی تلاشی لینے لگے....ابھی انہیں دس منٹ ہی ہوئے تھے

تلاشتے ہوئے تبھی ریان نے اس کو آواز دی یہ دیکھو کیا ملا....

ان دونوں نے اسے سرے سے نظر انداز کیا اور کام میں لگے رہے....

(کیوں کے ریان نے یہ حرکت تین سے چار بار کی تھی اور پہلی دو بارہ تو وہ واقعی گئے

بھی تھے....)

ریان نے جب دیکھا انہوں نے توجہ نہیں دی تو اس نے زرہ کو آکر فائل پکڑی....

اس نے ریان کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی فائل کھولی اور پڑھنے لگے جیسے

جیسے وہ پڑھ رہی تھی اس کے چہرے کی رنگت بدل رہی تھی اس نے نظریں پیج پر

جمائے دانیال کو آواز دی....

وہ اس کی آواز سن کر اس طرف آیا اور کھوجتی نظروں سے پوچھا کیا....

اس نے لب کھولے....

::::::::::::''''''''''''''''''''''''''''''''''''''::::::::::::::::

اصفر رنگ

****

پنچھی ہیں....

اڑ جائیں گے ہم....

گھومے گے جہاں....

چھولیں گے آسماں....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پنچھی ہیں ....

اڑ جائیں گے ہم....

گھومے گے جہاں....

چھولیں گے آسماں....

دشمن ہیں ہمارے....

چکھا کے مزاہ....

اڑ جائیں گے ہم....

****

ایمان ایمان....اسے اپنے نام کی پکار کہیں دور سے سنائی دے رہی تھے وہ ویسے ہی لحاف اوڑھے لیٹی رہی....تبھی کسی نے لحاف کھینچی تھی....لیکن وہ ویسے ہی آنکھیں موندے لیٹی رہی....

اس نے اس بار اپنے نام کی پکار کے ساتھ کیسی کو پیار سے سر میں ہاتھ پھیرتے محسوس کیا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی....

تبھی اس نے مدھم آواز میں کہتے سنا" اٹھ جاؤ میری جان اس وقت اللہ تعالیٰ تمھیں سجدے میں دیکھنا چاہتے ہیں اٹھ جاؤ بیٹی...."

اس نے آنکھیں پوری کھول دیں اور ان ہیزل آنکھوں سے درینہ بیگم کی طرف دیکھا

جو نرم مسکراہٹ سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں....

اس نے تکیے سے سر اٹھا کر اُن کی گود میں رکھ دیا اور دوبارہ آنکھیں موند لیں....

انہوں نے مسکراتے ہوئے باہر کو کھولتی کھڑکی کو دیکھا جہاں ہر طرف نیلاہٹ پھیلی ہوئی تھی....دوبارہ اسے پکارا "میری بیٹی وقت نکل گیا تو سجدے میں جھک نہیں سکو گئی...."

اس نے سوچا کچھ الفاظ ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر تو الفاظ ہی ہوتے ہیں لیکن وہ انسان کو آئینہ دکھادیتے ہیں....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے اٹھ کر بیٹھتے گردن ٹھہری کی اور درینہ بیگم کو دیکھ کر مسکرادی ویسے نیم سستی سے پلنگ سے اترتی جوتے پہنتی واشروم چلے گئی....

کچھ دیر میں ہلکے نم بازوں جو کہنیوں تک موڑے ہوئے تھے انہیں سیدھا کرتی لکڑی کی الماری کی اور آئی اسے کھول کر سیاہ چادر نکالی, اپنے گرد لپیٹ کر جائے نماز بیچھا کر نماز ادا کرنے لگی....

وہ سکون سے رکوع میں جاتی اور اسی طرح جھکی رہتی پھر سجدے میں بھی اسی طرح جاتی کے کافی دیر پڑی رہتی کبھی دوسری رکعت میں رفتار تیز کرلیتی پھر اگلے ہی لمحے

مدھم کر لیتی.....

درینہ بیگم جو اس کے بستر کو درست ترتیب دے رہی تھیں اس کی مشقت دیکھ کر مسکرا دیں....

کچھ دیر بعد وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو انہوں نے نرمی سے کہا "بیٹی آج آپ کا امتحان کا نتیجہ آنا ہے نہ...."

اس نے فرمانبرداری سے سر ہلا کر تصدیق کی....

وہ اسے ہدایت دیتی کے ناشتہ آ کر کر لینا سونا نہیں اور باہر چلے گئیں....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ان کے جاتے ہی وہ قرآن پاک لیے پلنگ پر آگئی اور پڑھنے لگی....کچھ دیر وہ تلاوت کرتی رہی اور پھر باہر آگئی....اس نے دیکھا سب اپنے کاموں مصروف تھے....وہ خاموشی سے چلتی ہوئی کچن تک آئی جہاں درینہ بیگم توے پر پکتے پراٹھا پر آئل لگا رہی تھیں وہ آئی اور ریک سے پلیٹ اٹھائی گرم گرم پراٹھا اور چائے کا مگ لیے باہر میز پر آگئی اور کھانے لگی....

کچھ دیر میں فیض آیا اور بولا "رزلٹ آج آرہا ہے نہ...."

"جی بھائی" وہ جواب دے کر دوبارہ ناشتہ کرنے لگی....

ناشتہ کیااور برتن لیے کچن میں آ گئی....

اس کو برتن رکھتے دیکھ کر درینہ بیگم بولیں "بیٹی برتن دھودو فاطمہ کو سینٹر میں کام ہے...."

"ایک توسب کو کام ہوتا سوائے میرے "وہ بڑبڑاہ کر رہ گئی....

تبھی فاطمہ اندر داخل ہوئی نیلے سوٹ میں سر پر اسکارف اوڑھے مسکرا کر بولی "اچھا امی میں چلتی ہوں...."

انہوں نے دعا دی "جاؤ بیٹی اللہ کامیاب کرے...."

وہ جانے ہی لگی تھی اس کو دیکھ کر رو کی اور پوچھا "تمہارا آج رزلٹ آ رہا ہے نہ...."

اس نے پلیٹ کو صابن لگاتے رک کر کہا "جی...."

"اللہ بہتر کریں گے "اور فاطمہ جواب دے کر چلے گئی....

فاطمہ کے جاتے اس نے بیزارت سے سوچا "ایک توسب کو کیا مسئلہ ہے ہر کوئی بس آج یہی سوال پوچھے جارہا اس کی جگہ یہ پوچھ لے میں کیسی ہوں....

ایمان....ایمان....ایمان اس نے تیسری آواز پر جواب دیا "جی امی "

انہوں نے کہا "میری بیٹی کوئی ہو گا تو پوچھے گا نہ اگر نہ ہو تو کوئی نہیں پوچھتا...."

اس نے اپنے آپ کو ملامت کیا کہ وہ آج پھر اپنی سوچوں کو زبان دے گئی....

وہ گھر کے کاموں سے فارغ ہو کر اب پچھلے آدھے گھنٹے سے گیٹ کے چکر کاٹ رہی تھی کبھی ادھر جاتی تو کبھی اُدھر تبھی دروازہ بجا....اس نے لپک کر دروازہ کھولا لیکن سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کا سارا جوش ماند پڑ گیا اور پھیکا سہ مسکرائی اور کہا

"بھابھی آپ...."

فاطمہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے جواب دیا اس وقت تو میں ہی آتی ہوں لیکن تمہیں آج کسی اور کا انتظار ہے "اور مسکراہٹ دبائی....

اس نے لبوں پر زبان پھیری "بھابھی لیکن ابھی تو دو نہیں بج رہے بھائی کے آنے کا وقت نہیں ہے کیا...."

اس کے سوالیا انداز پر فاطمہ کھل کر مسکرادی اور تصدیق کی "نہیں گڑیا ابھی دو نہیں بجے اور آگے بڑھ گئی...."

وہ خجل سے ہو گئی اور اس کے پیچھے ہی چلی آئی....

میر بھاگتا ہوا آیا اور فاطمہ سے لپٹ گیا ساتھ اسے صبح سے اب تک کے قصے سنانے لگا وہ

ان سب کو چھوڑے اوپر کمرے میں آئی اور ایسے لیٹ گئی نا جانے انتظار کے کون سے لمحے اس کی آنکھ لگی تو وہ نیند کی وادیوں میں اترتی چلے گئی....اس کو سوئے گھنٹا ہی گزرا ہو گا کہ وہ اچانک ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اس کے چہرے پر پسینے کے ننھے قطرے نمایا تھے سانس ہموار کرتی پیروں میں چپل گھسائے اور واشروم چلے گئی....

تقریباً دس منٹ بعد وہ زینے اترتی نیچے چلی آئی....

وہ سب بیٹھے کھانا کھا رہے تھے, وہ بھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels Afsanay Articles Books Poetry Interviews

اس کے بیٹھنے سے سب نے سر اٹھا کر دیکھا فیض نے بھی دیکھا اور منہ درینہ بیگم کی طرف کر کے اطلاع دی "امی کل ریاض آ رہا ہے"

اس کے بتانے پر انہوں نے مسکرا کر کہا "ماشاءاللہ "....

جہاں سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیلی تھی....

وہاں وہ بدمزاہ ہوئی تھی اس نے دل میں سوچا" مجھے رزلٹ سننے کی جلدی اور بھائی اس کے علاوہ خبریں دیے جا رہے ہیں"آخر میں اس کے منہ کے زاویے بدلے....

سب نے پر سکون سے کھانا کھایا اور وہ فاطمہ کے ساتھ برتن اٹھاوانے لگی جب وہ گندی پلیٹیں اور گلاس سنک پر رکھے تو پیچھے سے فاطمہ کی آواز سنائی دی" جاؤ تم اپنے بھائی سے پوچھ لو میں باقی کا کام کر لوں گئی"اس کے کہنے پر وہ باہر نکل آئی اور ایک نظر چاروں اور دیکھا شاید کہیں بھائی ہوں لیکن وہ ان کو نہ پا کر زینے چڑھتی اوپر آئی اور اوپر بنے دو کمروں میں سے ایک پر دستک دی....اندر سے آواز ابھری"آجائیں"....

وہ لوک گھماتی اندر چلی آئی....

سامنے پلنگ سے وہ ٹیک لگائے بیٹھا میر سے باتیں کر رہا تھا اسے دیکھ سیدھا ہو گیا....

میر اسے دیکھا کر مسکرا دیا.....

وہ چلتے پلنگ تک آئی اور کنارے پر بیٹھ گئی....

فیض نے بھی ٹانگے فولڈ کر لی....

اس کا دل ہولے ہولے پتے کی مانند لرز رہا تھا لیکن لب کھولے ہی لیے "بھائی کیا رزلٹ آیا"؟؟....

فیض نے سنجیدگی سے کہا "میری پیاری بیٹی"

اس کا دل زور سے دھڑکا....

فیض کچھ کہہ رہا تھا اس نے سنبھل کر دھیان اس طرف کیا....

وہ بول رہا تھا "کوئی بات نہیں میری بہنا اس سال نہیں ہوا تو اگلے سال.... فیض کا جملا مکمل نہیں ہوا تھا کہ اس کے آنسو ٹپ ٹپ آنکھوں سے رفتار کے ساتھ گرنے لگے....

میر نے پریشانی سے اس کے آنسو صاف کیے اور فیض کی طرف دیکھا جو ایمان کو دیکھ رہا تھا اسے متوجہ نہ پا کر میر پریشان سہ منہ لٹکائے بیٹھ گیا....

فیض نے جملا افسوس سے سر ہلایا اور جملا پورا کیا "ایمان تمہیں اگلے سال دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کہ تم...."

اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا گالوں پر ایسے ہی آنسو بہہ رہے تھے....

کیونکہ کہ تم پاس ہو گئی ہو....

اس نے خفا مسکراہٹ کے ساتھ فیض کو دیکھا اور ایک آنسو دوبارہ اس کی گال پر بہہ گیا

اس بار اس نے پونچھ کر مصنوئی غصے سے کہا "بھائی اب میں آپ سے بات نہیں کروں گی" اور اٹھ کر چلے گئی....

اس کے جاتے میر نے پوچھا "بابا پھوپھو غصہ ہو کے چلے گیں نہ آپ سے بہت بری بات" اور آخر میں منہ بنایا....

فیض اسے دیکھ کر ہنس دیا اور نیم دراز ہوتے بولا "بابا منالیں گے پھوپھو کو...."

میر مسکرادیا....

دوسری طرف وہ سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے نیچے آئی اور تیز سانسوں کے درمیان سب کو آواز لگاتے بولی ابوامی میں پاس ہو گئی....

اور مسکراتے ہوئے ہال میں پڑی چارپائی پر بیٹھ گئی....

جب تک فاطمہ کچن سے نکل کر آئی اور اسے گلے لگا یا مبارکباد دی اور درینہ بیگم نے آ

کر گلے لگایا اور ماتھا چوما اللہ تمہیں اور کامیاب کرے آمین اور اسے کہا بیٹی اللہ نے تمہیں اتنی بڑی کامیابی سے نوازا ہے جاؤ اس کا شکرادا کر لو....

اس نے مسکرا کر بھری آنکھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلا یا اور دوڑتی ہوئی اوپر آ گئی کمرا کا دروازہ کھولتی واش چلے گئی اور نفل ادا کیے اور بیڈ پر آ کر بیٹھی ہی تھی کہ....

دروازہ بجا....دروازے کی آواز پر اس نے اندر آنے کی اجازت دی....

فاطمہ چلتے ہوئے آئی اور پلنگ پر ہی بیٹھ گئی....

اس نے ہلکی سے مسکراہٹ سے پوچھا"جی بھابھی...."

فاطمہ سوچ کر بولی وہ نہ....میں نہ...."

اس نے الجھے سے لہجے میں کہا"بھابھی مجھے آپ کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی....

فاطمہ نے لبوں پر زبان پھیری اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے اوپر رکھا"ریاض بھائی آ رہے ہیں....

اس کے نام پر وہ پھر بدمزاح ہوئی اور حیرت سے کہا"جی...."

فاطمہ نے اس کا ہاتھ اب کی بار دونوں ہاتھوں میں لے لیا"اس بار ہم ریاض کی شادی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کر دیں گے...."

یہ تو بہت اچھی بات ہے اور وہ کھل کر مسکرا دی....

"لیکن تم پوچھو گی نہیں کس سے ہے" فاطمہ نے اس کے چہرے پر کچھ کھوجنا چاہا لیکن وہاں سوائے اطمینان و سکون کے کچھ نہ تھا....

جی یقیناً ان کی کسی کولیگ یا سہیلی سے ہو رہی ہوں گی اس نے سر سری انداز میں جواب دیا....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Poems|Poetry|Interviews

فاطمہ نے نفی میں سر ہلایا "نہیں اس کی ایک ایسی لڑکی سے ہو رہی ہے جیسے ہم سب جانتے ہیں....

ان کا جواب سن کر اس نے عجیب سے زاویئے بنائے "میری بلا سے کسی سے بھی ہو بس ہو رہی ہے اچھی بات ہے آخر کار ہمارے گھر میں کوئی فنکشن ہو رہا ہے...."

فاطمہ نے سر نفی میں ہلایا اور پیار سے کہا اگر بھائی شادی ہمارے گھر کی رونق سے کرنا چاہیں تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے....

اس نے بغیر سوچے سمجھے کہا مجھے کیوں ہو گا بھلا اعتراض۔۔۔؟ اور جیسے پھر اس کے

دماغ میں کچھ کلیک سہ ہوا۔۔۔۔اور بولی "ہیں کون....

فاطمہ نے تھوڑا سوچا اور کہا جو میرے سامنے بیٹھی ہے....

اس نے سمجھ کر اثبات میں سر ہلا دیا لیکن یک دم کچھ یاد ایک خیال اس کے ذہین کی اسکرین پر ابھرا "جی آپ نے کیا کہا...."

فاطمہ نے مسکرا کر کہا تمہارے لیے رشتہ آیا ہے....

اس بار اس کے چہرے کا رنگ زرد ہوا اور اس کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا ٹوٹنے کی آواز باہر تک آتی لیکن پہلے ہی مدھم ہو کر دم توڑ گئی....

فاطمہ نے اس کے چہرے کا اڑا رنگ دیکھ کر محبت سے تسلی دی "تم یہ بہت اچھے سے جانتی ہو تمہارے ایک دو رشتے اور بھی آئے ہوئے ہیں اور اب یہ آیا, یہ پورا تمہارا فیصلہ ہو گا ہم کچھ نہیں کہتے بلکل بھی نہیں اور سانس لیا دوبارہ بولی "ہم کسی بھی رشتے میں کیا دیکھتے ہیں یہی کہ وہ پیسے والا ہو, اچھا گھر ہوا, طاقت وار ہو اور محبت و عزت کرتا ہو لیکن میں بتاؤں ہم سب سے پہلے دیکھتے ہیں کہ وہ عزت دار ہو اور دوسروں کی بھی عزت کرتا ہو اور اس میں یہ خوبی ہی سب سے اچھی ہے....

اس نے کچھ نہیں کہا بس سنجیدہ چہرے کے ساتھ بیٹھی رہی....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فاطمہ نے اٹھ کر اسے گلے لگایا اور کمرے سے چلی گئی....

اس کو جاتا دیکھ کر سوچا "یہ خود تو اب چلتی بنی ہیں اور میرے پر بجلیں گرا گئیں ہیں" اور ٹھک سے دروازہ بند ہوا اُس کے نکلتے ہی وہ اُس ناچاہتے شخص کو قتل کرنے کا فریضہ اپنے سر لیے لیٹ گئی...."

****

وہ گردن نیچے کیے بیٹھی تھی اور اس کے بلکل پیچھے اجالا بیگم کرسی پر بیٹھی اس کے سر پر تیل ڈالتے سر میں مالش کر رہی تھیں اور ساتھ ساتھ تنقدی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں "میں کہتی ہوں نہ کہ تیل لگالیا کرو تبھی یہ حال ہے آدھے سے زیادہ بال جھڑ گئے ہیں "اور آخر میں وہی پرانا سالوں سے کہا جانے والا جملاد ھرایا "اور اگر اگلی مرتبہ میں نے ایسے ہی دیکھا نہ تو گنجا کر دینا ہے"....

وہ جو کب سے ہنس کر ان کی ڈانٹ سن رہی ان کی آخری بات پر چہرے کا زاویہ ترچھا کیا....

تبھی وفا قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی اور اس نے جھجکتے ہوئے ان کو سلام کیا....

ان دونوں نے بیک وقت سر اٹھا کر دیکھا اور دونوں نے متضاد انداز میں خوش آمدید کہا جہاں اجالا بیگم مسکرائیں تھیں وہیں زرہ نے گندا چہرہ بنایا تھا....

وفا بیڈ پر آ بیٹھی اس کو دیکھ کر اجالا بیگم اس کی اور کلاس لینے لگیں دیکھ وفا بیٹا تمہارے بال کتنے اچھے ہیں تم اپنے بالوں کا خیال تو رکھتی ہو ایک یہ میری پھوڑ اولاد جسے کھیل مستی کے علاوہ کوئی کام نہیں آتا اور ساتھ تیل والی بوتل اٹھائی اٹھ گئیں اور باہر کو چل دیں....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کے باہر نکلتے وہ بھی اٹھ کر شیشے کے سامنے آئی اور بالوں کو گول گول جوڑے میں باندھ کر مڑی تو وفا کو اپنے طرف گھورتے پایا....

اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا جو نیم کھولا تھا اور اس کے ساتھ بیڈ پر آ بیٹھی....

اس کو بیٹھتا دیکھ کر وفا اس کی طرف مڑی اور آبرو اچاک کر پوچھا "یہ کل تم نے اور ان دونوں الوں نے ڈرامہ کیا تھا مطلب حد ہے میں تم لوگوں کی کچھ لگتی ہی نہیں ہوں ؟؟؟ تبھی تو جب آج میں نے پوچھنے کی کوشش کی تو تم نے مجھے نہیں بتایا"(اُس نے مجھے پر زور دیے کر کہا)"میں تمہاری تب کی دوست ہوں جب تمہیں عقل بھی نہیں

تھی اس لحاظ سے بندہ کوئی یہ ہی بول دیتا چلو کوئی نہیں میں بہن نہیں, کزن نہیں, دوست ہی سمجھ کر بتادوں لیکن...."

اس نے درمیان میں ہی ٹوکا "یار وفا اب اتنا ڈرامہ نہ کرو بتا رہی ہوں "ہتھیار ڈالنے والے انداز میں اس نے سانس ہوا کے سپرد کیا اور بتانے لگی جیسے وہ بتانے لگی اس کے خیالات گزرے ہوئے کل میں بدلنے لگے اس کی آنکھوں کے سامنے پڑی تمام چیزیں گزرے لمحات میں بدلنے لگیں کمرے کا دروازہ کتابوں کے شلف میں بدل گیا اسٹڈی ٹیبل بھی کتابوں کے شلف میں تبدیل ہو گیا اسی طرح آئینہ, الماری یہاں تک بیڈ بھی پرانی مٹی کی گرد میں لپٹی فائلوں کا امبار جو کتابوں کی شلف میں پڑا تھا اس میں بدل گیا اور اس نے اپنے آپ کو اس نیم روشن کمرے میں کھڑا پایا اس کے ایک طرف ریان کھڑا سنجیدہ نظروں سے اس کے ہاتھ میں پکڑی فائل کو دیکھ رہا تھا اور دوسرے طرف سے دانیال چلتا ہوا اس تک آیا اور کھوجتی نظروں سے پوچھا....

اس نے لب کھولے "دانی ادھر کالم میں لکھا ہے سر ضمیر کے دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی پر ایک نشان ہے غالباً جلنے کا"

دانیال نے برے سے زاویے سے ان دونوں کو دیکھا اور بے دلی سے سوال کیا "لو اس میں کیا ہے"

وہ ہونیز ہکابکا کھڑی تھی....

ریان بھی سنجیدہ کھڑا تھا....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانیال نے اس بار ریان کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا "تم نے پھر مزاق کیا؟؟؟ تم سیریس کب ہو گے؟؟؟"

لیکن وہ کچھ نہ بولی بس فائل کو گھور رہی تھی....

دانیال نے اسے خاموش پا کر کہا "زراب چلیں دیر ہو رہی ہے کچھ نہیں ملا"....

ریان نے بھی ہاں میں ہاں ملائی اور اس کی خاموشی کو سمجھ کر بولا "سوری بہنا مجھے یہ مذاق نہیں کرنا چاہیے تھا...."

اس نے ایک لفظ ادا کیے بغیر فائل ریان کو پکڑائی اور باہر نکل آئی....

اس کو باہر نکلتا دیکھ کر ان دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا اور اس کے پیچھے چل دیے....

وفا کی آواز کمرے کی چار دیواری میں پھیلی تو وہ خیالوں کی دنیا سے باہر آئی, وہ بھورا دروازہ وہیں تھا شلف کہیں خیالات کی دنیا میں رہ گیا تھا اسی طرح اسٹڈی ٹیبل بھی ویسے ہی پڑا تھا اور دھول میں لپٹا فائلوں سے بھرا شلف خیالات کی لہروں کے سنگ کہیں دور بہہ گیا تھا....اسی طرح نیم تاریک کمرے میں پڑے شلف کہیں پیچھے رہ گئے تھے آئینہ الماری اور بیڈ ویسے ہی پڑے تھے اور وہ دونوں وہیں بیٹھی تھیں....

وفا کی آواز دوبارہ ابھری "جو میں سوچ رہی ہوں وہی تم سوچ رہی ہو"....

اس نے خیالات کو جھٹک کر اثبات میں سر ہلایا....

"یار میں نے تو کوئی مارک ان کے ہاتھ کی درمیانی انگلی پر نہیں دیکھا اور مجھے معلوم ہے کہ تم نے بھی دیکھا اور تمہیں یہی چیز پریشان کر رہی ہے" وفا نے سوچ سوچ کر جواب دیا....

تبھی دروازہ بجا "اس نے پوچھا" کون"....

"یہ میں ہوں" زبور نے جواب دیا....

اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا....

اس کے دروازہ کھولتے وہ ہاتھ میں پتھر کی خوبصورت سی ٹرے پکڑے چلی آئی اور بیڈ پر رکھ دی اور وہیں بیٹھ کر وفا سے باتیں کرنے لگی....

اس نے گھور کر زبور کو دیکھا اور بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی....

دانیا نے کباب پلیٹ میں رکھا اور تلاشتی نظروں سے ٹرے کو دیکھا....

اس کو کچھ تلاشتے دیکھ کر زبور نے کہا "آپی کچھ چاہیئے"؟؟

وفا نے جواباً کہا "ہاں یار کیچپ لا دو....

زبور اٹھ کر باہر کو چلے گئی....

وفا نے پلیٹ سائڈ پر رکھ اور زرہ سے کہا "یار میں نے تو کوئی مارک نہیں دیکھا"

اس نے آگے سے کہا "یہی تو میں نے بھی نہیں دیکھا پتا نہیں کیا ہو رہا ہے"....

وفا نے اپنی الجھن کو چھپاتے اسے حوصلہ دیا" کوئی بات نہیں ہم سب اس لیے تو ہیں کوئی نہ کوئی حل نکال لے گیں"....

زبور کیچپ لے کر آئی اور وفا سے باتیں کرنے لگی....

وفا کچھ اور دیر بیٹھی باتیں کرتی رہی اور پھر اٹھ کر چلے گئی....

وہ بھی اس کے جاتے واشروم چلے گئی....

زبور ٹرے اٹھائے نیچے چل دی....

****

وہ آفس میں بیٹھا فائل کو پڑھ رہا تھا کہ گھڑی کی مدھم ٹک ٹک اس کے کانوں میں پڑ رہی تھی اس کے اِرد گرد موجود میز کرسی اور سامنے آسمانی صوفوں کو بیزاریت بھرے انداز میں دیکھا....

فون کی آواز پر اس نے فائل سے نظریں اٹھا کر موبائل پر چمکتے نمبر کو دیکھا اور کال اٹینڈ کر کے فون کان کو لگایا....

دوسری طرف موجود شخص سے بات کرنے لگا....اسی دوران دوسرے شخص کی بات سن کر اس کی آنکھیں مسکرائی البتہ لب ویسے ہی سنجیدہ رہے....پھر اس نے فون رکھ دیا اور شیشے کی قیمتی ٹیبل پر رکھا اپنا لیپ ٹاپ کھولا اور میل چیک کی جہاں کالے رنگ میں ابھرے ہوئے الفاظ تھے....

اس نے کلیک کیا تو وہ میل کھل گئی اور اسکرین پر ابھرتی لنک پر اس نے دوبارہ کلیک کیا تو اب کی بار کچھ سیکنڈ بعد ویڈیو چل پڑی....

وہ توجہ سے دیکھنے لگا....

روشن اسکرین پر ایک بلر سہ ہلیا نمایا تھا جس نے کوئی گلابی سہ لباس پہن رکھا تھا اور

جیسے فوٹیج کچھ سیکنڈ آگے بڑھی تو دھندلاہٹ کم ہوئی اور اُس شخص کا ہلیا نمایا ہوا....

فوڈ پانڈہ کا یونی فارم پہن رکھا تھا اور اُس کی پشت نظر آ رہی تھی کہ وہ گاڑی سے اترا اور آگے بڑھ گیا چونکہ یہ فوٹیج کچھ فاصلے کے ہوٹل کی تھی اس لیے وہ شخص صاف نمایا نہ تھا....

پھر دس سے بارہ منٹ میں وہ شخص آتا دیکھائی دیا اس بار اس کے آگے ایک چادر میں لپٹی لڑکی بھی چل رہی تھی....

لیکن چیزیں واضح نہیں تھی فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ اور ساتھ لڑکی نے چہرے کو چادر میں ڈھانپ رکھا تھا اور دوسرے شخص نے چہرے کے آگے پی کیپ کر رکھی تھی کہ تقریباً اس کا چہرہ چھپا ہوا تھا....

وہ ویڈیو کو بار بار پلے کرتا کہ کچھ مل جائے کوئی چوتھی بار پلے کرنے پر وہ ایک دم ٹھہرا اور زوم کیا کہ اس گم نام شخص نے گاڑی کے دروازے پر ہاتھ رکھا تو اصفر چیز چمکی تھی....دوسری طرف اس نے اسکرین کو دیکھ کر لمبی سی سانس ہوا میں خارج کی اور دوبارہ تھوڑی پیچھے سے پلے کیا اور جب وہ شخص دروازے پر ہاتھ رکھتا وہ وہیں سے

روک کر پیچھے کرتا بس وہ بار بار یہی کر رہا تھا اور اس بار پلے کرتے اس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی یقیناً اُسے اصفری چیز کا راز مل گیا تھا....

ناجانے اسے کیا ملا تھا....

لیکن مل گیا تھا....

ملا تو ملا کیا....

ناجانے کیا....

ناجانے کوئی ناجانے....

سوائے آدم ذات کے خدا کے....

****

وہ جو زمین پر آنکھیں مرکوز کیے چل رہی تھی کسی کا ہاتھ اپنے کندھے پر محسوس کیا تو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مڑی اور دیکھا....

وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے ابھی تک اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے آنکھیں اس کے چہرے پر مرکوز کیے کھڑی تھی اور کھوجتے تاثُرات کے ساتھ بولی "یار کیا ہوا ؟؟؟ کہاں گم ہو؟؟؟ چلو کلاس لینے چلیں...."

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور اس کے ہمقدم چلنے لگی.....

وہ لمبی سے راہداری سے ہوتی آپس میں باتیں کرتی چل رہیں تھیں کہ اس نے پوچھا" تمھاری تیاری کیسی ہے "

لال بالوں والی لڑکی نے جواب دیا"بس ٹھیک ہی"....

اس دوران وہ دونوں زینے چڑھنے لگی....

سرخ بالوں والی نے اس کا سوال دہرایا"زبور تمھاری تیاری کیسی ہے...."

اس نے آخری زینے چڑھتے ہوئے منہ بنایا"بس ٹھیک ہی ہے ہو جائے گا"

اب وہ دونوں پھر سے ایک راہداری میں چلنے لگیں راہداری کے ایک طرف کئی کلاس روم تھے دوسرے ہاتھ پر سیاہ گرل لگی ہوئی تھی, گرل کے اُس پار گراؤنڈ تھا جہاں درخت ہوا سے باتیں کر رہے تھے....

وہ دونوں چاندی رنگ کا دروازہ تک آرکیں لیکن دروازے کے اُس پار سے آتی آواز پر ان کے قدم وہیں جم گئے....

"یار ہاں مریم کا بی اف تھا جو کل بھی اسے لینے آیا تھا"

ایک اور آواز آئی "ہاں وہ ہینڈ سم سہ پچھلے ہفتے بھی لینے آیا تھا...."

"روہا تمہیں تو پتا ہو گا نہ کون تھا"....

روہا کی راز دانہ آواز گونجی "ہاں یار وہ اس کا بی ایف تھا"

ایک لڑکی نے کہا "ہاں مجھے بھی لگا تھا"....

دوسری آواز ابھری "میں تم لوگوں سے کہتی تھی نہ یہ اپنے آپ کو اتنی پارسہ بتانے والی کہیں نہ کہیں انوالو ہے...."

باریک لبو لہجے میں بولی "تم چپ کرو تم بتاؤ روہا یہ سب کب سے چل رہا تھا" اس کی آواز سے تجسّس اور لطف چھلک رہا تھا.....

روہا نے سر ہلایا" یار یہ سب تو بہت پہلے سے چل رہا تھا بس فضول میں پارسائی کا ڈرامہ رچا رہی
تھی"....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اور بھی کچھ کہہ رہی تھیں لیکن اب اس کو اپنے قدموں پر کھڑے رہنا دشوار لگ رہا تھا وہ ہر چیز بھولے آنکھوں میں آنسو بھرے تیز تیز قدم اٹھتی وہاں سے نکلتی چلے گئی....

اس کے جاتے ہی زبور غصے سے مٹھیاں بھینچے دروازے کو زور سے دھکیلتی اندر داخل ہوئی اور تالی بجائی وہ سب جو آپس میں باتوں میں مگن تھیں چونک کر اس کو دیکھا جو

پتھریلے تاثُرات اور شعلے اگلتی آنکھوں سے انہیں گھورتے ہوئے سامنے آئی, گرج دار آواز میں بولی "تم لوگوں کو کس نے حق دیا کہ تم لوگ اس کو جج کر سکو وہ کتنی حیادار ہے یا بے حیا ہے۔ کس نے حق دیا کہ تم لوگ اس کی بات کرو کہ وہ کس کے ساتھ گھومتی ہے کس کے ساتھ آتی ہے کس کے ساتھ جاتی ہے....

اس کی آواز کا روب اس قدر تھا کہ وہ سب حیرت اور پریشانی کی ساتھ اس کو تکنے لگیں ...

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں اب تم لوگ چپ کیوں ہو بولو....ابھی تو تھوڑی دیر پہلے بیٹھی تو بڑی چغلیاں کر رہی تھیں اب زبان کو قفل لگ گیا کیا....

ایک سیکنڈ کا وقفہ دیا اور ان سب پر گھوری ڈال کر بولی حقیقت میں بتاتی ہو... تم سب کو پتا ہے کیا؟؟؟"

)ان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے بولی(

شیشے کا گلاس ایک مرتبہ ٹوٹ جائے اور اگر آپ اسے دوبارہ جوڑنا بھی چاہو تو وہ جڑ تو جائے گا لیکن اس میں دراڑیں ویسی کی ویسی رہ جائیں گی اور اگر پانی ڈالو گے وہ نکل جائے گا اسطرح چغلی ہے لوگ دوسروں کے بارے میں بڑے مزے اور چسکے کے ساتھ بول تو دیتے ہیں یہ ایسا ہے ویسا ہے لیکن وہ باتیں اگر وہ بندہ سن لے اس کا دل آپ کے حق میں بلکل ٹوٹے گلاس کی مانند ہو جاتا ہے جو جڑ تو جائے گا لیکن اس کی شکل وہ نہیں رہے گی ناہی کام وہ رہے گا اسی طرح انسان بھی ہیں کاش ہم کسی پر بہتان لگانے سے پہلے ایک بار سوچ لیا کریں....

وہ بول ہی رہی تھی کہ ایک لڑکی نے ڈھٹائی سے کہا"ہم تمھیں کب سے سن رہے ہیں تم تو بولی ہی جارہی ہو اگر اس نے سن لیا ہے ہم کیا کر سکتے ہیں ہم نے جو کہا کچھ غلط تو نہ تھا؟؟؟؟ہم نے تو صرف حقیقت ہی بیان کی ہے"آئی برو اچاک کر بولی....

اس نے ہنس کر کہا"تم لوگ اسے جانتے ہی کتنا

ہو"روہا کو کھا جانے والی آنکھوں سے دیکھا"تم لوگ اس روہا کی باتوں میں آرہے ہو جو آج تمہارے سامنے اپنی دوست کی برائی کر رہی تھی کل کسی اور کے سامنے تمھاری برائی کر رہی ہو گی.... "

اس لڑکی پر ایک اچاٹ نظر ڈال کر بولی"میرا دل تو نہیں کر رہا تم لوگوں کو صفائی دینے کا لیکن کیا کروں بات اگر میری دوست کی نا ہوتی تو میں تم سب کو بھاڑ میں جھونگ دیتی لیکن تم لوگوں کی معلومات میں اضافہ کرتی جاؤ ....وہ اس کا کوئی بی ایف نہیں تھا"ہیش ٹیگ کے اسٹائل میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو حرکت دیتے بول رہی تھی"وہ اس کا بھائی تھا اور یہ "انگلی سے روہا کی طرف اشارہ کیا"اس کو پتا تھا وہ اس کا بھائی ہے صرف اور صرف تم لوگوں کے گروپ میں شامل ہونے کے لیے اس نے یہ الزام لگایا اور رہی تم سب کی بات تم سب کا اتنی تعلیم حاصل کرنے کا کیا فائدہ کیونکہ تم لوگوں نے جہاں کہیں ایک لڑکے اور لڑکی کو کھڑے دیکھا نہیں بس پھر تم سب کو اُن کا ایک ہی رشتہ نظر آتا ہے وہ آپس میں صرف اور صرف جی ایف اور بی ایف ہی ہو سکتے ہیں,

باقی سب رشتے تو شاید کسی کو معلوم نہیں ہیں نہ ہاں درست کہہ رہی ہوں نہ میں؟؟؟...."

روہا کی طرف مڑی "ہاں تم روہا" اور افسوس سے بولی "جب ہمارا رب ہمارے اعمالوں کی پردہ پوشی کرتا ہے تو تم کون ہوتی ہو الزام لگانے والی اور دوسرے کے عیبوں کا اشتہار لگانے والی ڈرو اللہ کی پکڑ سے..."

اور نفی میں سر ہلاتی باہر جانے لگی کچھ قدم کا فاصلہ طے کرنے کے بعد رکی اور زخمی لہجے سے بولی "تمہیں خوف نہیں آتا اس رب سے یاد کرو عرب کے لوگوں کا حال, منافقین کے حال ہمارے رب نے انہیں کیسا بدلا دیا تھا" سر جھٹکا کر کلاس سے باہر نکل گئی...

سفید دیواروں نے افسوس سے انہیں دیکھا..... بھوری کرسیوں نے حیف سے سر ہلایا

.....

سیاہ بوڑھے نے رنج سے کہا...."میں تو ہوں ہی سیاہ تم انسانوں کو روشن کرنے کے لیے لیکن تم لوگ تو اندر سے سیاہ ہو دوسروں کی زندگیوں میں اندھیرا کرنے کے لیے

....."

لیکن انہیں ہوش کہاں تھا وہ تو زلزلہ کی ضد میں تھیں جوان کے دماغوں کو لگا تھا حقیقت کا جھٹکا زلزلے کی صورت میں....

****

فانوس کی جھلملاہٹ ہر چیز کو پھیکا کر رہی تھی....اس کی چھاؤں میں صوفے پڑے ہوئے تھے اور صوفوں کے درمیان شیشے کی میز پڑی تھی....

میز پر کھانے پینے کا سامان پڑا تھا اور میز کے شیشے میں چھت سے لٹکتے فانوس کا عکس

نظر آرہا تھا اُن پر دو بھوری آنکھیں ٹکی ہوئی تھیں....

اور میز کے بلکل آخری کنارے پر ہلکا ابھرتا عکس سگار کو دائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھا...

صوفے کے پیچھے کھڑا آدمی چو کنا سہ تھا....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوبارہ بھوری آنکھوں والے شخص کی طرف آؤ تو وہ سفید شلوار قمیض میں ٹانگ پر ٹانگ رکھے چہرے پر سنجیدگی لیے سامنے بیٹھے شخص کی بات سن رہا تھا....

دوسری طرف وہ مغرور شخصیت روباہ مزاج میں بولا "کزن جلتی تیلی کیوں بن رہے ہو تمہیں معلوم ہے کہ تم کچھ نہیں کر سکتے"....

اس نے سنجیدگی سے جواب دیا "آپ کو کیوں لگتا ہے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا"....

"کیوں کے تم سمجھدار لگتے ہو" سگار کا کش بھرا اور وقار سے کہا....

میز کے شیشے میں ابھرتی بھوری آنکھیں مسکرائیں....

وہ تو میں ہو لیکن میں اپنے فرض سے نہیں ہٹوں گا" اس نے بہت حزم سے کہا....

"فرض ادا کرنے والوں کو اس ملک کی حکومت کچھ نہیں دیتی" اور تردستی سے مسکرایا....

اس کی بھوری آنکھوں میں ایک لمحے کو افسوس کے بادل چھائے پھر لہجے کو مناسب کرتے اپنے مخصوص لہجے میں بولا "فرض اپنی جان کے لیے ادا کیا جاتا ہے"....

اس کو اپنی بات پر قائم دیکھ کر تنبیہ کیا "اس ملک میں کچھ بھی ہو جاتا ہے اور کسی کو پرواہ نہیں ہوتی ذرا خیال سے "سگار کو ایش ٹرے میں مسلا....

وہ اٹھ کھڑا ہوا "چلیں سب اپنا اپنا راستہ آزماتے ہیں "اور باہر کو چل دیا....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کمرے کی چار دیواری سے لے کر میز صوفے غرض ہر چیز نے محسوس کیا فانوس کی چمک پر مٹی کی گرد جم گئی تھی....

****

زرد بلب جو بلکل بھورے میز کے اوپر چھت سے لٹکتا جھول رہا تھا اس کی نیم زرد روشنی میں کمرا نمایاں ہو رہا تھا کہ سامنے کی دیوار پر ایک سبز بوڈ لگا ہوا اور اس کے اوپر دو چار شناسی تصویریں پیپر پن کی مدد سے لگی ہوئی تھیں....

زرد روشنی میں غور سے دیکھو تو تصویر میں ابھرتا چہرہ ضاد کا تھا اس کے ساتھ لگی تصویر میں فیاضی کا تھا اسی طرح دوسری طرف تصویر میں سمیر کا اس کے بعد ایک اور تصویر تھی جو رمیحا کی تھی....اور باقی کے بوڈ پر ان تصاویر کی ارد گرد کئی لال, پیلے, ہرے, آسمانی اسٹکی نوٹس پیپر پن کی مدد سے چپکے ہوئے تھے جن میں کچھ الفاظ کو گھرا کیا ہوا تھا....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دو بار لکڑی کے میز پر آؤ تو اُس پر کئی کاغذ پڑے تھے کچھ بند تو کچھ کھولے اور ایک سیاہ مارکر بند پڑا تھا....سیاہ مارکر کے ساتھ پیلا ہائیلائیٹر پڑا تھا اور میز کے پیچھے وہ کھڑی منہ میں پین دبائے سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی یاد آنے پر جھکی اور منہ میں دبائے قلم کو کاغذ پر گھسیٹا, پھر وہ پہلے کی طرح قلم کو منہ میں دبائے سنجیدہ پُر سوچ نگاہوں سے کاغذ کو دیکھنے لگی....

اس دوران زرد بلب اسی طرح جھول رہا تھا جس کے باعث کمرے کی خاموشی میں

مدھم سہ ارتعاش پیدا ہو رہا تھا....

کوئی اندر داخل ہوا اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور دوبارہ ویسے ہی کام میں مصروف ہو گئی....

وہ چلتا ہوا آیا اور خاموشی سے کھڑا ہو گیا....

اس نے کام کرتے کہا "آخر تمہیں معلوم ہو ہی گیا...."

تھوڑے سے فاصلے پر کھڑے شخص نے آنکھوں میں خفی در آئی "میں نے تمہیں زرہ بی بی کہا تھا نہ دور رہو اُس ابلیس کی اولاد سے لیکن تم نے ایک نہیں سنی...."

ان دونوں کے سائے پیچھے دیوار پر پڑ رہے تھے....

اس نے ایک حرف نہیں کہا ویسے ہی لگی رہی....

تبھی کوئی اور بھی اندر آیا تھا....اندر داخل ہوتے شخص کی جوتی کی چاپ مزید ان کے نزدیک آ کر ختم ہو گئی....وہ ان دونوں کے سامنے میز سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا ہو گیا....

اس نے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر سنجیدہ آواز میں پوچھا"ہاں ریان تم نے کیا کہا میری بہن کو...."

اُس نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا"وہی جو تم نے سنا زریاب بیٹا"آخر میں ریان کا انداز چڑانے والا ہو گیا....

وہ جو کھڑی ان دونوں کی حرکتوں کو دیکھ رہی تھی...اس کی آنکھوں میں بیزارت در آئی اور دوبارہ سر جھٹک کر کام کرنے لگی....

وفا دانیال سے کسی بات پر بحث کرتی اندر آئی....

اب کی بار اس نے اپنا کام کرتا ہاتھ روک کر دیکھا اور ٹھنڈی آہ بھری....

وہ دونوں بھی زریاب کے ساتھ کھڑے ہو گئے....

اس نے قلم میز پر رکھا اور کاغذ پر پاس پڑی کتاب رکھی اور سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی....

"اب بتاؤ ہم سب یہاں ایک دوسرے پر تنقید کرنے کھڑے ہیں یاں"....اس کا جملا

مکمل نہیں ہوا ریان بولنے لگا "مانا کے تم مس زرہ بڑی کوئی چالا کو ماسی بنی فوڈ پانڈہ کی سروس فراہم کرنے گئی تھی لیکن یہ آتے ہوئے اتنا بڑا بلنڈر کر آئی.....واہ...."

"بھائی اپنے طنز کو اپنے تک رکھو جہاں اتنا معلوم کر لیا تھا نہ تو باقی کا بھی کر لینا تھا" دانیال نے اس کے طنز پر چوٹ کی....

"اچھا یار بس میں بتاتی ہوں کیا ہوا تھا" وفا نے بات کو ٹالنے کے لیے کہا....

ہوا یوں اس دن میں نے فیاضی بھون کے درودیوار میں جو آلے نصب کیے تھے کچھ انکے کامل سے اور کچھ ہمارے نالائق کی مدد سے معلوم ہوا کے ایک لڑکی اُس چوھے پلاس میرا مطلب ہے سمیر کو چونا لگانے آئی تھی لیکن اُس چوھے پلاس نے اس کو الٹا قید کر لیا اور ہم نے موقعے سے فائدہ اٹھا یا زر نے اس لڑکی کو قید سے نکالا اور زریاب گاڑی میں انتظار کر رہا تھا میں اور دانیال یہاں سے رابطے میں تھے" وہ ایک ہی سانس

میں ساری بات کہہ کر اب رو کی تو احساس ہوا ریان خفا تھا....

اس نے خفا سے انداز میں کہا "لیکن تم سب نے مجھے کیوں نہیں بتایا میں تم سب کا کچھ نہیں لگتا کیا؟؟؟بس میرے سے چھپاؤ سارا کچھ "....

"بس کر اپنی ایکٹنگ ڈرامہ کنگ تمھیں سب معلوم ہوتا ہے "دانیال نے اس کو جھڑکا....

ریان کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ زریاب بولا "یار اب بس لیکن اب یہ بتاؤ اُس فتور سے کیسے جان چھڑانی ہے اسے اتنا معلوم ہو گیا باقی کا بھی وہ کروا لے گا....

وہ جو سنجیدگی سے انہیں سن رہی تھی بولی "دیکھو سب یہ تو ہمارے پلین کا حصہ تھا اسے معلوم ہو جائے اب ہو گیا ہے تو اچھی بات ہے اب ہم شیر کو زہر اس کے سامنے کھلائیں

گے....

"واہ کیا جملا بولا یار بتانا کس فلم کا تھا" ریان نے فضا کو ہلکا پھلکا کرنے کی غرض سے کہا....

وہ تینوں اس کے انداز پر مسکرا دیے لیکن زرہ وہ بلکل خاموش تھی....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ناجانے کس بات کی خاموشی تھی....

ناجانے کیا نیا طوفان آنے والا تھا....

ناجانے ان کی ڈولتی ناؤ کہاں جانے والی تھی....

ناجانے کوئی ناجانے....

سوائے آدم ذات کے خدا کے....

****

وہ نم بالوں میں کنگا کر رہی تھی تبھی دروازہ بجا اور دروازہ کھولنے کی آواز آئی اس نے پاس پڑے پلنگ سے دوپٹہ اٹھایا لیکن فاطمہ کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر دوپٹہ دوبارہ پلنگ پر رکھ دیا اور بالوں کو کنگا کرنے لگی....

فاطمہ پلنگ پر آ بیٹھی اور بولی "میرے ساتھ ماریہ کے گھر چلو گی اس کی ساس بیمار ہے"....

اس نے درمیان سے مانگ نکال کر آدھے بال ایک طرف کر دیے اور آدھے ایک طرف اور بولی "جی"....

پھر پلنگ پر آ بیٹھی اور پوچھا "کب تک جانا ہے"....

"بس ابھی چلو بھلے "فاطمہ نے جواباً کہا....

اور وہ کھڑے ہوتے بولی نیچے آجاؤ میں میر کو دیکھ لوں اور دیر نہیں لگانا...."

اس کے نم بال ویسے ہی پشت پر جھول رہے تھے کہ اس نے الماری سے بڑی سی چادر نکال کر اپنے گرد لی اور گورے پیروں میں دوپٹی کا جوتا پہنتی نیچے چلی آئی....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے زینے اترتے ہوئے فاطمہ کو آواز دی "بھابھی آجائیں کہاں ہیں آپ"

فاطمہ کی آواز گنجی "آرہی ہو بس دو منٹ"....

"مجھے بول کر اب خود تو آئیں نہیں ہیں" وہ بڑبڑائی....

اور تبھی سامنے سے وہ گندمی رنگت ہلکی شیو میں مسکراتی بھوری آنکھیں سفید شلوار قمیض میں اس طرف آیا....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ریاض کو دیکھ کر اس نے ایک دم بریک لگائی اور سلام کیا....

وہ اسے دیکھ چکا تھا اس لیے پہلے ہی روک گیا اور سلام کا جواب دیا....

اس نے آگے قدم بڑھائیں تو اُس کی باوقار سی آواز گونجی "مبارک ہو ٹیسٹ کی"....

اُس کے مبارک دینے پر ایک لمحے کے لیے اس کے گرد فاطمہ کی آواز گونجی تھی اور اس نے مسکراہٹ دبا کر چڑانے والے انداز میں کہا "بہت شکریہ بھائی" بھائی پر زور دے کر قدرے بلند آواز میں کھینچا اور مسکراتی ہوئی درینہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی....

وہ اس کے انداز پر کھل کر مسکرادیا اور سیڑھیوں کے برابر والے کمرے میں چلا گیا....

دوسری طرف اس نے درینہ بیگم کے کمرے میں داخل ہونے تک اُسے دل ہی دل خوب کوسا....

اس کو دیکھ فاطمہ نے دلاسہ دیا "ہاں میں آرہی ہوں"....

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور "کھوجتی نظروں سے پوچھا "امی کہاں ہیں"....

فاطمہ نے اس کے سوال پر عام سے انداز میں کہا" وہ کچن میں ہیں"....

اس نے سر ہلایا اور بولی" چلیں میں وہاں جا رہی ہو آواز لگا دیے گا"....

فاطمہ عادتاً مسکرا دی....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے قدم کچن کے طرف موڑے اور کچن میں قدم رکھتے ہی میٹھی سے مہک نے اس کا استقبال کیا اور ایک سوچ اس کے ذہن کے پردے پر لہرائی" یہ یقیناً میرے جن کزن کے لیے بن رہا ہو گا"اس سوچ کے آتے اس کے منہ کے زاویے بگڑے....

درینہ بیگم نے اسے دیکھ کر آواز دی"بیٹا ماریہ کے گھر یہ آم کا رس لے جانا اُس کی ساس کو دے دینا"اور وہ حلوہ بھوننے لگیں"....

اس نے مٹی کا جگ نما برتن اٹھاتے ہوئے پوچھا "امی یہ حلوہ کس کے لیے بنارہی ہیں
...."

وہ بھونتے ہوئے بولیں "بیٹی ریاض آیا ہے نہ اُس کے لیے بنارہی ہوں"

اس نے بڑبڑاہٹ میں کہا "ایک تو ہر کوئی جن صاحب کے نخرے اٹھاتا رہتا ہے"....

فاطمہ نے اسے آواز دی "ایمان"....

اس نے فاطمہ کی آواز سنی تو درینہ بیگم کو خدا حافظ کہتی باہر آ گئی....

سامنے فاطمہ سیاہ چادر کے حالے میں کھڑی تھی اور وہ کبھی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتی تو کبھی کچن کے دروازے کو اس کو نکلتا دیکھ کر مسکرائی....

اس کے پہنچتے وہ دونوں باتیں کرتی ماریہ کے گھر کی اور ہولی....

ماریہ کے گھر کے باہر پہنچ کر فاطمہ نے دروازہ بجایا....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے ہاتھ میں پکڑے مٹی کے برتن کو درست کیا....

دروازہ کھلا تو وہ دونوں اندر کو بڑھیں....سامنے ماریہ کھڑی تھی مونگیے رنگ کے شلوار قمیض میں سر پر سرخ دوپٹہ جمائے لبوں پر مسکراہٹ سجائے ان سے ملی....

ان دونوں کو لیے اندر چل دی....

وہ دونوں اس کے ہمقدم باتیں کرتی چل رہی تھیں تبھی فاطمہ نے پوچھا"کوئی آیا ہوا ہے"

ماریہ نے سوال کے جواب میں کہا"ہاں وہ خالہ توحید آئیں ہوئی ہیں ساتھ والی گلی سے ...."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فاطمہ نے سر ہلانے پر اتفاق کیا....

وہ جوان دونوں کی خاموشی سے باتیں سن رہی تھی بولی"ماریہ باجی یہ امی نے خالہ کے لیے بھیجا ہے"

ماریہ نے مٹی کے برتن کو پکڑتے ہوئے کہا "تم دونوں چلو میں باورچی خانے میں رکھ کر آرہی ہوں"....

وہ دونوں ہال نما کمرے سے ہوتی کمرے تک آئیں.... لکڑی کا دروازہ نیم بند تھا اور اندر سے آتی آوازوں نے ان کے قدم زنجیر کر دیے....
اندر سے آواز آرہی تھی "بہن یہ درینہ کے گھر وہ جوان کی نند کا لڑکا رہتا ہے اُس کا رشتہ ایمان سے طے کر دیا ہے....

جواباً دوسری عورت نے کہا "یقیناً ادھر ہی رہتا تھا کوئی نین مٹکا چل رہا ہو گا"....

پہلی عورت کی آواز گونجی "ہاں تبھی تو شہر کی لڑکیاں چھوڑ کر واپس آیا ہے"....

ماریہ آئی "تم لوگ ابھی تک اِدھر کھڑے ہوئے ہو"....

فاطمہ نے افسوس سے سر جھٹکا اور ایمان کو دیکھا جو سرخ چہرے کے ساتھ کھڑی تھی....

فاطمہ نے بلند آواز میں جواب دیا "اندر تمہاری ساس ہماری تسبیح پڑھ رہی ہیں اس لیے ہم نے سوچا ان کو تنگ نہ کریں پہلے ہی بیمار ہیں"....

اس کی بلند آواز پر اندر سے آتی آواز بند ہو گئی تھی....

ماریہ نے ناسمجھی سے ان دونوں کو دیکھا اور لکڑی کے دروازے کو کھولتے ان کو اندر جانے کی جگہ دی....

فاطمہ نے ایمان کو دیکھا اور اندر چلنے کا اشارہ کیا....

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اندر چل دی....

فاطمہ نے کمرے میں قدم رکھتے ہی سلام کیا اور دیکھا نجمہ چارپائی پر لیٹی ہوئی تھیں اور ان کے پیر والی سائیڈ پر توحید بیٹھی ہوئی تھی اور ان دونوں کے رنگت اڑی ہوئی تھی....

فاطمہ نے لکڑی کی دو تھوڑی خستہ حالت کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا "ویسے ہم تو آپ کی عیادت کے لیے آئے تھے لیکن الحمدللہ سے آپ تو ماشاءاللہ سے اتنی چست لگی پڑی ہیں کہ محلے کی بیٹوں کی خفیہ خبریں نشر کر رہی ہیں....

اس کے انداز پر جہاں ماریہ مسکرائی تھی, وہیں ایمان کے چہرے پر سکون پھیلا تھا اور وہ یہ سوچ کر رہ گئی کہ "فاطمہ فاطمہ ہے اسے سمجھنا مشکل ہے کہاں وہ نرم مزاج کی مالک اور کہاں گھر والوں پر بات آئی تو بھڑ اٹھی "اس نے اپنی سوچ کو سائیڈ پر کر کے سامنے بیٹھی خاتون کو دیکھا جو آگ برس رہیں تھیں....

توحید سے رہا نہ گیا تو طنز کرتے بولیں "بی بی تمہاری ساس اور تم اللہ توبہ کرتے تھکتے نہیں ہو اور اب تم یہاں بیٹھی بڑوں سے اس لہجے میں بات کر رہی ہو اب تمہارا دین کہاں گیا"....

فاطمہ نے مسکرا کر ان کو دیکھا اور بولی "خالہ دین کو ہر بات میں نہیں لے آتے جب بڑے بھول جائیں نا فرق اور گندا اچھالیں کردار پر تو ان کی درستگی کی جاتی ہے"....

وہ کہتی اٹھ کھڑی ہوئی اور ایمان کا ہاتھ پکڑتے باہر لے آئی, نرمی سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر چلنے کا کہا اور خود بھی چل دی....

ماریہ کے آواز دینے پر ان دونوں نے قدم روکے اور مڑیں ماریہ نے افسوس بھرے لہجے میں ان دونوں سے معذرت کی....

فاطمہ نے حوصلہ بڑھانے والے انداز میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا "کوئی بات نہیں میں خالہ کو جانتی ہوں اب کچھ دن وہ سکون سے رہیں گی اور روکی چند لفظ بولے "تمہارا کوئی قصور نہیں ہے "اس کے لہجے میں کچھ دیر قبل والے انداز کا دور تک نام ونشان نہ تھا....

ایمان نے بھی ماریہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فاطمہ کے ساتھ قدم ملاتی باہر نکل آئی....

دونوں نے کھولی فضا میں آکر سکون کی سانس خارج کی اور ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دی....

سائیڈ پر جھولتے درختوں نے, نیلے آسمان پر پھیلی ہلکی کرنوں نے, کھیت میں بہتی نالی نے, اڑتے پنچھیوں نے انہیں ہنس کر دیکھا اور سوچا آج کا ان کا باب ختم یہاں....

لیکن یہ کیا....وہ داخل علی بخش کے آشیانے میں آگیں اور دروازہ بند کیا....

وقت کی گھڑی آگے سر کی کچھ گھنٹے گزرے تو دن کہیں ڈھل گیا اور آسمان پر سیاہی پھیل گئی اس سیاہی میں ہلکے چمکتے ستارے سیاہ سوٹ پر لگے موتیوں کی مانند چمکنے لگے اور وہ اس کھلے آسمان کے نیچے چھت پر کھڑی ستارے کی قطار پر نظر جمائے صبح والے سوٹ میں بالوں کو باندھے ہوئے اور دوپٹہ کندھے کے گرد پھیلا کر لے رکھا تھا....

وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا تو چاند کی روشنی میں وہ کھڑی نظر آئی....
وہ مڑنے ہی لگا تھا لیکن وقت کا انداز کرکے روکا اور اس کو آواز دی "ایمان"....

اس نے سنا نہیں ایسے ہی سوچوں میں ڈوبی رہی لیکن دوسری مرتبہ نام کی پکار پر اس نے مڑ کر دیکھا....

ریاض کو کھڑا پایا....

اس نے سنجیدگی سے کہا "اس وقت آپ یہاں کیا کر رہی ہیں چلیں آئیں نیچے "....

وہ اس کی بات پر عمل کرتی جانے ہی لگی تھی کہ کچھ سوچ کے رو کی اور بولی مجھے آپ سے چند سوال کرنے ہیں امید ہے کہ آپ سے درست جواب ملے گا"....

اُس نے سر اثبات میں ہلایا....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے زبان لبوں پر پھیری اور پوچھا "آپ میرے سے شادی کیوں کرنا چاہتے "....

اس کا سوال سن کر وہ آنکھوں میں در آئی حیرانگی کو چھپا گیا اور مناسب الفاظ میں بولا "کس سے تو کرنی تھی تو آپ ہی سہی "....

اس نے جواب سن کر منہ بنایا اور دوسرا سوال کیا "آپ تو سرخ دنیا سے ہے نہ تو سرخ دنیا سے کریں"....

اس نے سادگی سے کہا "لیکن مجھے سفید پسند ہے"....

اس کے جواب پر چاند بھی مسکرایا....

اس نے تیسرا سوال کیا "لیکن میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی"....

وہ اس بار پہلے سے زیادہ حیران ہوا اور حیران چہرے سے پوچھا "لیکن کیوں"....

اس نے سنجیدگی سے سیاہ آسمان کو دیکھا اور بولی "مجھے پڑھنا ہے"....

وہ اس کا جواب سن کر مسکرایا اور دوبارہ سنجیدگی سے بولا "میں آپ سے کوئی بہت وعدے اور دعوے نہیں کرتا بس اتنا بولوں گا جو آپ کا فرض ہوگا میں کوشش کروں گا پورا کر سکوں اور جملے کے اختتام پر بولا چلیں آ جائیں نیچے رات بہت ہو گئی ہے"....

اس نے لبوں پر تبسم سجائے بر بڑاھٹ میں کہا "ویسے آپ اتنے بھی برے نہیں ہی بس بوڑھے ہیں"

لیکن افسوس اس کی بڑبڑاھٹ آج پھر الفاظ کی صورت رقب ہوئی تھی....

وہ سمجھ گیا تھا لیکن پھر بھی انجان بنتے پوچھا آپ نے کچھ کہا کیا....

اس نے زبان کو دانتوں میں دیا اور تیزی سے لکڑی کی سیڑھی سے اترتی نیچے غائب ہو گئی....

چاند اور ستاروں نے ہنس کر ان دونوں کو دیکھا اور ان کے آنے والی زندگی کے لمحات پر مسکرا دیے....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

اس چار دیواری میں اے سی کی مدھم ٹھنڈک میں وہ سنجیدگی سے بوڈ پر آڑے ترچھے الفاظ کو سیاہ مارکر سے کھینچتے روکی اور روانی سے بوڈ پر درج آڑے ترچھے الفاظ کو بیان کرنے لگی "زائیلم دوسرے قسم کے ٹرانسپورٹ سیل ہوتے ہیں اور زائیلم بھی دو قسم کے سیلس پر مشتمل ہوتے ہیں.ٹریکائڈس (tracheids) اور ویسلز (vessels)"

اس نے سامنے لگی دیوار پر ٹک ٹک کرتی گھڑی پر دیکھا اور تبھی گھنٹی کی آواز سنائی

دی....

سامنے بیٹھے بچوں نے اسے بے تابی سے دیکھا کچھ نے بیزارت سے دیکھا کہ کہیں مس

اور نہ پڑھانے لگ جائیں....

اس نے ان کی نظروں میں در آیا مفہوم سمجھ کر کہا" چلیں آج کے لیے اتنا بہت باقی

کل کریں گے"....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے منہ سے نکلے ان چند الفاظ کا کمال یہ ہوا کہ سامنے موجود بچوں کے چہرے تازہ

دم گلاب کے طرح کھل اٹھے....

اس نے ڈائیز پر پڑا اپنا سامان اٹھایا اور اللہ حافظ کہتی باہر کو نکل آئی....

اس کے نکلنے تک آدھی کلاس خالی ہو گئی تھی اور باقی چند بچے اس کے ساتھ نکل

آئے....

وہ راہداری سے ہوتی زینوں تک آئی تھی کسی نے اسے پکارا"میم زرہ...."

اس نے پکار پر پیچھے دیکھا ایک بچی چلتے ہوئے اس تک آئی....

اس نے بھی زینوں سے سائیڈ پر ہوتے نرمی سے پوچھا"جی بیٹا...."

سامنے کھڑی لڑکی نے ایک کاغذ اس کے سامنے کیا اور غصے سے پوچھا"مس آپ نے میرے کس چیز کے مارکس کاٹے ہیں...."

نرمی سے کاندھا تھپکا"بیٹا آپ نے کچھ پوائنٹ مس کر دیے تھے...."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لڑکی نے بگڑ کر جواب دیا"آپ نے چیک درست نہیں کیا"....

"بیٹا آپ پڑھ لیں پہلے اپنا ٹیسٹ اور بک سے میچ کر کے دیکھیں لیں"اس نے ہو نیز نرم لہجے میں سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس کے لہجے میں سنجیدگی در آئی تھی....

وہ لڑکی اپنی بات پر قائم رہنے کہ ساتھ اس سے اور بد تمیزی سے بات کرنے لگی....

پاس سے گزرتے بچے ان کو دیکھتے گزر رہے تھے....

اس نے اس بار سخت لہجے میں ٹوکا اور اس لڑکی کو آفس چلنے کی تلقین کی....

دونوں سیڑھیاں اترتی شیشے کے دروازے کے سامنے آکھڑی ہوئیں اور اجازت ملتے اندر آگیں....

اندر آتے اس کی پہلی نظر سمیر پر پڑی جوان دونوں کو سوالیہ انداز میں دیکھ رہا تھا"اُس کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر سمیر نے سوال کیا"جی فرمائیں...."

لڑکی نے تھوڑی غصے سے ساری بات بتائی....

وہ بس چپ تماشی بنی رہی....

سمیر نے ساری بات سن کر اس کی طرف دیکھا....

اس نے مخصوص سے لہجے میں سنجیدگی سے اپنا موقف پیش کیا"دیکھیں سر میں نے بھی انہیں یہی بولا کہ آپ پہلے بک میں چیک کریں پھر اگر غلطی نہ ملے تو میرے پاس آجائیں میں ریچیک کردوں گی لیکن یہ ان کو سمجھ نہیں آرہا"....

وہ بھورے بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتی غصے سے اسے دیکھتی زور سے کہنے لگی"میں نے اتنی محنت سے کیا تھااور مس نے غلط کردیا"اس کے رویے میں ضد در آئی....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سمیر نے لڑکی کو جانے کے لیے کہا....

لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلی تک نہیں ویسے ہی کھڑی رہی....

اس کو اسی انداز میں دیکھ کراس بار زور دیا"آپ یہاں سے جائیں ابھی"....

لڑکی غصے سے پاؤں مارتی چلی گئی اور دروازہ بند ہونے کی آواز آئی....

سمیر نے اسے بیٹھنے کا کہا....

وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی اور کچھ سیکنڈ کے وقفے کے بعد بولی "سر میں اس لائبہ کی بدتمیزی کئی دونوں سے برداشت کر رہی ہوں. میں نے آپ کو بولا بھی تھا آپ نے پہلے بھی کوئی ایکشن نہیں لیا تھا اب بھی نہیں لیا تو نتیجۃً یہ کہ میں اب یہاں اور کام نہیں کر سکتی "ایک منٹ کا وقفہ دیا اور افسوس سے سر جھٹکا "سوری سر" کہتی اٹھ کھڑی ہوئی....

اس کو کھڑا ہوتا دیکھ کر سمیر نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا اور دلاسہ بھی دیا کہ وہ اس لڑکی کو سمجھائے گا....

لیکن اس نے فقط کہا "سب سے پہلے میری عزت آتی ہے باقی باتیں بعد کی بات ہیں

شکریہ سر"

اور وہ اسے دیکھے بغیر باہر نکل آئی. نکلتے ہوئے اس کی آواز سنائی دی تھی کہ آپ مس امو شنل ہو رہی ہیں....

اس نے گیٹ سے باہر نکل کر کاندھے پر جھولتے بیگ میں ہاتھ ڈالا تھا لیکن اس نے ہارن کی آواز پر سر اٹھایا اور سامنے کھڑی گاڑی میں وفا ڈرائیو نگ سیٹ پر بیٹھی ہارن پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی....

اس نے بیگ بند کیا اور گاڑی کی طرف آئی اور دروازہ کھولتی بیٹھ گئی....

اس کے بیٹھتے وفا گاڑی ریورس کرتی بھاگا لے گئی....

دور تک دو نظروں نے ان کا تعاقب کیا تھا لیکن کون جانے....کون

دوبارہ ان کی طرف آؤ تو وفا نے اس کی خاموشی محسوس کر کے گاڑی میں گونجتے گانے کو بند کیا اور ترچھی نظروں سے اسے دیکھا "کیا ماجرا ہے"

اس نے منہ بناتے افسردہ لہجے میں بتایا"میں نے یہ جاب چھوڑدی"....

"ہوں"وفانے سر ہلایا....

پھراس کی بات پر غور کیاتو چونکی"ایک منٹ ایک منٹ"روڈپر نظریں جمائے ایک منٹ کے لیے اسے گھور کردیکھااوردوبارہ نظریں روڈپر کرلیں"ہاں کیا کہہ رہی تھی جاب چھوڑدی پہلی بات میری دوست ایک منٹ کے لیے میں یقین نہیں کرسکتی تمہاری اکیڈمی کاہاتھ ہے اس میں۔نہ یہ سوگ نہ کسی اور کے سامنے منانامجھے پکا نہیں پختہ یقین ہے کہ اس سب میں تمہاراہاتھ"....

وفاکی بات سن کراس کے چہرے پر جاندار سی مسکراہٹ پھیل گئی"کتنے اچھے سے جانتی ہو"....

وفا نے اسے گھورا....

اس نے ہتھیار ڈالے "اچھا بتا رہی ہوں ہوا کچھ یوں کہ کچھ ہفتے پہلے ہم نے ایمان کا ایڈمیشن کروایا تھا یہاں پھر ہمارے پلین کے مطابق اس نے میرے سے لڑنا شروع کر دیا کسی نہ کسی بات پر پھر یہ جھگڑا غصہ سے ضد میں تبدیل ہو گیا اور اس طرح سینٹر والوں کے مطابق مس زرہ نے غصہ میں آ کر سینٹر چھوڑ دیا"....

آخرے فقرے پر جاندار مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھیر گئی....

وفا نے سمجھ کر کسی اندیشے کے تحت پوچھا "یہ تو مجھے باظاہر تو عام سہ معاملہ لگا ہے اس تک سمیر نہیں پہنچ سکتا لیکن بہت جلد ضاد اس معاملے تک رسائی حاصل کر لے گا
...."

"ہم بھی تو یہی چاہتے ہیں کہ وہ جان جائے اس کی آنکھوں میں اصفر سی چمک پھیلی تھی

....

گاڑی ویسے ہی رفتا سے رواں دواں تھی کہ وفا نے عام سے انداز میں بتایا "میں نے دانیا کو بتادیا ہے کہ ہم آرہے ہیں"....

"او چلو اچھا ہو گیا" اس نے سانس ہوا کے سپرد کیا....

ایسے ہی آپس میں باتیں کرتے وفا نے گاڑی کو انجان سڑک میں موڑا اور چند ایک سے معلوم کر کے وہ دونوں آخر کار سیاہ گیٹ پر آرکیں....

وفا نے گاڑی بند کی اور دونوں دروازے کھولتیں باہر نکلیں اور ایک ساتھ گاڑی کا دروازہ بند کیا.... وفا نے گاڑی لوک کی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور وفا نے گھنٹی بجائی تبھی اندر سے دانیا کی آواز سنائی دی "کون"....

زرہ کہنے لگی "میں زرہ" لیکن اس سے پہلے وفا نے اسے چابی پکڑائی "یار وہ گاڑی میں کیک رہ گیا ہے زرا نکال لانا پچھلی سیٹ پر پڑا ہے"....

اس نے افسوس سے سر جھٹکا "بچاری دانیا"....

وفا نے پھر گھنٹی بجائی....

اس نے گاڑی کا لوک کھولا اور دروازہ کھول کر سیٹ پر پڑا کیک اٹھایا....

وفا نے سیاہ دروازے کے پیچھے سے ابھرتی سوالیہ آواز پر مسکراہٹ دبائی اور بولی "وہی جیسے تم نے یاد کیا"....

تبھی وہ گاڑی کو لوک کرتی وفا تک آئی....

اور دانیا سے کہا "ہم ہیں زرہ اور وفا"....

وفا بدمزاح ہوئی اور اسے گھورا....

لیکن اسے پروا کہاں تھی....

اس نے وفا کو نظر انداز کرتے سیاہ دروازے سے داخل ہوتی دانیا سے ملی....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وفا منہ بناتی اندر داخل ہوئی اور دانیا سے ملی....

اب اس کے ہمراہ وہ دونوں چلتے ہوئے لاؤنج میں آئیں جہاں دو صوفے پڑے تھے ساتھ ایک سنگل پلنگ تھا اور لاؤنج کی دیواروں میں کھڑکیاں نصب تھی جو باہر کو کھلتی تھیں اسی طرح کھڑکیوں سے ہٹ کر دیواروں پر سنہری خطاطی کی ہوئی آیتیں لگی ہوئی تھیں....

زرہ نے جائزہ لیا اور ستائش سے کہا" یار ماء شاءاللہ گھر بہت خوبصورت ہے"....

وفا نے بھی اسکی ہاں میں میں ہاں ملائی....

ایسے ہی وہ باتیں کر رہی تھیں تو زرہ نے پوچھا" تمہاری دادو کہاں ہیں...."

دانیا نے مسکراتے جواب دیا" وہ کہیں گئی ہوئی

ہیں...."

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وفا نے سر ہلا دیا....

دانیا نے ان سے پوچھا" کیا لو گے ٹھنڈا گرم"....

اس نے وفا کے بولنے سے پہلے کہا" ہم کچھ نہیں لیں گے بس تم سے ملنے آگئے ویسے

ہی...."

وفا بدمزاح ہوئی "نہیں یار اگر تم اتنا اسرار کر رہی تو کوئی بات نہیں ہم دونوں کے لیے کافی لے آؤ"....

اس نے گھورا....

لیکن یہاں پرواہ کسے تھی....

دانیا بھی مسکرا دی "یہ ہوئی نہ بات "اٹھ کر چلے گئی....

وفا بھی دانیا کے پیچھے کیچن میں چلی گئی....

اس نے ادھر دیکھا اور کھڑی ہوئی لیکن اس کے قدم دیوار پر خطاطی کی آیت نے اس کے قدم زنجیر کر دیے...

وہ بس زیرے لب دھرانے لگی....

دوسری طرف وفا نے کچن میں داخل ہوتے ہی ستائش بھرے لہجے میں استفسار کیا"تم لوگوں کے گھر کون سی ماسی کام کرتی ہے اس کا نمبر تو دو

یار...."

دانیا کی ہنسی چھوٹ گئی اور ہنستے ہوئے بولی"ہم خود صفائی کرتے ہیں...."

"ہم مطلب تم اپنی دادی اماں سے بھی کام کرواتی ہو"حیرت سے اس کا منہ کھل گیا....

"نہیں وہ خود کرتی ہیں ماشاءاللہ سے "اس کے لہجے میں شاہین بیگم کے لیے محبت ہی محبت تھی....

"ویسے تم نے ہمیشہ اپنی دادی اماکاذکر کیا تمہاری امی ابو کہاں رہتے ہیں "وفا نے سرسری انداز میں پوچھا....

دانیا کا کافی پھینٹتے ہاتھ ایک لمحے کے لیے روکا "ان کی وفات ہو گئی "دوبارہ پھینٹنے لگی... چمچ کپ سے لگتا تو ہلکی سے گونج پیدا ہوتی....

وفا کادل ایک لمحے کے لیے ڈوبا تھا "اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں آمین "....

دانیا نے بھی مدھم سی آواز میں آمین کہا....

ایک دم سے وفا کو ماحول بنجر لگنے لگا اسنے ہریالی کو لانے کے لیے کہا "ویسے تم لوگ کیا مہمانوں کو اکیلی کافی پر ہی ٹرخاتے ہو"....

دانیا مسکرائی "فرج میں حلوا پڑا ہے کھاؤ گی دادو نے بنایا تھا"....

"نیکی اور پوچھ پوچھ "وفا کے منہ میں پانی آگیا....

دانیا نے پلیٹ میں نکال کر اسے دیا وہ وہیں سے چمچ لیے کھانے لگی....

دانیا دوسری پلیٹ میں نکالنے لگی تو وفا بولی "یار کس کے لیے نکال رہی ہو"....

"زر کو بھی دوں" دانیانے نکالتے ہوئے کہا....

وفانے اپنے آپ کو کوستے اسے بہانا گھڑا "یار زر ایسی چیزیں نہیں کھاتی ہے" اس نے ساتھ جھر جھری لی اگر اس کو پتا چل گیا نہ تو بس وفا بیٹا تمہارا قتل پکا ہے....

دانیانے سمجھ کر باقی کا اس کے پاس میز پر رکھ دیا....
تقریباً دس منٹ کے بعد وہ دونوں راہداری سے ہوتی لاؤنج تک آئیں تو زرہ کیسری رنگ کے اسٹولر کے حالے میں الجھی ہوئی کھڑی تھی....

ان کی باتوں کی آواز سن کر اس نے سر جھٹکا اور ان کی طرف متوجہ ہوئی....

دانیانے ٹرے پلنگ پر رکھی اور وفا کو اس کا کپ پکڑایا پھر زرہ کو کپ دیا اور اپنا کپ لیے پینے لگی, ساتھ وہ تینوں آپس میں باتیں کرنے لگیں....

گرم کافی وفا کے کپڑوں پر چھلک گئی....

"اوشٹ" وفا کے منہ سے بیزاریت میں نکلا....

اس نے اور دانیا نے بھی اسے دیکھا....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زرہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی....

دانیا نے اسے کہا جاؤ کچن کے ساتھ والا کمرا چھوڑ کر دوسرے نمبر والے کمرے میں واش روم ہے چلی جاؤ....

اس نے سر ہلایا اور فوراً اس طرف بھاگی....

دانیا اور زرہ دوبارہ باتیں کرنے لگی....

اس نے کچن کے ساتھ والے کمرے کے سامنے پہنچ کر یاد کیا ذہن پر زور دیا شاید دانیا نے اسی کمرے کا کہا تھا" اور دروازہ کھولتی واش روم کی طرف بھاگی....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

واش روم میں آتے نل کھولا کافی کے چھینٹے صاف کرنے لگی داغ کے مدھم ہوتی اس نے قمیض کے اس حصے کو جھاڑا اور سفید دروازہ بند کرتی کمرے میں آ گی....

اب کی بار اس نے نظر گھما کر اطراف کا جائزہ لیا درمیان میں سادہ سہ لکڑی کا پلنگ پڑا تھا اس پر نیلے رنگ کی پلین سی چادر بچھی ہوئی تھی جس پر اس نے گور نہیں کیا ایک شکن نمایا تھا اسی طرح الماری اور ایک سنگل صوفہ پڑا تھا ان سے کچھ دور صحن کو کھلتی

کھڑکی تھی اس کے ساتھ بک شلف کتابوں سے بھرا تھا لیکن اس کی نظر دیوار پر پڑی تو ٹھٹکی "یہ تصویر یہ "اور کچھ دیر سوچنے پر ذہن کی البم میں تصویر والے نوجوان کا خاکہ نا ملا تو ویسے قدم اٹھاتی دروازہ بند کرتی باہر آگئی....

لیکن اس کا ذہن اسی تصویر میں الجھارہ گیا....

کچھ دیر اور بیٹھ کر وفا دانیا سے ملتے اٹھ کھڑی ہوئیں جاتے وقت بھی وفا دانیا کو تنگ کرنے سے باز نہ آئی "وہ جو ہم کیک لے کر آئے تھے تم نے ہمیں نہیں کھلایا نہ یہ سوچ کر کہ کہیں سارا نہ کھا جائیں"....

دانیا اس کی عادت سے واقف تھی,اسی کے انداز میں جواب دیا "ہاں بلکل "....

زرہ مسکرادی....

ایک دوسرے کو تنگ کرتے وہ دونوں خداحافظ کہتی گاڑی میں سوار ہو گئیں اور اپنی اپنی منزل کی اور روانہ ہوئیں....

دونوں تصاویر میں ابھرتے انجان رنگوں کی دنیا میں رنگوں کی پہچان کرنے چل نکلی....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

نیم اندھیری شام میں سرمئی آسمان تلے قطار میں لگے درخت ہوا کی مدھم جھونکوں کے سنگ رقص کرتے روشنیوں سے منور گھر کے باشندوں کی خوشی میں سرشار تھے اور گھر کے اندر بھی چہل پہل قدرے عروج پر تھی میلا سہ لگا ہوا تھا ان سے گزرتے سیڑھیوں کے راستے اوپر کو آؤ تو لکڑی کے دروازے کے اس پار وہ سرخ ستارے

موتیوں سے سجے ہلکا کا مدار شرٹ کے نیچے سرخ غرارے میں سر پر سرخ دوپٹہ اوڑھے ہلکے میک اَپ میں کمرے سے منسلک کھڑکی کے پار دیکھتی سوچوں کے ساحل پر کھڑی سوچوں کی لہروں سے باتیں کر رہی تھی. جو اسے اپنا ہی شور سنا رہی تھیں کہ اللہ نے تمہارے نصیب میں اگر ریاض کو لکھا ہے تو یقیناً بہتر نہیں بہترین ہو گا اس کی پرورش بھی تو میری ماں نے کی ہے ظاہر اور باطن کے صراط پر....

تبھی دروازہ بجا اور ساتھ کسی نے دروازہ کھولا....

دروازے کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا, سامنے سے سفید سوٹ میں علی صاحب اور ان کے ساتھ سفید ہی سوٹ میں فیض اندر داخل ہوا اور ان کے پیچھے فاطمہ نیلے نفاست سے لگے موتیوں والے سوٹ میں سر پر اسکارف لیے ہاتھوں میں سنہری چوڑیاں پہنے سحر انگیز شخصیت کے ساتھ داخل ہوئی اور اس نے آگے بڑھ کر اسے پلنگ پر بیٹھنے کا کہا....

اس نے ویسے ہی دروازے کو دیکھتے سوال کیا "امی کہاں ہیں...."

اس کے سوال پر علی صاحب نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور محبت پاش لہجے میں کہا آ رہی ہیں" ساتھ ان کی آنکھوں سے ایک آنسو گر کر اس کے دوپٹے میں جزب ہو گیا....

اس نے سر اٹھا کے دیکھا اور بھری آنکھوں سے انہیں کے سینے سے لگی رونے لگی....

انہوں نے اس کا سر سہلاتے ہوئے کہا" نہیں میری گڑیا.... میری چڑیا تو بہت بہادر ہے...."

جب ہی درینہ بیگم اندر آئی ہلکے گاجری سوٹ میں سر پر چادر نما دوپٹہ اوڑھے شفاف چہرے میں وہ اس تک آئیں.... فیض جو آج اُداس سہ کھڑا تھا درینہ بیگم کو دیکھ کر مسکرایا اور مسکراتے ہوئے بولا" ارے میری گڑیا تم کونسا بہت دور جا رہی ہو اسی گھر میں تو ہو وہی میرے آلو دوست کے ساتھ اور اگر وہ تمہیں تنگ کرے تو بس لیے آنا میرے پاس...."

وہ روتے روتے مسکرا دی.... فیض اس کا ہیرو بھائی تھا وہ ہمیشہ اس کا سایا بنا کھڑا

رہتا....وہ اسے اپنی بیٹی مانتا تھا....آج اس کی آنکھیں بھی ہلکی سرخ تھیں لیکن وہ اس گھر کا وہ پلر تھا, جس پر اس گھر کی چھت کا توَازن برقرار تھا....

درینہ بیگم نے بھی اس کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھا اور حوصلہ دیا ساتھ بولیں "چلو آؤ بیٹی سنتِ رسول نکاح ادا کریں...."

وہ علی صاحب سے الگ ہوئی اور دوبارہ پلنگ پر بیٹھ گئی....

علی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا پھر اسی طرح اس کے سامنے چند کاغذات کیے ....

اس نے قلم پکڑا اور کپکپاتے ہاتھوں سے دستخط کیے....

تینوں دستخط کرتے ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے سر پر شفقت سے دونوں ہاتھ رکھے اور اللہ کی امان میں دیتے باہر کو چلے گئے ان کے پیچھے فیض نے بھی اس کے سر پر

شفقت سے ہاتھ رکھا اور دعا دی "میری بیٹی کو اللہ تمام خوشیوں سے نوازے" اور علی صاحب کے پیچھے چلے گئے....

درینہ بیگم نے اسے گلے سے لگایا اور ماتھا چوما ڈھیر ساری دعائیں دیں پھر فاطمہ کو چلنے کا کہتی چلی گئیں اسی طرح فاطمہ نے اسے گلے لگایا اور ماتھا چوم کر صادق دل سے دعا دی اور ساتھ کہا "ماشاءاللہ بہت حسین لگ رہی ہو اللہ نظر بد سے بچائیں آمین" اور درینہ بیگم کی پیچھے ہولی....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب وہ تنہا رہ گئی اور اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی اور ہاتھ کی لکیروں میں ابھرے کچھ دیر قبل کے عکس کو دیکھتی کچھ دن پیچھے کے سفر پر نکل گئی. جب شام کے سائے ڈوب رہے تھے آسمان پر سیاہی اپنی چھاپ چھوڑ رہی تھی پرندے اپنے گھروں کو لوٹ چکے تھے. مدھم ہوا کے جھونکے اسی کی ہڈیوں میں سرایت کر رہے تھے کہ علی صاحب چلتے ہوئے اس تک آئے اور اس سے کچھ فاصلے پر لکڑی کے تخت پر بیٹھ گئے اور کہنے لگے "میری پیاری بیٹی زندگی کی اس کہانی میں خوشیوں کے باب آتے ہیں اور ہر باب ایک

نیا موڑ لیتا ہے اس میٹھے موڑ پر ہم نئے رشتوں سے ملتے ہیں نیا تعلق قائم کرتے ہیں جن میں ایک ازدواجی زندگی کا ہے" وہ نرمی سے سمجھاتے رو کے اور دوبار بولے "بیٹی ریاض بیٹا آپ سے شادی کے خواہشمند ہیں"....انہوں نے اس کا چہرہ دیکھا جہاں صرف خاموشی تھی اور اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا "بیٹی فیصلہ آپ کا ہے آپ کو کرنا ہے"....

اس نے سر جھکائے فرمانبرداری سے کہا "ابو جیسا آپ کو بہتر لگے"....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہوں نے اس کا جواب سن کر آسمان کی طرف دیکھا اور زیر لب کہا "اَلحَکِیمُہ (بڑی حکمتوں والا) اَلحَکِیمُہ, اَلحَکِیمُہ....

اسے ان کی آنکھوں میں ہلکی نمی تیرتی نظر آئی تھی....

اس نے گود میں پڑے ہاتھ کو دیکھتے الفاظ کو ترتیب دیتے ہوئے کہا "ابو جان مجھے کہنا تھا کہ"

اس کی ہچکچاہٹ کو محسوس کر کے انہوں نے حوصلہ بڑھایا"میری بیٹی آپ کھل کر کہیں"

اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور بولی"ابو آپ میرا نکاح پڑھایے گا...."

اس کا جملا سن کر ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی....

اور ان باپ بیٹی کو لگا ان کے گرد اس رشتے کی خوبصورتی نے قوسِ و قزح کے رنگ بکھیر دیے جیسے ہر رنگ پر اس کا بچپن کسی فلم کی مانند چل رہا تھا....

دوسری طرف وہ کمرے کے درمیان میں پڑے لکڑی کے پلنگ پر خاموشی سے بیٹھا سوچوں کے دھاگوں کو یک طرف رکھے اپنے والدین کو یاد اور ان کے سنگ گزرے لمحے میں کھویا تھا....

تبھی دروازے پر دستک ہوئی اس نے سوچوں کو ایک طرف جھٹکا اور اندر آنے کی

اجازت دی اس کے جواب موصول ہوتے ہی وہ تینوں آگے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے.... درینہ بیگم نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا "بیٹے اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے"....

اس پر فیض نے اسے چڑایا "امی آپ کہیں اس کے ساتھ جڑے میری بہن کے نصیب کے تارے گردش میں نہ آئیں" آخر میں اس کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ رینگ گئی....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی بات سن کر جہاں اس نے مصنوعی غصے سے دیکھا تھا وہیں علی صاحب مسکرائے تھے لیکن درینہ بیگم نے اسے ڈپٹا "بیٹا بھائی کو تنگ نہ کرو آج میرے بیٹے کا دن ہے...."

ان کی بات پر اس نے جلا دینے والی مسکراہٹ سے فیض کو دیکھا....

وہ صرف منہ بنا کر رہ گیا اس کے کچھ لمحے بعد ان کی کھٹی میٹھی مسکراہٹوں کے درمیان علی صاحب نے اس سے پوچھا "ریاض حیدر ولد حیدر ادریس بعوض پانچ ہزار پانچ سو نوے روپے بطور حق مہر سکہ رائج الوقت آپ کو ایمان علی ولد علی بخش سے نکاح قبول ہے"....

اس نے سنجیدگی سے اعترافِ وعدہ کیا "قبول ہے

قبول ہے

قبول ہے"

آج اس نے اپنی حیات کے باب میں ایمان کے کردار کی جگہ بدل دی اور ان کی کتاب کے کورے کاغذوں پر تقدیر نے سیاہی سے کہانی لکھنا شروع کی....

ناجانے ان کی کہانی کے ابواب میں کیا بدلے گا....

ناجانے سیاہی سے پروئے الفاظ کیا لیں گے موڑ....

لیکن کہیں آب کے قطروں سے پھیل جائیں گے....

ناجانے کوئی ناجانے

سوائے آدم ذات کے خدا کے....

****

گاڑیاں ہارن بجاتی رواں دواں تھیں ایک طرف قطار میں بائیک کھڑے تھے اور روڈ کے ساتھ پودے تازہ دم لہہ لہارہے تھے کچھ لوگ روڈ پار کرتے ایک طرف سے دوسری طرف جانے کی تگودو میں تھے....

روڈ کے ساتھ سلک میں شیشے کی دوکانیں تھیں.... جہاں سے گاہک رنگ برنگے سامان سے لبریز بیگ اٹھائے دوسری دکان میں داخل ہورہے تھے.... چند دوکانوں کے باہر آدمی غبارے بیچنے کو بے تاب تھے.... کچھ خوشبو سے بھری سرخ وسیاہ قارورہیں فروخت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے ان کی محنت کو دیکھتے چند لوگ رکتے خوشبو سونگتے ان میں سے چند ایک حساب بنانے لگ جاتے....

ان سے کچھ فاصلے پر دکانوں کی قطار میں میلے سے زینے دکانوں کے اوپر بنے رہائشی فلیٹس کو جاتے تھے.... ان زینوں سے آگے آؤ تو روڈ سے کچھ فاصلے پر اندر کی طرف دکانیں تھیں....

شیشے کی دو کانیں جو آنکھوں کو چندھا رہی تھیں ان کی چھتوں سے اوپر نظر آتے آسمان میں سرمئی دھواں کے بادل چھائے ہوئے تھے....

دکانوں سے دور روشنی سے منور ریستوران میں لوگ بیٹھے تفریح کر رہے تھے اور وہاں سے آتی کھٹ پٹ آوازوں کے ساتھ کھانوں کی مہک نے ماحول کو جکڑ رکھا تھا.....

ایسے میں وہ زبور کے ہمراہ ایک دوکان سے بولتے ہوئے نکلی "یار زبور تم نے ایک شوز لینے تھے اور وہ بھی تمہاری ناک کے نیچے نہیں آرہے مجھے کیوں ساتھ لائی ہو" آخر میں اس کے لہجے سے تھکاوٹ اور بیزاریت جھلک رہی تھی....

زبور ہاتھ میں ایک شاپر پکڑے سر پر اسے کے اسٹائل میں اسٹرول لیے زیتونی رنگ کی شلور قمیض میں غصے سے منہ بنایا....

زرہ نے سرمئی شلوار قمیض میں سر پر روز کی طرح اسٹولر اوڑھے پہلی کی طرح بیزاری

سے آنکھیں گھمائیں "یہ وفا فون کا کور لینے گئی ہے یا فون لینے"....

زبور نے اسے اور زچ کیا "وہ وفا آپی ہیں اتنی جلدی نہیں آتیں اب"....

اس نے سر جھٹکا "چلو ہم کچھ کھا لیتے ہیں...."

زبور نے عادتاً جوش سے نعرہ لگایا "واہ....پیٹ پوجا...."

وہ دونوں چلتی ریستوران تک آئیں....

ان کو دیکھ کر گارڈ نے دروازہ کھولا....

وہ آگے پیچھے اندر داخل ہوئیں اور کونے کے ایک میز پر آ بیٹھیں....اس نے اطراف کا جائزہ لیا ریستوران میں نیم سنہری روشنی نے بسیرا کیا ہوا تھا اس میں گلاس پلیٹ چھری کانٹوں کی آوازوں کے ساتھ لوگوں کا شور عروج پر تھا جو ایک دوسرے سے مخاطب اپنی شاپنگ کی رواں دواں سنا رہے تھے....

ان میں ایک لڑکی کی آواز ابھری "وہ نہیں آج جوتوں کی شاپ پر سیاہ سوٹ میں لڑکی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی اس کے ایکشن چیک کیے تھے لیکن اس نے جو تا کیا لیا اپنے آپ کو نہ جانے کون سی حور پری سمجھ رہی تھی "لڑکی کی آواز تمسخر خیز تھی....

اس نے سر جھٹکا "زبور منگوالو جو منگوانا ہے"

لڑکی کی آواز ابھی بھی ویسے ہی آرہی تھی لیکن اس نے کان نہیں دھرے....

زبور نے ویٹر کو آواز دی....

اس کی آواز پر دبلا پتلا سہ نوجوان لڑکا ان کی طرف آیا اور احترام سے پوچھا....

زبور نے ویٹر کے سوال پر مینو کارڈ دیکھتے مزے سے آڈر لکھوانے لگی "ایک پلیٹ بریانی، دو زنگر، دو ریشمی کباب، دو پیس بروسٹ اور بڑی بوتل ٹھنڈی کوک کی بس اور اب آپ ان سے پوچھ لیں"....

زبور نے معصومیت سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا....

ویٹر نے بھی حیرت سے ایک نظر اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا اور اس کی طرف چہرہ کیا اور وہی سوال کیا....

وہ جو اس کا آڈر سن کر اسے یہاں لانے پر افسوس ہو رہا تھا... لڑکے کی سوالیہ انداز پر

بولی "بس ایک پلیٹ بریانی"....

لڑکا کاغذ پر نوٹ کرتا انہیں بیس سے پچیس منٹ کا بولتا چلے گیا....

وہ سر ہلاتی موبائل میں لگی تھی کہ وفا کا میسج چمکا "تیار ہو تو آجاؤ شکار آرہا ہے"....

اس نے میسج پڑھ کر اسے جواباً ریستوران کا بتایا اور یہاں آنے کی تلقین کی....

میسج بھیج کر اس نے موبائل رکھا اور زبور کو دیکھا جو تصویریں کھینچنے میں مصروف تھی....

اس نے پریشانی سے پاس پڑی شاپر کی تلاشی لی اور اُسی لہجے میں پوچھا "زبور تم نے بھوری فراک اٹھائی تھی آخری دکان سے"....

اس کے پوچھنے پر زبور نے موبائل بند کرتے سوچا اور افسوس زدہ لہجے میں بولی "اوشٹ !!!یاوہ وہیں رہ گئی اب"....

اس نے سوچا اور دلاسہ دیا "چلو تم یہاں بیٹھو میں لے کر آتی ہوں ویسے بھی آڈر آنے والا ہے"....

زبور نے سر ہلا دیا....

وہ فون اٹھاتی اٹھ کھڑی ہوئی اور جاتے رکی تھی "وفا بھی آرہی ہے اس سے پوچھ لیناوہ کیا کھائے گئ"....

اور وہ جلدی میں شیشے کا دروازہ پار کرتی نکلنے لگی کی اس کا ہاتھ دروازے سے مس ہوااور اصفر رنگ کی انگھوٹی دروازے سے ٹکرائی....

اس نے نظر انداز کیااور جلدی سے اُس شاپ میں آئی بھوری فراک کو لیے اس کی پیمنٹ کروائی وہاں سے باہر نکل آئی....چلتے ہوئے دوسری شاپ کے باہر آئی تو کچھ دیکھ کے ٹھٹکی....

وہاں اسلحے سے لیس دو گارڈ گاڑی میں بیٹھے تھے اور دو دکان کے باہر کھڑے تھے....

اس نے خود کو دلاسہ دیااور شاپر باہر جمع کرواتی دکان کے اندر چلی آئی....

اندر آکر ادھر اُدھر دیکھااور سیڑھیاں چڑھتی مردانہ کلیکشن کی طرف آئی تو سامنے وہ سحر زدہ شخصیت کا مالک کھڑا نظر آیااور اس کے ہمراہ ایک گارڈ بھی تھا....

اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور اسکی طرف پشت کیے وہ اپنی انگوٹھی والا ہاتھ ایک

کرتے پر رکھے پاس کھڑے لڑکے کو ہدایت دی "یہ نکال کر

دیکھاؤ" دکان والے لڑکے نے اس کی بات پر

سر ہلایا اور نکالنے لگا....

دوسری طرف ضاد کھڑا کرتا دیکھ رہا تھا اور اس کے سامنے دیوار پر شیشہ نصب تھا جہاں

سے زرہ کا آدھا عکس نمایا ہو رہا تھا....

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تبھی اس کے ہاتھ میں پکڑا فون بجا اس نے بجتے فون کو اٹھایا اور ساتھ وہیں صوفے پر

بیٹھ گیا....اس دوران وہ بات کرتے چونکا

"یہ اصفر رنگ انگوٹھی".... دوسری طرف کرتار کھتے منہ بنایا اور وہاں سے کچھ

فاصلے پر آئی اور ایک نظر اس کی پشت کو دیکھا اور تیزی سے زینے اترتی ویسے ہی دکان

سے باہر نکل آئی اور اپنا شاپر لیے ریستوران جانے کی بجائے تیز تیز چلنے لگی....

اب کی بار اس نے بات کرتے دیکھا تو وہ وہاں نہیں تھی اس نے رمیحا سے کہا "آپ سے

گھر آ کر بات کرتا ہوں "فون بند کیا اور تیز تیز اترتا نیچے آیا شیشے کا دروازہ کھولتے غصہ سے چلاتے اس نے ملازمین کو حکم دیا" یہاں سے جو ابھی لڑکی نکلی اسے کہیں سے بھی تلاش کرو مجھے ابھی چاہیئے ورنہ "....

اس کی گرج دار آواز پر وہ اسے تلاشنے لگیں....

دوسری طرف تھوڑی گھبرائی ہوئی آگے نکل آئی تھی کہ ابھی گلی مڑی تھی کہ کسی نے اسے کھینچا تھا اور اس کے چیخنے سے پہلے منہ پر کچھ رکھا تھا.......

****

جاری ہے...

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کااستعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندراندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کااستعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews